www.urdufans.com

مفت

محمود، فاروق، فرزانہ
اور انسپکٹر جمشید
سیریز
741

# موت کا جنگل

اشتیاق احمد

www.urdufans.com

# ایک حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"ہم کسی کو کام پر مقرر کریں اور اس کام کی تنخواہ اُسے

ادا کریں۔ اس کے بعد اگر وہ کچھ لے

تو یہ خیانت ہے....."

☆☆☆

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

☆ یہ وقت عبادت کا تو نہیں۔

☆ آپ کو اسکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا۔

☆ آپ نے کسی کو وقت تو دے نہیں رکھا۔

☆ آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے عبادت اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیں، پھر ناول پڑھیں۔

اشتیاق احمد

# دو باتیں

السلام علیکم!

انسان سوچتا کچھ ہے، ہوتا کچھ ہے، پروگرام کچھ بناتا ہے، بن کچھ جاتا ہے۔ جس کروٹ وہ اونٹ کو بٹھانا چاہتا ہے، اونٹ اس کروٹ تو بیٹھتا نہیں، کسی اور کروٹ بیٹھ جاتا ہے... یوں بھی اونٹ کی کون سی کوئی کل سیدھی ہے... دیکھا جائے تو اونٹ بے چارے کا بس نام بدنام ہے... ہوں گی اس کی کلیں ٹیڑھی... لیکن اس کی ٹیڑھی کلوں سے پھر بھی انسانوں کو فائدہ ہی پہنچتا ہے... نقصان نہیں ہوتا۔ جب کہ آج کے دور کے انسانوں کی کوئی کل سیدھی نظر نہیں آتی... ہر کل ٹیڑھی نظر آتی ہے... بلکہ دیکھا جائے تو یہ ہی کھیر نظر آتی ہے... ان ٹیڑھی کلوں اور ٹیڑھی کھیر سے دوسروں کو نقصان ہی پہنچتا ہے... نفع کوئی نہیں پہنچتا... تب اس لحاظ سے تو اونٹ انسانوں سے بہتر ہو گیا... رہے گا وہ پھر بھی اونٹ کا اونٹ... اونٹ کا اونٹ عام طور پر لمبے آدمیوں کو کہہ دیا جاتا ہے... لمبے آدمیوں کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ وہ عام طور پر عقل مند نہیں ہوتے... لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سبھی لمبے بے وقوف ہوتے ہیں...

میں بھی کن باتوں میں پڑ گیا... بات تو شروع کرنا تھی... دو باتیں کی... جو کہ ناول سوت کاتنے کے لیے لکھی جا رہی ہیں اور پہنچ گیا میں اونٹ سے لمبے آدمیوں تک...

ہاں تو میں کہہ رہا تھا... جی نہیں، لکھ رہا تھا کہ انسان سوچتا کچھ ہے... کرتا کچھ ہے... ہوتا کچھ ہے... جب میں نے تاریک سفر شروع کیا تھا، اس وقت پروگرام یہی تھا کہ عام ناولوں کی طرح یہ ناول بھی اتنے ہی صفحات میں مکمل ہو جائے گا... لیکن ہوا کیا... ناول کو اگلے ناول تک لے جانا پڑا۔

جب اگلا ناول یعنی تاریک سفر شروع کیا تو پھر خیال تھا کہ یہ مقررہ صفحات میں ختم ہو جائے گا... لیکن ایسا ہوا نہیں... اور میں اپنا سامنہ لے کر رہ گیا... اپنا سامنہ لے کر اس لیے رہ گیا کہ اب قارئین کو کیا بتاؤں... وہ تو کھائیں گے مجھ پر تاؤ... وہ تو دکھائیں گے مجھے آنکھیں... وہ تو سنائیں گے مجھے کھری کھری... لیکن اب اس میں میرا بھی کیا قصور... ایک کہانی جو شروع ہو گئی... اگر وہ جلد ختم نہ ہو تو میں کیا کروں... سو تاریک سفر بھی تیسرے حصے کی طرف لے گیا... نتیجہ یہ کہ سفر کے سلسلے کا تیسرا حصہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ آپ کو موت کے جنگل کی سیر کی دعوت ہے... اس جنگل میں سیر کر کے آپ کو مزہ آئے گا... ان شاء اللہ... یہ سیر آپ کو کہاں کہاں کی سیر کراتی ہے... یہ میں نہیں بتا سکتا... آپ پڑھ کر جان ہی لیں گے...

آئندہ ماہ کے ناول کے بارے میں آپ کو انوکھی خبر سننے کو ملے گی... جی ہاں... یہ انوکھی خبر اگر آپ سے سنبھلے نہ سنبھلے... تو مجھے بتا دیجیے گا... تا کہ مجھے بھی خوش ہونے کا موقع ہاتھ آ جائے... اور میں بھی بغلیں بجا سکوں... تاہم یہ خبر پسند نہ آئے... ناگوار گزرے تو اس بارے میں بھی اپنے تاثرات کا اظہار آزادانہ کر سکتے ہیں... اس لیے کہ یہ کوئی مستقل فیصلہ نہیں ہے... نہ یہ مستقل پروگرام ہے... اس کو تو بس آپ ایک اتفاق سمجھ لیں... اتفاق میں یوں بھی بہت برکت ہے...

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اتفاق کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔



www.urdufans.com

# پُر ہول آواز

اب ان کے گرد ان سیاہ فاموں کا گھیرا تھا۔ وہ سب کے سب درندوں پر سوار تھے... کسی نے درندوں کو ایک کان سے پکڑ رکھا تھا تو کسی نے دونوں کانوں سے۔ ان کے چہرے بہت خوفناک تھے... لباس کے طور پر زیادہ تر نے لنگوٹیاں باندھی ہوئی تھیں۔ باقی جسم کپڑوں سے عاری تھے۔

اب ہر طرف موت کا سناٹا طاری ہو چکا تھا... پھر اس سناٹے کو ایک درندے نے توڑا... اس کی آواز سن کر تمام سیاہ فام اس طرف مڑ گئے... انہوں نے دیکھا... ایک بہت اونچے گینڈے پر ایک سفید فام اُڑا چلا آ رہا تھا...

ان سب نے اسے دیکھتے ہی اپنے نیزے سروں سے بلند کیے اور منہ سے زوردار آوازیں نکالیں... یہ آوازیں ہاؤ ہو ہا کی تھیں... گویا انہوں نے اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا تھا... یا یہ استقبال کرنے کا انداز تھا۔

پھر انہوں نے اس کے لیے راستہ بنا دیا... ہجوم گویا درمیان سے پھٹ گیا... وہ اس راستے سے گزر کر عین ان کے سامنے آ کھڑا ہوا:

''می چوں شیماس۔'' اس نے آتے ہی کہا۔ نظریں ان سب کو گھور

www.urdufans.com



رہی تھیں۔

''اڈا باس شا کا۔'' سردار نے اس کی بات کے جواب میں کہا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہیں منور علی خان۔'' انسپکٹر جمشید نے دبی آواز میں پوچھا۔

''مم... مجھے نہیں معلوم... یہ زبان میرے لیے بالکل اجنبی ہے۔''

چند منٹ کی گٹ پٹ کے بعد سفید فام وحشیانہ انداز میں ہنسا پھر اس نے کچھ کہا اور ان کے گرد گھیرا اور تنگ ہونے لگا...

''کیا خیال ہے منور علی خان... کیا ہم ان کے خلاف جنگ شروع کر دیں... ورنہ ان کا ارادہ تو ہمیں گرفتار کرنے کا لگتا ہے۔''

''ہاں شاید ان کا مشورہ بھی یہی ہوا ہے... یہ ہمیں فوری طور پر مارنے کے بجائے پکڑ کر لے جانا چاہتے ہیں...''

اب اگر ہم ان کا مقابلہ شروع کرتے ہیں تو یہ ہمارے چاروں طرف موجود ہیں اور اتنی تعداد میں ہیں کہ مقابلے میں جیت جانے کا کوئی امکان نہیں، یہ تو ہوگا کہ ہم ان میں سے ان گنت کو مار ڈالیں گے... لیکن ساتھ میں ہم بھی مارے جائیں گے اور اس کا نقصان یہ ہوگا کہ ہم جس مقصد کے لیے گھر سے نکلے ہیں، وہ پورا نہیں ہو سکے گا... مقابلے کی ایک صورت ان کی طرف سے یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ جن درندوں پر سوار ہیں۔ ان پر سے اتر کر انہیں ہم پر حملہ کرنے کا حکم دے دیں... ان گنت درندے جب ہم پر ایک بارگی حملہ کریں گے تو ہماری گولیاں، پروفیسر صاحب کے پٹاخے اور منور علی خان کا آنکڑا کچھ کام نہیں آسکیں گے... کیونکہ درندے جب حملہ کریں گے تو اس بات سے ذرا بھی خوف زدہ نہیں ہوں گے کہ ان کے کتنے ساتھی مارے جا چکے ہیں... ایسی بات انسان



تو سوچتے ہیں... درندے نہیں، لہٰذا ہمارے حق میں یہی بہتر ہے کہ ہتھیار پھینک دیں... خود کو ان کے حوالے کر دیں اور آگے چل کر دیکھیں کہ ان کے ساتھ یہ لوگ کرتے کیا ہیں... اور اس وقت موقع اور محل کو دیکھیں... شاید اللہ کوئی موقع فرما دیں...'' اپنے ساتھیوں سے یہ کہنے کے بعد انسپکٹر جمشید نے سفید فام کی طرف دیکھتے ہوئے انگریزی میں کہا:

''کیا آپ انگریزی زبان سمجھتے ہیں۔''

''ہاں! کیوں نہیں۔'' وہ مسکرایا۔

''اللہ کا شکر ہے... ہم آپ سے بات تو کر سکتے ہیں... آپ لوگ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں۔''

''تم لوگ ان کے ان گنت ساتھیوں کے قاتل ہو... یہ تمہیں کچا چبا جانا چاہتے تھے... لیکن میں نے انہیں اس سے روک دیا۔'' یہ کہتے ہوئے وہ ہنسا۔

''کس سے روک دیا؟'' مکھن نے بوکھلا کر کہا۔

''کچا چبانے سے... یہ لوگ آدم خور ہیں... پورے پورے آدمی کو آگ پر پکا کر کھا جاتے ہیں... زیادہ بھوکے ہوں اور انتظار کرنے کی سکت نہ ہو تو کچا بھی کھا جاتے ہیں... بس تم لوگوں کو بھی کچا کھا جانا چاہتے تھے... لیکن میں نے انہیں روک دیا۔''

''لیکن کیوں؟''

''میں جاننا چاہتا ہوں... تم لوگ کون ہو... کہاں سے آئے ہو اور کیوں آئے ہو۔ اس جنگل میں داخل ہونے کی جرأت تم نے کیسے کر ڈالی... کیا تمہیں اس کے بارے میں کسی نے کچھ بھی نہیں بتایا۔''

"ٹھیک ہے... ہم ان سوالات کے جوابات دے دیتے ہیں... لیکن پہلے آپ بتائیں۔ یہ ہمیں لے جانا کہاں چاہتے ہیں۔"

"یہاں سے کچھ فاصلے پر ان کے دیوتا کا بت ہے... جن لوگوں کو یہ پکڑتے ہیں، ان کو اس بت کے قدموں میں لٹا کر ذبح کرتے ہیں۔"

"ارے باپ رے... بھائی اتنی خوفناک باتیں تو نہ کرو۔" فاروق لرزتی آواز میں بولا۔

"اس جنگل میں اس سے کم خوفناک باتیں کی بھی نہیں جاسکتیں۔"

"آپ کا ان سے کیا تعلق ہے۔"

"یہ... یہ سب میرے غلام ہیں... میں چاہوں تو یہ تمہیں ابھی آزاد کردیں... ہاتھ بھی نہ لگائیں... اگرچہ ایسا کرنا ان کے لیے بہت مشکل کام ہو گا... تاہم یہ پھر بھی میرا حکم ماننے پر مجبور ہیں۔"

"مشکل کیوں ہوگا۔" آفتاب نے گھبرا کر پوچھا۔

"مزے دار کھانے کون چھوڑتا ہے... اگر کسی میز پر طرح طرح کے کھانے سجے ہوں اور کسی بھوکے بچے سے کہہ دیا جائے کہ وہ یہ کھانے نہ کھائے... حکم تو اسے ماننا پڑے گا، لیکن ہوگا یہ اس کے لیے بہت مشکل... یہی حال ان کا ہے..."

"اور یہ آپ کا حکم ماننے پر کیوں مجبور ہیں۔"

"یہ ان کی بدقسمتی ہے... اب تم بتاؤ... تم لوگ کون ہو... اور یہاں کیسے آگئے۔"

"ہم شکاری ہیں اور سیاح بھی... ظاہر ہے، شکاریوں اور سیاحوں کا یہی کام ہوتا ہے۔"

www.urdufans.com



"لیکن اس جنگل کا رخ نہ کوئی سیاح کرتا ہے، نہ شکاری... جو کرتا ہے... واپس نہیں جاتا۔"

"بس ہمیں بھی انہی میں سے سمجھ لیں... جو رخ کر لیتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے... بھگتو پھر... اپنے کباب بنواؤ..." یہ کہہ کر وہ سیاہ فاموں کے سردار کی طرف مڑا... اور ان کی زبان میں اس سے باتیں کرنے لگا... آخر اس نے کہا:

"تم لوگ ہتھیار گرادو... اگر ایسا نہیں کرو گے تو یہیں تم لوگوں کا کام تمام کر دیا جائے گا اور یہ تمہیں کچا کھا جائیں گے... اس جگہ صرف تمہاری ہڈیاں پڑی رہ جائیں گی... بلکہ ان ہڈیوں کو بھی یہ درندے چبا ڈالیں گے۔"

"آپ سفید فام ہو کر اتنی خوفناک باتیں تو نہ کریں... یہ لوگ کریں تو ایک بات بھی ہے... ویسے کیا آپ بھی آدم خور ہیں۔"

"نہیں! میں آدم خور نہیں ہوں... میرا تو بس ان پر حکم چلتا ہے۔"

"آخر کیسے... یہ اتنے بہت سے ہیں... آپ کا حکم ماننے پر کیوں مجبور ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"تم اس بات کو چھوڑو... جو کہا ہے، کرو۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔

انہوں نے ہتھیار گرادیے... کیونکہ اس طرح انہیں کچھ وقت مل رہا تھا... دوسرے یہ کہ اس وقت سفید فام ان سے اتنے فاصلے پر تھا کہ وہ اس پر قابو پانے کی کوشش کرتے تو ان گنت سیاہ فام ان پر ٹوٹ پڑتے... لہٰذا انہیں کسی ایسے موقع کی ضرورت تھی... جب وہ سفید فام کے نزدیک ہوتے اور اسے دبوچ لیتے... اس کے بعد ان کا کام آسان تھا...

ان ہتھیاروں کو اسی جگہ توڑ موڑ کر پھینک دیا گیا... بلکہ پتھر مار

www.urdufans.com



مار کر پگل دیا گیا... گویا انہوں نے یہ ترکیب کی تھی کہ وہ ان ہتھیاروں سے کسی طرح بھی فائدہ نہ اٹھا سکیں... پھر وہ انہیں دائرے میں رہ کر آگے لے چلے... سفید فام سب سے آگے تھا... یوں لگتا تھا... اس سارے لشکر کا سپہ سالار وہی ہو... وہ جو بات بھی کرتا تھا... سیاہ فاموں کے سردار سے کرتا تھا... سردار آگے اپنے لوگوں کو حکم دیتا تھا...

پچیس منٹ کے سفر کے بعد وہ پتھر سے تراشے گئے ایک بہت بڑے بت کے سامنے پہنچ گئے... سردار بت کے سامنے سجدے میں گر گیا... اس کے ساتھ نصف کے قریب سیاہ فام بھی سجدے میں گر گئے... وہ بہت دیر تک سجدے میں پڑے رہے... پھر سردار نے سر اٹھایا اور منہ سے آواز نکالی... تب باقی لوگ سجدے سے اٹھے... اب سردار ایک بار پھر سجدے میں گر گیا... اس کے ساتھ ہی باقی نصف لوگ بھی سجدے میں گر گئے... گویا ایسا انہوں نے ان لوگوں کی وجہ سے کیا تھا کہ کہیں وہ کوئی گڑبڑ نہ کر بیٹھیں... اگر وہ ساتھ نہ ہوتے تو ضرور ایک ہی وقت میں سب سجدے میں گر جاتے... اس دوران انہوں نے دیکھا... سفید فام سجدے میں نہیں گرا تھا... اس پر انسپکٹر کامران مرزا نے پوچھا:

"کیا وجہ... آپ نے بت کو سجدہ نہیں کیا۔"

"میں جنگلی نہیں ہوں... اس نے منہ بنایا۔"

"اور یہ..."

"آپ اس جنگل میں کیسے آ گئے... ان کے آقا کیسے بن گئے؟"

"ہر سوال کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔"

اتنے میں سردار اٹھ گیا... اس کی آواز سن کر باقی سب لوگ بھی



اٹھ کھڑے ہوئے... اب سردار نے سفید فام سے بات چیت کی... سفید فام ان کی طرف مڑا اور بولا:

"ان کا کہنا ہے... تم لوگوں میں سے کم از کم تین کا ناشتا یہ صبح کریں گے... میں نے اس بات کی منظوری دے دی ہے... اس طرح تین دوپہر کو اور تین شام کو کام آ جائیں گے۔"

"جناب سفید فام صاحب... کیوں مذاق کرتے ہیں۔"

"تم لوگوں کو صبح معلوم ہو جائے گا... کہ یہ مذاق ہے یا کیا ہے۔"

"اچھی بات ہے... ان سے نجات پانے کی کوئی صورت نہیں۔"

"کوئی صورت نہیں... پسندیدہ کھانا کون چھوڑتا ہے۔"

"ارے تو ہم آپ کو کھانا نظر آ رہے ہیں۔" شوکی بھنا اٹھا۔

"مجھے نہیں... میں آدم خور نہیں... ان لوگوں کو۔"

"کتنے غلط آدم خور ہیں... جنہوں نے آپ کو نہیں کھایا۔" فاروق نے تلملاتے ہوئے انداز میں کہا۔ سفید فام بے ساختہ ہنس پڑا...

"شکر ہے... آپ کو ہنسی تو آئی..."

"ویسے ان سے بچنے کی ایک ترکیب ہے..." سفید فام کو جیسے اچانک خیال آیا۔

"ارے! وہ کیا؟" وہ سب چونک اٹھے۔

"سردار سے جنگ کرنا ہوگی... سردار اور اس کے دس ساتھیوں سے ایک ہی وقت میں جنگ کرو... ان دس کے دس کو ختم کر دو... یہ لوگ تمہارے غلام بن جائیں گے۔"

"تو پھر یہ آپ کے نہیں ہمارے غلام ہو جائیں گے....."

"تم غلط سمجھے... میری حیثیت پھر بھی وہی رہے گی... مطلب یہ ہے کہ تم لوگ پھر ان کے سردار بن جاؤ گے..."

"اوہو... ارے... ہائیں۔" حیرت زدہ انداز میں ان کے منہ سے مختلف آوازیں نکلیں۔

"کیا خیال ہے... کرو گے مقابلہ۔"

"ضرور کریں گے... یوں بھی تو یہ ہم سب کو باری باری کھا جانے کا ارادہ رکھتے ہیں... تو پھر ہم مقابلہ کرتے ہوئے جان کیوں نہ دیں۔"

"وہ تو خیر آپ کو دینا ہوگی... کیونکہ ان سے مقابلہ آسان نہیں... بلکہ قریب قریب ناممکن ہے... اس لیے کہ یہ لوگ بہت بہترین لڑاکے ہیں... پرانے زمانے کے ہتھیاروں سے جنگ کرتے ہیں... مثلاً تیر سے، تلوار سے یا پھر نیزوں اور بھالوں سے... نیزہ پھینکنے کے تو زبردست ماہر ہیں... اور باقی ہتھیاروں سے بھی خوب لڑتے ہیں... آپ لوگ تو ان کے ایک ایک وار کے بھی قابل نہیں ہوں گے... بس ادھر میدان میں آئیں گے، ادھر ڈھیر ہو جائیں گے۔"

"یہ سب زبانی باتیں ہیں... جب ہم میدان میں نکلیں گے... اس وقت دیکھیے گا۔"

"ہائیں... تو تم لوگ مقابلہ کرو گے۔"

"وہ تو اب کرنا ہوگا۔"

"حیرت ہے... کمال ہے۔" سفید فام نے کہا۔

"کس بات پر آپ کو حیرت ہوئی۔" خان رحمان نے منہ بنایا۔

"اس بات پر کہ تم لوگ مقابلہ کرو گے... جب کہ نیزے بازی کی

www.urdufans.com



الف ب بھی شاید تم لوگوں کو نہیں آتی ہوگی۔"

"مجبوری ہے نا... مقابلہ کرنا پڑے گا... ورنہ یوں بھی تو پھر ان کی خوراک بن جائیں گے... اس سے یہ بہتر ہے کہ مقابلہ کرتے ہوئے جان دیں۔"

"جیسے تم لوگوں کی مرضی... یہ مقابلہ سورج طلوع ہونے پر ہوگا... اس سے پہلے نہیں... یہ لوگ سورج کو بھی اپنا دیوتا مانتے ہیں اور اس قسم کے کام رج کے طلوع ہونے پر کرتے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں۔"

اور پھر انہیں ایک خیمے میں قید کر دیا گیا... انہیں بڑی طرح رسیوں سے جکڑ دیا گیا... اور خیمے کے باہر چاروں طرف سیاہ فام مقرر کر دیے گئے تھے... ان پر سفید فام کے ذریعے یہ بات واضح کر دی گئی تھی کہ اگر انہوں نے فرار ہونے کی کوشش کی تو وہ انہیں نیزوں سے چھلنی کر دیں گے... ایک وقت میں اتنے نیزے ان کی طرف پھینکے جائیں گے تو جسموں پر کوئی جگہ زخم سے خالی نہیں ملے گی۔"

انہوں نے سکون اور اطمینان سے یہ باتیں سنیں اور پھر سر ہلا دیے... انہیں فرار ہونے کی ضرورت ہی نہیں رہی تھی... وہ تو سردار اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کرنے کی ٹھان چکے تھے۔

رات کے وقت انہیں کھانا بھی دیا گیا... اس بارے میں سفید فام سے انہوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ ڈبوں والی خشک خوراک انہیں ائیں... سیاہ فاموں والا کھانا وہ نہیں کھائیں گے... کیونکہ وہ جھرے آدم ور... نہ جانے ، انوں کے علاوہ کیا کچھ کھاتے ہوں... جنگل میں انہیں بھیڑ

www.urdufans.com



بکری یا ہرن وغیرہ قسم کے جانور تو نظر آتے ہی نہیں تھے... ورنہ وہ کوئی جانور پکڑ کر ذبح کر سکتے تھے... سفید فام نے اس حد تک ان کا لحاظ ضرور کیا اور خشک خوراک کے ڈبے بھجوا دیے... پانی کی بوتلیں بھی ساتھ تھیں... اس طرح انہوں نے رات کا کھانا کھایا اور آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے۔ پھر دن نکلا... انہیں ناشتا دیا گیا... یہ ناشتا بھی سفید فام کی طرف سے تھا... انہوں نے محسوس کیا... کم از کم وہ سفید فام اس لحاظ سے ایک بہتر انسان تھا... اس نے انہیں بھوکا نہیں مارا تھا... سورج نکلنے سے پہلے ہی انہیں بت کے سامنے لایا گیا... وہاں سفید فام اور سردار ساتھ بیٹھے نظر آئے... تمام سیاہ فام اسی طرح درندوں پر سوار ان کے چاروں طرف موجود تھے... گویا فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

انہیں دیکھتے ہی سفید فام نے ہاتھ ہلایا... جب کہ سردار نے بُرے بُرے منہ بنائے...

"کیا تم لوگ مقابلے کے لیے تیار ہو۔"

"ہاں! کیوں نہیں۔" وہ مسکرا دیے۔

"ابھی سورج طلوع ہوا چاہتا ہے... پہلے یہ لوگ سورج کے آگے جھکیں گے... یہ جھکنا چند منٹ کا ہوگا... لیکن اس دوران تم لوگوں کی نگرانی کرنے والے نہیں جھکیں گے... وہ تم پر نظر رکھیں گے... عبادت کے بعد مقابلہ شروع ہوگا... یہ مقابلہ ہی تمہاری زندگی یا موت کا فیصلہ کرے گا۔"

عین اس لمحے انہوں نے ایک پر ہول آواز سنی:

☆☆☆



# دیوتا

اس ہولناک آواز نے ان سب کو لرزا دیا... آواز بہت عجیب سی تھی... یوں لگا جیسے کوئی آتش فشاں پہاڑ پھٹا ہو... لیکن وہاں تو دور دور تک کوئی پہاڑ نہیں تھا... چاروں طرف جنگل ہی جنگل تھا... انہوں نے فوراً سفید فام کی طرف دیکھا:

"کیوں مسٹر! یہ آواز کیسی تھی۔"

"ہمارے دیوتا کی آواز۔"

"کیا مطلب... دیوتا کی آواز۔" ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"ہاں! جب بھی دیوتا آتے ہیں... آنے سے پہلے ان کی آواز آتی ہے... یہ گویا اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ دیوتا آ رہے ہیں اور دیوتا جب بھی آتے ہیں... کسی خاص موقع پر آتے ہیں... ورنہ ان کے نائب... وہی سارے کام نبٹاتے ہیں..."

"ان کا نائب... کیا مطلب؟" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں حیرت تھی۔

''دیوتا کا نائب میں ہوں...'' سفید فام نے فخر کے عالم میں کہا۔

''ارے... آپ ہیں نائب... ہم نے اب تک آپ کا نام نہیں پوچھا۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے حیران ہو کر پوچھا۔

''میرا نام ہام ہے... اس جنگل کا حکمران دیوتا نے مجھے مقرر کر رکھا ہے... وہ جب چاہیں... مجھے یہاں سے کہیں اور بھیج دیں... میں یہاں ان کی ہدایات پر عمل کرتا ہوں۔''

''یہ دیوتا آتے کہاں سے ہیں۔''

''اس جنگل کے اس پار سے، نہ جانے کہاں سے۔''

''مطلب یہ کہ جنگل کی اصل طاقت یہ دیوتا ہیں۔'' انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

''ہاں! بالکل!''

''پہلے اس جنگل میں صرف درندے تھے... پھر درندوں پر سواری کرنے والے لوگ آ گئے... یہ دیوتا صاحب تب سے یہاں کے سب کچھ ہیں۔''

''دیوتا ہی تو انسانوں کو درندوں پر سواری کے قابل بناتا ہے۔''

''کیا مطلب... بھلا یہ کام انہوں نے کیسے کیا... درندے ان کے حکم پر کیونکر چلنے لگے... یہ تو اس صدی کی سب سے عجیب خبر ہے... دنیا میں ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا...''

''ہم نہیں جانتے... دیوتا نے یہ کام کس طرح کیا... وہ... وہ آ رہے ہیں۔''

چند خوفناک آوازوں کو سن کر انہوں نے اس سمت میں دیکھا

www.urdufans.com



جس طرف سے دیوتا آ رہا تھا... انہوں نے دیکھا... وہ ایک بہت قد آور چیتے پر سوار تھا۔ اتنا بڑا چیتا بھی وہ پہلی بار دیکھ رہے تھے... وہ حد درجے ہولناک تھا... گینڈا، ہاتھی اور شیر اس کے مقابلے میں بہت کمزور نظر آ رہے تھے... اس کی کمر پر بیٹھا ہوا شخص اپنے لباس اور وضع قطع کے لحاظ سے یونانی دیوتاؤں جیسا تھا... اس کا رنگ سرخ و سفید تھا... سر کے بال اس قدر لمبے تھے کہ کندھوں کے گرد پھیلے ہوئے تھے اور چیتے کے دوڑتے وقت وہ بال پوری طرح اچھل اچھل کر کندھوں پر گر رہے تھے... اس کے سر پر ایک عجیب سی ٹوپی تھی... اس سے شعاعیں سی نکل رہی تھیں... اس کے ایک ہاتھ میں چابک تھا... جونہی اس نے چابک لہرایا... وہ سب کے سب سجدے میں گر گئے... صرف یہ لوگ کھڑے رہ گئے... سجدے میں گرے ہوئے سب لوگ بالکل ساکت تھے... سجدے میں گرنے کے لیے انہیں درندوں سے نیچے اترنا پڑا تھا... ان میں بے شمار ایسے تھے جو درندوں پر سوار ہی نہیں تھے... اس کا مطلب یہ تھا کہ ان کی تعداد درندوں سے کہیں زیادہ تھی... اچانک اس نے منہ سے آواز نکالی:

''ہُو گُو یُو۔''

اس آواز کے ساتھ ہی سب لوگ سجدے سے اٹھ کھڑے ہوئے... اب دیوتا نامی شخص نے سفید فام سے انگریزی میں کہا:

''ان لوگوں نے مجھے سجدہ نہیں کیا... ان سے کہا جائے... سجدہ کریں۔''

''تم لوگوں نے سنا؟'' سفید فام ان کی طرف مڑا۔

''ہم بہرے نہیں ہیں... اور انگریزی سمجھ لیتے ہیں۔'' فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

www.urdufans.com



"تب پھر فوراً سجدے میں گر جاؤ... ورنہ اسی وقت تمام درندے تم لوگوں کی بوٹیاں نوچ لیں گے..."

"لیکن۔" پروفیسر داؤد کی گرج دار آواز سنائی دی۔

"لیکن کیا..."

"ہم اپنے اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے....."

"لیکن... اس وقت تم لوگوں کی جانوں پر بنی ہے... اپنی جانیں بچانے کے لیے سجدہ کر ڈالو۔"

"نہیں... یہ نہیں ہو سکتا۔" خان رحمان گرجے۔

"سر... یہ سجدے سے انکار کر رہے ہیں۔"

"اچھی بات ہے... اب درندے ان کی بوٹیاں نوچیں گے..."

"ایک منٹ سر... ایک منٹ۔" ہام چلا اٹھا۔

"کیا ہوا...؟" دیوتا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ان لوگوں نے سردار اور اس کے چند ساتھیوں سے جنگ کرنے کی حامی بھری تھی، کیوں نہ پہلے ان کا مقابلہ دیکھ لیا جائے۔"

"خوب خوب... کوئی حرج نہیں... مزہ رہے گا... مقابلہ شروع کیا جائے۔"

"تب پھر آپ نیچے آجائیے... اس طرح کب تک بیٹھے رہیں گے۔"

"اوکے۔"

وہ چبوترے سے اتر آیا... وہ سردار کے تخت کی طرف بڑھا... سردار فوراً نیچے اتر کر کھڑا ہو گیا... دیوتا آکر تخت پر بیٹھ گیا... اس نے فخر اور



غرور کے عالم میں اپنی دونوں ٹانگیں آگے پھیلا دیں... ٹانگیں تخت سے باہر نکل آئیں۔ وہ بہت لمبے قد کا تھا...

"تم میں سے جن لوگوں کو مقابلہ کرنا ہے... آگے آجائیں... سردار اپنے ساتھیوں کو میدان میں لائے گا۔"

"لیکن اب اس جنگ کا کیا فائدہ؟" انسپکٹر کامران مرزا نے منہ بنایا۔

"کیوں؟"

"مقابلے کے بعد ہی تو درندوں کو حکم دیا جائے گا... ہماری بوٹیاں نوچ لیں۔"

"اس میں شک نہیں... یہ تمہارا مقدر ہے... لیکن اس طرح تم کچھ اور گھڑیاں اس دنیا میں گزار سکو گے۔"

"اچھی بات ہے... ہم میں سے دو مقابلے کے لیے آرہے ہیں۔ آپ سردار اور اس کے کسی ساتھی کو مقابلے کے لیے بھیج دیں۔"

"بس... صرف دو کو... باقیوں کو کیوں نہیں۔"

"دو کی شکست ہم سب کی شکست ہوگی... اور دو کی فتح ہم سب کی فتح خیال کر لی جائے۔"

"کوئی اعتراض نہیں۔" ہام نے فوراً کہا۔

اب انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا میدان میں نکلے... دونوں خالی ہاتھ تھے...

"کس چیز سے لڑنا پسند کرو گے۔"

"ہاتھوں اور پیروں سے۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

www.urdufans.com



"کیا مطلب؟" سفید فام نے حیران ہو کر کہا۔

"ہم کسی ہتھیار کے بغیر لڑیں گے۔"

"لیکن سردار اور اس کے ساتھی اس طرح لڑنا پسند نہیں کریں گے۔" ہام نے جھلا کر کہا۔

"ان کی مرضی ... وہ ہاتھوں میں ہتھیار لے لیں ... ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔"

"کیا!!!" ہام چلا اٹھا... "مطلب یہ کہ تم پھر بھی خالی ہاتھ لڑو گے۔"

"ہاں... بالکل۔"

"بھلا ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

ہام نے جب یہ بات سردار کو بتائی تو اس کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار نمودار ہو گئے پھر حیرت کی جگہ بھرپور خوشی نے لے لی... اس نے ہام سے کچھ کہا، اب ہام ان کی طرف مڑا اور بولا:

"انہیں کوئی اعتراض نہیں... وہ حملہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔"

"ہم دو بھی تیار ہیں... اب انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان میں سے بھی مقابلے کے لیے صرف دو آئیں... بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے پہلے مقابلہ صرف ایک اور ایک کا ہو جائے... ہمارا ایک اعلان اور ہے۔" انسپکٹر جمشید کی آواز بلند ہو گئی۔

"اور وہ کیا؟"

"سردار یا سردار کا ساتھی... مقابلے کے دوران اپنا نیزہ ہمارے جسم کو چھو بھی نہیں سکے گا... اگر یہ صرف چھو بھی دیں تو ہم اپنی ہار اس وقت مان لیں



گے۔"

اب ہام نے یہ بات بھی سردار کو بتائی۔ اس کی آنکھیں اور زیادہ پھیل گئیں۔ ان میں الجھن بھی تیر گئی۔ آخر وہ خود نیزہ تولتے ہوئے ان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"انسپکٹر کامران مرزا... آپ مقابلہ کرنا پسند کریں گے یا میں کروں۔"

"میں کر لیتا ہوں۔"

"اور آپ خالی ہاتھ مقابلہ کریں گے... کیا ایسا کرنا عقل مندی ہو گی... جب کہ ہم ان کے لڑنے کے طریقے سے واقف بھی نہیں۔" آفتاب پریشان ہو گیا۔

"اللہ مالک ہے... تم سب دعا کرو۔" وہ مسکرائے۔

سردار اب ان سے چند میٹر کے فاصلے پر آ کر رک گیا تھا... اس نے نیزے کو حملہ کرنے کے انداز میں پکڑ لیا تھا... انسپکٹر کامران مرزا بالکل ساکت اس کے سامنے کھڑے تھے... اور ظاہر میں بالکل ڈھیلے ڈھالے نظر آ رہے تھے... یوں لگتا تھا جیسے سردار کا ایک وار بھی خالی نہیں دے سکیں گے...

"می کاشا۔" سردار نے دانت نکالے۔

"کیا کہا اس نے؟" فاروق نے ہام کی طرف دیکھا۔

"اس نے کہا ہے... لو سنبھلو... میں وار کرنے لگا ہوں۔" ہام مسکرایا۔

"جی ماٹا۔" فاروق نے بلند آواز میں کہا۔

"یہ تم نے کیا کہا۔" ہام نے اسے گھورا۔

www.urdufans.com



"میں نے اس کی زبان میں جواب دیا ہے... میں تیار ہوں... آؤ... کرو مجھ پر وار۔"

"اماجاؤ... جی ماٹا کا یہ مطلب نہیں بنتا۔" ہام ہنسا۔

"تب پھر... کیا مطلب بنتا ہے۔" آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔

"کچھ بھی نہیں... یہ ان کی زبان کے الفاظ نہیں..."

عین اس لمحے سردار نے بجلی کی سی تیزی سے نیزہ انسپکٹر کامران کے سینے پر دے مارا:

☆☆☆



# مم ہپ

انہوں نے مارے خوف کے آنکھیں بند کر لیں... جب کوئی چیخ نہ سنائی دی تو ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھول ڈالیں... انسپکٹر کامران مرزا وہیں کھڑے نظر آئے، البتہ سردار اپنے زور میں نیزے سمیت کافی دور تک چلا گیا تھا... ادھر انہوں نے آنکھیں کھولی تھیں، ادھر اس نے اپنا رخ پھر انسپکٹر کامران مرزا کی طرف کر لیا تھا... اب اس کے چہرے پر حیرت بھی تھی اور غصہ بھی۔

"انکل منور علی خان! آپ کا کیا خیال ہے... کیا ابا جان نیزے کے بغیر اس سے مقابلہ کر لیں گے... میرا خیال ہے، اگر یہ خود بھی نیزہ لے لیتے تو بہتر تھا... اس صورت میں یہ نیزے کا وار نیزے پر روک بھی سکتے تھے اور خود وار بھی کر سکتے تھے... اس طرح اس لڑائی کا اختتام بہت جلد ہو جاتا... جب کہ مجھے امید نہیں... کہ اب لڑائی جلد ختم ہو سکے... ویسے مارے سسپنس کے سب کا برا حال ہے... نہ صرف ہمارے ساتھیوں کا بلکہ سردار اس کے سیاہ فام ساتھیوں اور دونوں سفید فاموں کا بھی برا حال ہے... کیا خیال ہے آپ کا۔"

یہاں تک کہہ کر آفتاب خاموش ہو گیا... اس کی نظریں اپنے والد اور سردار پر جمی تھیں... یہ الفاظ اس نے منور علی خان سے اس لیے کہے تھے کہ وہ ان

www.urdufans.com



کے ساتھ کھڑے تھے... جواب میں اسے منور علی خان کی آواز سنائی نہ دی تو اسے حیرت ہوئی... اس نے لڑائی کے منظر سے نظریں ہٹا کر اپنے دائیں کندھے کی طرف دیکھا، بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا:

"م... ہپ۔"

"م ہپ کیا... یہ کون سی زبان کے الفاظ ہیں۔" اس نے فاروق کی آواز سنی... وہ اس کے بائیں طرف کھڑا تھا۔

"وہ... وہ... نن... م..." آفتاب ہکلا کر رہ گیا... کوئی بات اس سے جڑ نہ سکی۔

"کیا ہو گیا بھائی... خیر تو ہے۔"

عین اس لمحے سردار تیر کی طرح انسپکٹر کامران مرزا کی طرف آیا... اس مرتبہ انہوں نے ایک اونچی چھلانگ لگائی... اور سردار کے اوپر سے ہوتے ہوئے دوسری طرف نکل گئے... سردار نیزہ سنبھالے رکوع کے انداز میں ان کی طرف آ رہا تھا... ایک بار پھر وہ آگے نکلتا چلا گیا۔

"او مائی گاڈ۔" ہام کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

ادھر انہوں نے دیکھا... سردار کی پیشانی پر پسینہ چمکنے لگا تھا... تاہم وہ تیسری بار پھر حملہ کرنے کے لیے پر تول چکا تھا۔

"تم نے کیا کہا تھا آفتاب..." اسے فرزانہ کی آواز سنائی دی... اس نے کن انکھیوں سے دیکھا، فرزانہ اسے اپنی دائیں جانب نظر آئی... جہاں چند سیکنڈ پہلے منور علی خان کھڑے تھے۔

"میں نے کہا تھا... م ہپ..." وہ بولا۔

"م ہپ تو تم نے کہا تھا... لیکن تم کہنا کیا چاہتے تھے، یہ بتاؤ نا۔"



اس نے جل بھن کر کہا۔

"نن... نہیں... م... میں... م م پ۔" وہ پھر ہکلایا۔

"کبھی م ہپ کہہ رہے ہو کبھی م م پ... تمہیں ہو کیا گیا ہے۔" فرزانہ جھلا اٹھی۔

ادھر سردار انسپکٹر کامران مرزا پر چوتھا حملہ کرنے کے لیے پر تول چکا تھا۔ اس مرتبہ اس نے عجیب حرکت کی تھی... وہ بلا کی تیزی سے ان کی طرف آیا... اور نیزہ زمین میں گاڑتے ہوئے اس کے بل پر بہت اونچائی تک اٹھتا چلا گیا... پھر اس نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اور خود کو انسپکٹر کامران مرزا پر گرا دیا۔

وہ پوری طرح ہوشیار تھے... فوراً زمین پر لیٹ کر لڑھک گئے اور اس کا گرایا ہوا نیزہ اٹھا لیا... ادھر سردار کے پیر زمین پر لگے، ادھر انہوں نے نیزہ اس کے پیٹ میں جھونک دیا۔

اس کے منہ سے ایک دل دوز چیخ نکل گئی... وہ دھم سے گرا... اس کے دونوں ہاتھ نیزے پر جم گئے... اور پھر چند منٹ تک تڑپنے کے بعد اس نے دم توڑ دیا۔ اب جنگل پر موت کا سناٹا طاری تھا... سب سکتے کے عالم میں کھڑے تھے... اور پلکیں تک جھپکنا بھول گئے تھے... ایسے میں ان کے دیوتا یعنی سفید فام نے ہاتھ اوپر اٹھایا اور بلند آواز میں بولا:

"شوئی ڈان۔"

اچانک چاروں طرف سے سیاہ فام ان کی طرف دوڑ پڑے... انہوں نے اپنے نیزے بالکل سیدھے کر لیے تھے... گویا سب ایک ساتھ ان کے جسموں میں نیزے اتار دینا چاہتے تھے... یہ لمحات بہت ہولناک تھے اور وہ

www.urdufans.com



اس وقت کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں تھے... زیادہ سے زیادہ یہ کہ وہ ان سے ٹکرا جاتے اور ان میں سے دس بیس یا سو دو سو کو ہلاک کر دیتے... لیکن آخر کار ان کے ہاتھوں مارے جانا اب صاف ظاہر نظر آ رہا تھا... چنانچہ انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں کہا:

"دوستو! فکر کی کیا بات ہے... ٹوٹ..."

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔ عین اس لمحے ایک عجیب ترین بات ہو گئی... ایسی بات جو ان کے گمان میں بھی نہیں تھی... دیوتا کی ایک ٹانگ اچانک اوپر اٹھی تھی اور پھر اس کا جسم الٹا اوپر اٹھتا چلا گیا۔ چند سیکنڈ کے اندر وہ الٹا لٹکا نظر آیا...

سیاہ فام دوڑتے دوڑتے ایک جھٹکے سے رک گئے۔ ان کے منہ سے مارے حیرت اور خوف کے کھلے کے کھلے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں... منہ اوپر کی طرف اٹھے کے اٹھے رہ گئے... اور شاید وہ سانس لینا بھی بھول گئے تھے... پھر جب سانس لگی رکنے... تب انہوں نے لمبے سانس لیے... ان کے نیزوں والے ہاتھ نیچے گرتے چلے گئے... اسی وقت جنگل میں منور علی خان کی گرج دار آواز گونجنے لگی:

"خبردار! اگر کسی نے ذرا بھی حرکت کی... تو مسٹر دیوتا... میرے تمام ساتھیوں کے نیزے تمہارے جسم کو چھلنی کر دیں گے... مسٹر دیوتا... تم فوراً ان لوگوں کو حکم دو... یہ کم از کم سو میٹر دور ہٹ جائیں... ورنہ تم تو گئے کام سے..."

"اور اس کا ساتھی بھی۔" انسپکٹر جمشید کی چہکتی آواز سنائی دی۔

انہوں نے چونک کر دیکھا... دوسرے سفید فام کی گردن اب



ان کی گرفت میں نظر آئی... سب کی حیرت سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے ان کی آن میں سفید فام کا رخ کیا تھا... ان سب کو اس وقت پتا چلا، جب وہ اسے قابو میں کر چکے تھے۔

سیاہ فاموں کو یہ تیسرا جھٹکا لگا تھا... ایسے میں ان کے دیوتا نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا:

"سب لوگ سو میٹر دور چلے جاؤ۔"

سیاہ فام الٹے قدموں ہٹنے لگے... دیوتا کے ایک پیر میں دراصل اس وقت منور علی خان کا آنکڑا کسا ہوا تھا اور آنکڑے کی رسی کو انہوں نے ایک چکنی شاخ کو لیور بنا کر کھینچا تھا... اور اب وہ ایک پیر پر لٹکا ہوا تھا... اس کا سر نیچے جھول رہا تھا... بدن گھوم رہا تھا...

سیاہ فام سو میٹر دور چلے گئے، تب منور علی خان نے کہا:

"اب کیا کرنا ہے..."

"ان دونوں کو ختم کرنا ہے..."

"نہیں نہیں۔" دیوتا مارے خوف کے چلا اٹھا۔

"ایسا نہ کریں... ہم آپ کے کام آ سکتے ہیں۔" ہام نے گڑگڑا کر کہا۔

"مثلاً... کیا کام آ سکتے ہیں؟" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔

"ہم... ہم۔" دیوتا ہکلا کر رہ گیا۔

"کیا تم اس ہیڈ کوارٹر کا نام بتا سکتے ہو... جہاں وہ دوا تیار ہو رہی ہے..."

"نن نہیں۔" وہ کانپ گیا۔

www.urdufans.com



"اور تم مسٹر ہام۔"

"نن... نہیں۔" وہ بھی کانپ کر بولا۔

"تم اس سائنس دان کا نام بتا سکتے ہو... اور یہ بتا سکتے ہو... اس دوا کی تاثیر کیا ہے۔"

"نن نہیں... ہم کچھ نہیں بتا سکتے... ہم صرف جان دے سکتے ہیں۔"

"ہم پہلے ہی یہ بات جانتے تھے... خیر... صرف اتنا بتا دو، اس جنگل کے درندوں کا راز کیا ہے... سیاہ فام ان پر سواری کیسے کر لیتے ہیں..." انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"ہیڈ کوارٹر سے یہی کہا گیا تھا... کہ اس جنگل کے درندے اب تم لوگوں کی سواری کے جانور ہوں گے... کیونکہ ان درندوں کی ذہنی ساخت کسی ٹیکنالوجی کے ذریعے پالتو جانوروں کی جیسی بنا دی گئی ہے....."

"کیا..." ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"ہاں! وہاں سے ہمیں یہی ہدایات ملی تھیں۔"

"ہدایات کیسے ملی تھیں۔"

"ہمیں نہیں معلوم... ہماری رہائش گاہوں میں آواز گونجی تھی۔"

"ہوں... اب اگر ہم تم دونوں کو ختم کر دیں... تو کیا ہوگا... یہ سیاہ فام ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔"

"یہ... یہ تم لوگوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دیں گے۔" دیوتا چلا اٹھا۔

"تم جھوٹ بولتے ہو۔" انسپکٹر جمشید گرجے۔

"کک... کیا مطلب؟"



"اگر ہم تم دونوں کو مار دیتے ہیں... تو یہ ہمارے غلام بن جائیں گے تمہارے بجائے... ہمیں دیوتا خیال کرنے لگیں گے۔"

"نن... نہیں۔" ان کے منہ سے مارے خوف کے نکلا۔

"تو میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔"

"نن نہیں... غلط کہہ رہے ہو۔" ہام نے جلدی سے کہا۔

"جھوٹ تمہارے لہجے سے ٹپک رہا ہے... ہم جھوٹ اور سچ میں تمیز کر سکتے ہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے لیکن... لیکن تم ہمیں نہ مارو... ان سیاہ فاموں کو تمہاری غلامی کا حکم تو ہم یوں بھی دے سکتے ہیں۔"

"اس وقت تم ضرور ایسا کر گزرو گے... کیونکہ ہمارے قابو میں ہو۔ پھر موقع ملتے ہی تم ہم پر وار کرو گے..." یہ کہتے ہوئے انسپکٹر جمشید مسکرائے اور ایک لمحے بعد پھر بولے:

"لہٰذا تم ہمیں دھوکا نہیں دے سکتے... دیوتا کو ختم کر دیا جائے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"نن نہیں... نہیں۔" وہ چلائے۔

ساتھ ہی کئی نیزے دیوتا کے جسم کے آر پار ہو گئے... ادھر انسپکٹر جمشید نے ہام کی گردن موڑ دی... اور اسے دیوتا کے اوپر پھینک دیا... نیزے لگتے ہی منور علی خان نے آنکڑے کی رسی چھوڑ دی تھی... دیوتا سر کے بل گرا اور اس کا سر بھی پھٹ گیا... ایسے میں انہوں نے ایک ہولناک منظر دیکھا:

سیاہ فام بے تحاشہ چیختے چلاتے چاروں طرف سے چلے آ رہے تھے... ان کا دائرہ لحہ بہ لحہ چھوٹا ہو رہا تھا... ایسے میں پروفیسر داؤد بولے۔

www.urdufans.com



"اللہ کو یاد کرو... ہمارا آخری وقت آ گیا ہے۔"

"لیکن ہم ان سے لڑتے ہوئے جان کیوں نہ دیں۔" منور علی خان بولے۔

"بالکل ٹھیک... ہم آخری دم تک لڑیں گے..."

"تب پھر ہم سب کو بھی دائرہ بنا لینا چاہیے... ہمارے منہ ان کی طرف ہوں..." خان رحمان نے فوجی ہدایات دیں۔

"ہاں واقعی... ان حالات میں جنگ کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں۔"

وہ بلا کی تیزی سے دائرے کی شکل میں آ گئے... انہوں نے بھی نیزے سنبھال لیے... اور پھر سیاہ فام ان کے بالکل قریب آ گئے... اس وقت انہوں نے دیکھا... ان میں سے کسی کے ہاتھ میں بھی کوئی نیزہ یا دوسرا ہتھیار نہیں تھا۔ وہ اپنے نیزے وغیرہ اسی جگہ گرا آئے تھے... جہاں سے انہوں نے دوڑنا شروع کیا تھا... انہیں بہت حیرت ہوئی کہ وہ سب اپنے نیزے اور بھالے کیوں گرا آئے...

اچانک انہوں نے ایک عجیب منظر دیکھا... ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئی تھیں...

تمام کے تمام سیاہ فام ان کے آگے سجدے میں گر چکے تھے... کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا... جو سجدے میں نہ گرا ہو۔

"ارے باپ رے... یہ... یہ تو ہمیں سجدہ کر رہے ہیں... یا اللہ ہمیں معاف فرما۔" فاروق نے کانپ کر کہا۔

"اس میں ہمارا کیا قصور... ہم نے تو انہیں ایسا کرنے کے لیے نہیں



کہا۔" آفتاب نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"ہم نے بے شک نہیں کہا... لیکن یہ ہمارے سامنے سجدہ تو کر رہے ہیں... لہٰذا ہمیں اللہ سے معافی مانگنی چاہیے۔" محسن بولا۔

"بالکل ٹھیک۔" انسپکٹر کامران مرزا نے ان کی تائید کی۔

"یا اللہ! ہمیں معاف فرما... انہیں ہم نے نہیں کہا کہ یہ ہمیں سجدہ کریں... یہ ان کا اپنا فعل ہے۔"

"لل... لیکن... اب یہ اٹھیں گے کب۔"

"شاید... ہمارے کسی اشارے کے منتظر ہیں... اور ہم ان کی زبان سمجھتے نہیں۔"

"تب پھر... آپ منہ سے کوئی آواز نکال کر دیکھ لیں۔"

پھر وہ کچھ دیر بعد خود ہی سجدے سے اٹھ گئے۔

اب ان کا نائب سردار آگے آیا۔ اس نے منور علی خان کا ہاتھ پکڑا اور اس کو بوسہ دیا... پھر اپنی زبان میں بولا:

"مکشو مگاتا۔"

"اُلو باٹا۔" فاروق نے فوراً کہا۔

نائب سردار نے مڑ کر فاروق کی طرف دیکھا اور بولا:

"کیا شی سبوتے۔"

"نہیں ہم آتے ہیں پھرتے پھراتے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"یار چپ رہو... اس طرح تو ہم ان کی زبان سمجھنے سے رہے۔" انسپکٹر جمشید نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تب پھر کس طرح سمجھ میں آئے گی ان کی زبان۔"

www.urdufans.com



"میں کوشش کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر منور علی خان نے ایک قدم بڑھایا۔

اب انہوں نے اس سے پہلے اشاروں کی زبان میں بات چیت شروع کی... پھر اشاروں میں مختلف چیزوں کے نام پوچھے... کہ آپ فلاں چیز کو کیا کہتے ہیں... اور فلاں کو کیا... اس طرح آدھ گھنٹے بعد وہ ٹوٹے پھوٹے انداز میں ان سے بات کرنے کے قابل ہو گئے... تب وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑے اور ان سے بولے:

"نائب سردار کا کہنا ہے کہ اب وہ ان کے غلام ہیں... جو ہم حکم دیں گے یہ کریں گے۔"

"تب پھر پہلے انہیں یہ بتانا ہوگا کہ انسانی گوشت کھانا چھوڑ دیں... اور اس کے لیے پہلے ان کی زبان ذرا زیادہ سیکھنا ہوگی... آؤ... ہم سب مل کر ان کی زبان سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں....."

"لیکن ابا جان! اس کام میں تو کئی دن لگ سکتے ہیں۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"کوئی پروا نہیں۔"

اب وہ سب اس کام پر جٹ گئے... پہلے تین دن تو زبان سیکھنے اور سکھانے میں لگ گئے... جب وہ کسی حد تک ایک دوسرے کی زبان سمجھنے کے قابل ہو گئے تو انہوں نے سفید فاموں کے بارے میں ان سے پوچھا اور درندے کس طرح ان کی سواری کے جانور بن گئے، یہ بھی پوچھا... انہوں نے الگ الگ کر یہ باتیں بتائیں۔

"اس بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں... جب یہ لوگ جنگل میں آئے تھے تو ہم نے انہیں پکڑنا چاہا... تاکہ بھون کر کھا... لیکن ہم انہیں ہاتھ



بھی نہ لگا سکے... جب ہم انہیں ہاتھ لگاتے تھے تو ہمیں زبردست جھٹکا لگتا تھا... ہم نے ان پر نیزوں کے وار کیے... نیزے ان کے جسم سے ٹکرا کر گر گئے... تب ہم نے جان لیا... یہ تو دیوتا ہیں... بس ہم نے انہیں اپنا دیوتا مان لیا۔"

جانوروں کے بارے میں انہوں نے بتایا:

"ان دیوتاؤں ہی نے ہمیں بتایا تھا کہ ان کی برکت سے اب ہم لوگ درندوں پر اس طرح سواری کر سکتے ہیں جیسے گھوڑوں پر... ہم ایسا کرتے ہوئے ڈرے تو دیوتا خود آگے گئے اور درندوں کو کانوں سے پکڑ کر لے آئے... تب ہم نے سمجھا کہ یہ سب دیوتاؤں کی وجہ سے ہے... بس ہم نے بھی ان پر سواری شروع کر دی... اب تو ہم درندوں کو اشارہ کرتے ہیں تو یہ دم ہلاتے چلے آتے ہیں۔"

"کیا ہم لوگ بھی ان درندوں پر سواری کر سکتے ہیں۔" فاروق نے کہا۔

"معلوم نہیں..." خان رحمان بولے۔

"کیوں نہ یہ تجربہ بھی کر لیا جائے۔"

"ہوں ٹھیک ہے..."

خان رحمان نے جنگلیوں کے نئے سردار سے بات کی... اس نے کہا۔

"میرا خیال ہے، آپ بھی کر سکتے ہیں... یہ بالکل بے ضرر ہیں... کسی کو کچھ نہیں کہتے... کھانے کو بھی ہم انہیں جو ڈال دیتے ہیں... کھا لیتے ہیں... ویسے یہاں کے درختوں کے پھل گوشت کے مزے کے ہیں... یہ درندے وہ پھل کھا لیتے ہیں۔ پہلے یہ ایک دوسرے کا شکار کر کے کھاتے ہوں گے... لیکن اب انہوں نے ایسا کرنا چھوڑ دیا ہے۔"

www.urdufans.com



سردار کی یہ بات سن کر انھوں نے بھی درندوں پر سواری کی...
درندوں نے انھیں کچھ بھی نہ کہا... اب تو وہ دن میں کئی بار ان پر سواری کرتے اور ادھر اُدھر دوڑ بھی لگانے لگے..... سیاہ فاموں کا کھانا پینا پھل اور سبزیاں رہ گیا تھا..... انسانی گوشت کھانا وہ چھوڑ چکے تھے... یہ تمام حالات حوصلہ افزا تھے... لیکن ان کا مسئلہ تھا ہیڈ کوارٹر کا... جب انھیں سیاہ فاموں پر پوری طرح اعتماد ہو گیا، تب ایک دن انسپکٹر جمشید نے ان سے کہا۔

"کیا آپ لوگوں کو کچھ اندازہ ہے... یہ دیوتا اور اس کے ساتھی سفید فام یہاں کس طرف سے آئے تھے۔"

"ہاں! کیوں نہیں... اس جنگل کے پاس ایک علاقہ ہے... یہ اسی علاقے سے آئے تھے... اس علاقے میں انہی جیسی شکل و صورت کے لوگ رہتے ہیں۔"

"آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہے؟"

"جنگل کے کنارے تک تو ہم چلے ہی جاتے ہیں... وہاں سے اس علاقے کے لوگ نظر آتے ہیں..."

"بہت خوب! ہم اس علاقے کی سیر کر سکتے ہیں۔"

"وہ لوگ فوراً آپ کو پکڑ لیں گے... اور جیل میں ڈال دیں گے۔"

"بھئی اس بات کی کوئی پروا نہیں... جانا تو ہمیں ہوگا۔"

"ہم تو اس کا مشورہ نہیں دیں گے۔" سردار نے انکار میں سر ہلایا۔

"آپ لوگ پریشان نہ ہوں... اللہ نے چاہا تو ہم زندہ سلامت لوٹ آئیں گے..."

"اللہ کرے ایسا ہی ہو... لیکن سوال تو یہ ہے کہ آخر آپ وہاں کیوں



جانا چاہتے ہیں۔"

"ہم گھروں سے نکلے ہی وہاں جانے کے لیے ہیں... یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے... اس کی تفصیل ہم آپ کو پھر کسی وقت بتائیں گے... فی الحال تو آپ لوگ ہمیں جنگل کے کنارے تک پہنچا آئیں..."

"یہ کیا مشکل ہے... سفر البتہ پورے ایک دن کا ہے۔" سردار نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے... اگر ہم درندوں پر سفر کریں، اس صورت میں ایک دن کا ہے۔"

"ہاں! پیدل تو آپ کو شاید تین دن لگ جائیں۔"

"خیر... ہم درندوں پر سفر کر لیں گے... آپ ہمیں جنگل کے کنارے تک پہنچا کر یہاں آ جائیں..."

"ٹھیک ہے... کل صبح سویرے ہم روانہ ہو جائیں گے... آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔"

"ٹھیک ہے..." انھوں نے سر ہلا دیا۔

دوسرے دن صبح سویرے وہ روانہ ہونے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ انھوں نے سردار کو اپنی طرف دوڑ کر آتے دیکھا... اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ وہ سب پریشان ہو گئے۔ اپنی تیاریاں روک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے... آخر وہ ان کے نزدیک آ گیا۔

"خیر تو ہے سردار..."

"خیر نہیں ہے۔" وہ پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بولا۔

"کیا مطلب؟" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

☆☆☆

www.urdufans.com



# اور.....اور

"کیا کہنا چاہتے ہیں سردار؟"

"درندوں کے تیور بدل رہے ہیں۔"

"کیا کہا... تیور بدل رہے ہیں۔" منور علی خان بُری طرح اچھلے۔

"ہاں! وہ ہمیں اپنی پیٹھوں پر سوار نہیں ہونے دے رہے... ان کی آنکھوں میں ہمارے لیے نفرت ہے... غصہ ہے... یوں لگتا ہے... ان کا غلامی پن کسی وجہ سے ختم ہو رہا ہے... اور اگر یہ بالکل ختم ہو گیا تو سوار کرانا تو رہی دور کی بات... پھر تو وہ ہمیں چیر پھاڑ ڈالیں گے۔"

"اوہ... اوہ۔" ان سب کے منہ سے مارے خوف کے نکلا۔

"تب پھر اس کا مطلب ہے... سفید فام لوگ ان درندوں کو کوئی ایسی چیز کھلاتے تھے... جس سے... ارے....." انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے... پھر انہوں نے وہ ٹیوب اپنی خفیہ جیب سے نکالی اور سردار کو دیتے ہوئے بولے:

"یہ درندے پانی کہاں سے پیتے ہیں۔"

"جنگل میں بہت سی جھیلیں ہیں... چشمے ہیں... آبشاریں ہیں۔"



"بس ٹھیک ہے... آپ اس ٹیوب کے چند قطرے ان سب میں ڈلوا دیں۔"

"لک... کیا مطلب... یہ... ٹیوب کیسی ہے۔"

"بس آپ اس کو جادو کی ٹیوب سمجھ لیں..."

"لیکن اس سے کیا ہوگا..."

"شاید درندے ان قطروں والا پانی پینے سے پہلے کی طرح ہو جائیں۔"

"اوہو اچھا... خیر! ہم یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں... ورنہ ہمیں تو ان سے ڈر لگنے لگا ہے... اور ہم سوچ رہے تھے... جلد از جلد اپنی پرانی جگہ چلے جائیں۔"

"پرانی جگہ... کیا مطلب؟"

"جب یہ درندے ایسے نہیں تھے... اس وقت بھی تو ہم اس جنگل میں ہی رہتے تھے... لیکن... ہم نے اپنے بچاؤ کا سامان کر رکھا تھا... درختوں کے درمیان خاردار جھاڑیوں کی دیواریں کھڑی کی ہوئی تھیں... ان دیواروں کو یہ درندے عبور نہیں کر سکتے تھے اور ہم ان دیواروں کے اندر وسیع جنگل میں رہتے تھے..."

"اب بات سمجھ میں آئی... خیر... پہلے تو انہیں یہ دوا استعمال کرائیں... پھر بھی اگر درندے اپنے اوپر سواری نہ کرنے دیں تو اپنی محفوظ جگہ پر چلے جائیں۔"

"اور آپ لوگ...؟"

"ہمیں صرف سمت بتا دیں... ہم خود وہاں چلے جائیں گے۔"

www.urdufans.com



"اوہ... ہمیں افسوس ہے... کیا معلوم تھا کہ یہ صورت حال پیش آئے گی... ہم نے تو سوچا تھا... جنگل کے کنارے تک آپ کو چھوڑنے لے جائیں گے۔"

"کوئی پرواہ نہ کریں... اب ہمیں رکنا نہیں چاہیے... کہیں یہ درندے واقعی درندے نہ بن جائیں... اور ہمارا جنگل سے نکلنا مشکل ہو جائے۔"

"ہاں ٹھیک ہے... اب تو ہم بھی خطرے میں ہیں... اگر یہ اچانک خونخواری پر اتر آئے تو بہت مشکل ہو جائے..."

"آپ لوگ ہر وقت نیزے پاس رکھیں..."

"ہم یہی کریں گے..."

اور پھر وہ ان سے رخصت ہوئے... اب ان کا سفر پیدل سفر تھا... درندوں کی سواری سے وہ محروم ہو گئے تھے... تمام سیاہ فاموں سے جنگل بھر گیا تھا... وہ سب الوداعی انداز میں ہاتھ ہلا رہے تھے... جواب میں ان کے ہاتھ بھی ہل رہے تھے... وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے رہے۔ ایسے میں اچانک انسپکٹر جمشید ان کی طرف مڑے اور پکارے:

"سردار... ہم اپنی مہم سے فارغ ہو کر اسی طرف سے اپنے وطن واپس جائیں گے... تم لوگوں سے ملیں گے... اور... اور۔"

"اور کیا؟" سردار جلدی سے بولا... وہ اپنی جگہ سے کئی قدم آگے بڑھ آیا۔

"اور یہ کہ ہو سکتا ہے... مہم کے سلسلے میں ہمیں تم لوگوں کی ضرورت پڑ جائے..."



"ہم سب حاضر ہیں... ہماری جانیں حاضر ہیں۔" وہ پکارے... ان کی پکار نے پورے جنگل میں گونج پیدا کر دی۔

"تب پھر ہماری ایک درخواست ہے۔" وہ بولے۔

"آپ حکم کریں۔"

"چند ساتھی ہمارے ساتھ آنے دیں... وہ جنگل کے کنارے پر رہیں گے... ہمیں مدد کی ضرورت پیش آئی تو ہم آپ کو آواز دیں گے..."

"ہم فوراً... مدد کو آئیں گے... آپ فکر نہ کریں۔"

"دوسری بات... آپ سب لوگ اگر مل کر ایک کام کر ڈالیں اس سے آپ ان درندوں سے بالکل محفوظ ہو جائیں گے... ہم آپ لوگوں سے مل سکیں گے اور آپ لوگ ہم تک آ جائیں گے۔"

"کیا مطلب... وہ کیا کام ہے۔"

"خاردار جھاڑیوں کی دیوار کو جنگل کے کنارے تک لے آئیں... یعنی کنارے کی طرف ہم لوگ جا رہے ہیں... اور جس طرف سے ہم آئے تھے... دیوار وہاں تک بھی لے جائیں... اس طرح آپ لوگ ان درندوں سے بالکل بچ جائیں گے۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ اس دوا کا اثر بہت کم وقت تک چلے گا... کیونکہ کورس پورا ہو گیا ہوتا تو یہ اس دوا کے اثر سے نکل نہیں سکتے تھے... اثر سے نکل آنے کا مطلب یہ ہے کہ کورس پورا نہیں ہوا تھا... اور ابھی نہ جانے کتنی رت تک دوا جاری رہنا تھی... لہٰذا صرف ایک ٹیوب سے یہ مستقل طور پر ہمارے غلام نہیں بنیں گے۔"

"آپ فکر نہ کریں... ابھی یہ درندگی پر نہیں اترے... ایسا وقت آنے سے پہلے پہلے ہم جنگل کے اس سرے سے اس سرے تک دیوار ضرور کھڑی

www.urdufans.com



کردیں گے۔"

انہوں نے ایک بار پھر ہاتھ ہلائے اور مڑ گئے... سیاہ فام انہیں اس وقت تک دیکھتے رہے... جب تک کہ وہ نظر آتے رہے... جب نظروں سے اوجھل ہو گئے... تب کہیں جا کر انہوں نے اپنی جھونپڑیوں کا رخ کیا...

"ہمیں اپنی رفتار تیز سے تیز کرنا ہوگی... ورنہ درندوں کے سر پر آجانے کا خطرہ ہے۔" منور علی خان کی آواز نے انہیں فکرمند کر دیا...

ان کی رفتار بڑھ گئی... رکے بغیر وہ چلتے رہے... انہیں مسلسل کئی گھنٹے تک چلنا پڑا... یہاں تک کہ پروفیسر داؤد کی آواز ابھری:

"بس جمشید... اب میں نہیں چل سکتا۔"

"آپ میرے کندھے پر آجائیں۔" وہ بولے۔

"ارے نہیں... یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"کیوں... یہ کیوں نہیں ہو سکتا۔"

"بھلا مجھے اٹھائے تم کس طرح چل سکو گے..."

"آپ فکر نہ کریں... میں پھر بھی باقی لوگوں کی رفتار کا آسانی سے ساتھ دے سکوں گا۔"

"مجھے تو ایسا ممکن نظر نہیں آرہا۔"

"آپ تجربہ کر لیں۔"

"لیکن جمشید... مجھے شرم آئے گی... سب لوگ پیدل رہے ہوں اور میں تمہارے کندھوں سوار ہوں گا..."

"نہیں آئے گی... آئے گی بھی تو ہم اسے روک لیں گے۔" ایسے



میں فاروق کی آواز سنائی دی۔

"کک... کیسے روک لیں گے؟" پروفیسر داؤد بے خیالی کے عالم میں بولے۔

"جی... شرم کو اور کیسے۔" وہ مسکرایا۔

"حد ہو گئی... بلکہ دھت تیرے کی..."

"اور توبہ ہے تم سے کو بھول گئے آپ۔" محمود ہنسا۔

"توبہ ہے تم سے....." انہوں نے فوراً کہا۔

اس پر سب مسکرانے لگے... ایسے میں اچانک انسپکٹر جمشید بلا کی تیزی سے جھکے اور پروفیسر داؤد کو اٹھا کر کندھے پر بٹھا لیا... بٹھاتے ہی انہوں نے دوڑ لگا دی۔

"ارے ارے... یہ مجھے کہاں بھگائے لیے جا رہے ہو۔" وہ بوکھلا اٹھے۔

"جنگل کے کنارے۔" انہوں نے کہا۔

سب ہنسنے لگے... اب باقی سب نے بھی رفتار بڑھا دی... انسپکٹر کامران مرزا تو فوراً ہی انسپکٹر جمشید تک پہنچ گئے... باقی لوگ پورا زور لگا کر بھی ان تک نہیں پہنچ سکے... اس پر انہیں بہت حیرت ہوئی... تھوڑی دیر بعد انسپکٹر کامران مرزا نے کہا:

"اب پروفیسر صاحب کو میرے کندھے پر بٹھا دیں۔"

انہوں نے ایسا ہی کیا... ایک بار پھر پروفیسر بولے:

"ارے ارے۔"

ان کی ارے ارے کسی نے نہ سنی... اس طرح ان کا سفر جاری

www.urdufans.com



رہا... پھر کافی دیر بعد پروفیسر بولے:

"اب میں پیدل چل سکتا ہوں... مجھے اتار دو... کامران مرزا۔"

"میرا خیال ہے... اسی طرح چلتے ہیں۔" وہ مسکرائے۔

"نہیں بس! میں نے کہہ دیا۔" انہوں نے آنکھیں نکالیں۔

"آپ نے کہہ دیا اور انہوں نے سن لیا..." پیچھے سے آفتاب احمد کی چہکتی آواز گونج اٹھی۔

"اسے کہتے ہیں... اندھے گائیں... بہرے بجائیں۔" شوکی بول اٹھا۔

"نہیں تو... میرا خیال ہے... اسے تو نہیں کہتے۔" مکھن کی آواز سنائی دی۔

"بس ہو گئے شروع۔" فرزانہ کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تو اس جنگل میں اور کام بھی کیا ہے نا... سفر میں آنا ہے نا۔"

ایسے میں ایک زوردار شوں کی آواز سنائی دی... وہ بُری طرح اچھلے:

"ارے باپ رے۔" منور علی خان کے منہ سے خوف کے عالم میں نکلا۔

"اژدھے کی آواز لگتی ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"صرف لگتی نہیں ...ہے بھی ... وہ دیکھیں... سامنے درخت کی شاخ نہیں ہے... اژدھا درخت سے لٹکا ہوا ہے۔"

"ارے باپ رے... اتنا موٹا اژدھا۔"

"ایسے میں اس سے الجھنے کی ضرورت نہیں... کنی کترا کر نکل چلتے



ہیں... اس نے کون سا ہمارا راستہ روک رکھا ہے... اور اگر ہم نے اس سے مقابلہ کیا تو وہی بات ہوگی... آ بیل مجھے مار۔" منور علی خان نے جلدی جلدی کہا۔

"بالکل ٹھیک... ہم یوں بھی جلدی میں ہیں۔"

وہ نکلتے چلے گئے... جنگل میں ان کا سامنا اور بھی بہت سے عجیب و غریب جانوروں سے مسلسل ہو رہا تھا، لیکن چونکہ وہ سب اسلحے سے پوری طرح لیس تھے... اس لیے وہ نزدیک آنے کی کوشش نہیں کر رہے تھے... البتہ انہیں گھور ضرور رہے تھے... شاید دل ہی دل میں کہہ رہے تھے... یہ کون سی مخلوق ہے... جو ہمارے جنگل میں چلی آ رہی ہے... فاروق، آفتاب اور مکھن نے تو ان میں سے کئی ایک کے منہ چڑائے تھے...

وہ چلتے رہے... چلتے رہے... پروفیسر صاحب جب بھی تھکتے... انسپکٹر کامران مرزا اور انسپکٹر جمشید انہیں باری باری کندھے پر اٹھا لیتے... اس طرح بغیر کسی رکاوٹ کے ان کا سفر جاری رہا... کھانے پینے کی بہت سی چیزیں وہ ساتھ لے کر چلے تھے...

"وہ رہا... جنگل کا کنارہ... ہمارا یہ طویل سفر تمام ہوا..." فرزانہ چلائی۔

"صرف جنگل کا سفر... ویسے تو ابھی نہ جانے کتنا سفر باقی ہے۔" فرحت بولی۔

"اور اب ہمارے سامنے ہے... ایک غیر ملک... ظاہر ہے... ہمیں ان لوگوں کی نظروں سے بچ کر نکلنا ہے... اور ہمیں معلوم بھی نہیں... ہماری منزل کون سا ملک ہے..."

www.urdufans.com



"آخر یہ سب کیسے ہوگا ابا جان... کسی دوسرے ملک میں ہم کاغذات کے بغیر کس طرح چل پھر سکیں گے..." محمود کے لہجے میں پریشانی ٹپک رہی تھی۔

"اللہ مالک ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا اور انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا۔

جنگل کے کنارے پہنچ کر وہ رک گئے... ان سب نے درختوں کی اوٹ لے رکھی تھی... جنگل کے آس پاس جو ہائی علاقہ انہیں نظر آ رہا تھا... اس سے پہلے خاردار لوہے کی تار کی اونچی باڑ تھی گویا اس باڑ کے ذریعے جنگل کے جانوروں کو روک دیا گیا تھا... اور یہ اس ملک کی دیہاتی سرحد تھی... اس طرف چونکہ جنگل تھا... درندوں سے بھرا ہوا جنگل اس لیے ملک کے حکمران نے شاید اس طرف فوج لگانے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی... اس جگہ دور بہت جو مکانات نظر آ رہے تھے... ان میں بھی کوئی آتا جاتا دکھائی نہیں دیا تھا... گویا وہاں ہر طرف ہو کا عالم طاری تھا:

"کیا خیال ہے... اب درختوں کی اوٹ چھوڑ کر آگے بڑھیں... دور دور تک نظر تو کوئی آتا نہیں رہا۔" ایسے میں خان رحمان کی آواز ابھری۔

ابھی نہیں خان رحمان۔" انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

"ابھی نہیں... کیوں...؟"

"تیل دیکھو... تیل کی دھار دیکھو۔" وہ مسکرائے۔

"حد ہو گئی... اب میں یہاں تیل کہاں سے لاؤں۔"

"جہاں سے دھار ملے... وہیں سے تیل لے آئیں انکل۔"

آفتاب ہنسا۔



"بھیجے! نکلنے لگے چیونٹی کے پر۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"ہائیں... تو کیا یہاں بس صرف میں چیونٹی ہوں..." آفتاب نے حیرت ظاہر کی۔

"تیل سے چیونٹی تک آ پہنچے... کمال ہے۔" منور علی خان ہنسے۔

"ابھی تو انکل آپ کو مم... مم... مم..." محمود اٹکنے لگا۔

انہوں نے چونک کر دیہاتی سرحد کی طرف دیکھا... اور وہ سکتے میں آ گئے۔"

☆☆☆

www.urdufans.com



# ایک ہی حل

سرحد پر اب فوجی نقل و حرکت شروع ہو گئی تھی... ہر طرف فوجی ہی فوجی نظر آ رہے تھے۔ ان کے لیے حیرت کی بات یہ تھی... ذرا دیر پہلے وہاں دور دور تک ایک بھی فوجی نظر نہیں آ رہا تھا... اور اب وہاں اتنے فوجی تھے کہ ایک انچ جگہ خالی نظر نہیں آ رہی تھی:

"اس کا مطلب ہے... ان لوگوں کو ہماری آمد کا پتا چل گیا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بڑبڑائے۔

"اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔" خان رحمان بڑبڑائے۔

"پھر... اب... کیا ہوگا... ہم کیا کر سکیں گے۔"

"ہم رات ہونے کا انتظار کریں گے... کچھ صورت نظر نہ آئی... تو بھی ہمارے پاس ایک صورت ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اور... اور وہ کیا۔"

"سیاہ فاموں سے ان پر حملہ کر دیا جائے... جنگ کی وجہ سے یہ لوگ سرحد کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور خالی کر دیں گے... بس ہم اس جگہ سے سرحد پار کر جائیں گے۔"



"میرے خیال میں ان حالات میں اس سے بہتر کوئی صورت نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے فوراً۔

یہ سنتے ہی انسپکٹر جمشید ان چار سیاہ فاموں کی طرف مڑے جو ان کے ساتھ آئے تھے...

"آپ لوگ فوراً آ جائیں اور سردار سے کہیں ہمیں ان کی مدد کی ضرورت پیش آ گئی ہے... سب کے سب اپنے تمام اسلحے سمیت آ جائیں۔"

"بہت بہتر!"

یہ سنتے ہی انہوں نے واپس دوڑ لگا دی...

"اب یہ لوگ کل سے پہلے تو آئیں گے نہیں۔"

"مجبوری ہے... سرحد پر اس قدر فوجی موجود ہیں کہ ہماری دال کسی طرح نہیں گل سکتی۔" خان رحمان نے فکرمندانہ انداز میں کہا۔

"تو انکل دال گلانے کی ضرورت بھی کیا ہے... آپ کوئی اور چیز گلا لیں۔" نکھن بول اٹھا۔

خان رحمان نے اسے تیز نظروں سے گھورا تو وہ گڑبڑا گیا اور بولا:

"نن... نہیں انکل... آپ دال ہی گلا لیں۔"

"سوال یہ ہے کہ کل تک کا وقت ہم کس طرح گزاریں۔" آصف نے کہا۔

"باتیں کر کے... فاروق کی آواز سنائی دی۔

"حد ہو گئی... چوبیس گھنٹے تک باتیں کرتے رہیں گے۔" محمود جھلا اٹھا۔

www.urdufans.com



"انگارے چبانے کی ضرورت نہیں... درمیان میں سوتے جاگتے رہنا۔" آصف نے منہ بنایا۔

"لڑنے پر ادھار کھا رکھا ہے کیا۔" محمود نے حیرت ظاہر کی۔

"اللہ کی مہربانی سے ہمارے حالات بہتر ہیں۔" آفتاب تڑ سے بولا۔

"یہ تو لگتا ہے... باتوں کے لیے چوبیس گھنٹے بھی کم پڑ جائیں گے۔" پروفیسر داؤد ہنسے۔

"اور آپ کو چاہیے بھی کیا۔"

"دماغ... تمہاری باتیں ہضم کرنے کے لیے۔" پروفیسر داؤد نے فوراً کہا۔

"ہائیں انکل... آپ تو کچھ کچھ ہمارے رنگ میں رنگے جا رہے ہیں۔" شوکی نے خوش ہو کر کہا۔

"نن نہیں تو..." انہوں نے بوکھلا کر اپنے کپڑوں کا جائزہ لیا... پھر پرسکون انداز میں بولے:

"مذاق نہ کرو بھائی... میرا رنگ روپ تو بالکل وہی ہے۔"

"اوہو... ارے باپ رے... یہ... یہ تو کام خراب ہو گیا..." فرزانہ کی کپکپاتی آواز سنائی دی۔

"کک... کیا مطلب فرزانہ... ہمیں تو دور دور تک کوئی کام خراب ہوتا نظر نہیں آ رہا۔" خان رحمان نے حیرت ظاہر کی۔

"آپ نے دور دور تک ابھی دیکھا کہاں ہے... مہربانی فرما کر سرحدی دیہات کی طرف دیکھ لیں۔"



ان سب نے چونک کر اس طرف دیکھا... اور پھر وہ دھک سے رہ گئے... فوج لکڑی کی سیڑھیوں کے ذریعے خاردار دیوار سے اس طرف آ رہی تھی... اور یہ کام وہ بہت تیزی سے کر رہے تھی:

"خبردار! یہ لوگ ہم پر حملہ کرنے والے ہیں... اور ان کے مقابلے پر ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔" خان رحمان نے آہستہ مگر سرد آواز میں کہا۔

"تت... تو کیا خان... ان لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔"

"معلوم نہیں... لیکن ظاہر ہے... ان لوگوں نے ہام اور دیوتا نامی شخص سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ہو گی... لیکن... وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے ہوں... اب یا تو یہ ان کی تلاش میں نکلنے لگے ہیں... یا ہم سے ٹکرانا چاہتے ہیں ہمارے لیے دونوں باتیں خطرناک ہیں... لیکن... مقابلہ تو ہمیں بہر حال کرنا ہو گا... ادھر سے سیاہ فام آ رہے ہیں... ادھر سے یہ آگے بڑھ رہے ہیں... اس کا مطلب ہے... جنگ تلی کھڑی ہے... سوال یہ ہے کہ ان حالات میں ہم کیا کریں۔"

"اس کی ایک صورت یہ ہے کہ ہم کنی کترا کر نکل جائیں..."

"اس طرح یہ لوگ سیاہ فاموں کو بھون کر رکھ دیں گے... ان لوگوں کو اس باقاعدہ فوج سے لڑنے کا تجربہ نہیں ہے۔" خان رحمان نے انکار میں سر ہلایا۔

"بالکل یہی بات ہے... یوں بھی شاید ہم کنی کترا کر نہیں نکل سکیں گے... ان لوگوں کو ہمارے بارے میں بھی ضرور اطلاعات مل چکی ہیں... اور یہ اس طرح آگے بڑھیں گے کہ ہم کسی طرف سے نکل نہیں سکیں گے... گویا ہمیں سیاہ فاموں کی فوج کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنا ہی ہو گا... یہ جنگ ٹالے

www.urdufans.com



نہیں ملے گی..."

"لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان کے پاس جدید اسلحہ نہیں ہے۔" خان رحمان پریشان آواز میں بولے۔

"فکر نہ کرو... ہم یہ جنگ اور انداز سے لڑیں گے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب جمشید... کیا تم میرے کان کاٹنا چاہتے ہو... یعنی جنگوں سے تعلق میرا ہے اور ایک انداز تم بتاؤ گے۔" خان رحمان نے آنکھیں نکالیں۔

"ارے نہیں... تم غلط سمجھے... فوج کی کمانی تم ہی کرو گے... میں تو مشورے کے طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ... ہمارے پاس جدید اسلحہ نہیں ہے... اس لیے ہم فوج کو اپنے بالکل نزدیک آنے دیں گے... اور درختوں کی اوٹ سے نکل کر اچانک ان پر حملہ آور ہوں گے۔"

"ہوں... اس طرح تو واقعی وہ اپنے جدید اسلحے سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے... اب سوال یہ ہے کہ ہم یہاں رکے رہیں یا سیاہ فاموں کی طرف رخ کریں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"یہاں رکے رہے تو فوج آگے بڑھ جائے گی... اور ہم ان کی پشت پر رہ کر انہیں کوئی خاص نقصان نہیں پہنچا سکیں گے... جب کہ وہ ہمارے حملے سے خبردار ہو کر ہمارے خلاف کارروائی کر سکیں گے، لہٰذا ہمارے حق میں بہتر یہی رہے گا کہ ہم بھی تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے جائیں..." خان رحمان نے فوجی رائے دی۔

"اس طرح کیا ہم اپنی منزل سے دور نہیں ہو جائیں گے۔" انسپکٹر



کامران مرزا بولے۔

"اس میں شک نہیں... لیکن بہر حال ہمیں سیاہ فاموں کی مدد کے لیے بھی جانا ہے۔"

"تب پھر اس کا ایک ہی حل ہے۔" ایسے میں فرزانہ کی آواز سنائی دی۔

"مجھے معلوم تھا... تم ہی حل بتاؤ گی۔" آفتاب نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"تو تم کیوں جلے بھنے جا رہے ہو۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"جلا بھنا جا رہا ہے میرا جوتا۔" آفتاب نے بھنا کر کہا۔

"لو فرزانہ سنو... اب یہ حضرت تمہارے کان کاٹیں گے۔" آصف مسکرایا۔

"ہائیں... اس کی یہ مجال۔" فرزانہ آستین چڑھانے لگی۔

"خبردار فرزانہ... یہ ہمیں لڑانے کی سنگین کوشش ہے۔" محمود جلدی سے بولا۔

"اوہ اچھا... اچھا کیا بتا دیا... ورنہ نہ جانے کیا ہو جاتا..."

"توبہ ہے تم لوگوں سے موقع دیکھتے ہو، نہ محل۔" انسپکٹر جمشید بھنا اٹھے۔

"انکل... موقع تو چلو ہم دیکھ لیتے ہیں... لیکن اس جنگل میں آپ خود سوچیں، محل کہاں؟" کھسن بول اٹھا۔

"حد ہو گئی... حد ہو گئی۔" انسپکٹر کامران مرزا تلملا اٹھے۔

"اللہ کا شکر کریں... ابھی صرف دو بار حد ہوئی ہے... اگر کہیں چار

پانچ مرتبہ ہو جاتی تو کیا ہوتا۔" فاروق ہنسا۔

"وہی ہوتا جو اللہ کو منظور ہوتا... ویسے تو ہم کہہ سکتے تھے... اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔"

"اچھا بھئی... تم جیت گئے... اب دشمن جب تمہارے سروں پر ٹوٹ پڑے گا... تب ہم تم سے آٹے دال کا بھاؤ پوچھیں گے۔" انسپکٹر جمشید نے تنگ آ کر کہا۔

"اس قدر ہنگامے میں بھی آٹے دال کا بھاؤ پوچھیں گے؟" فرحت نے حیران ہو کر کہا۔

"توبہ ہے تم سے۔" انسپکٹر جمشید نے تلملا کر کہا۔

"لیجیے... اب آپ بھی ہم سے توبہ کرنے لگے... ہے کوئی تک۔"

"پتا نہیں... کوئی تک ہے یا نہیں..."

"کام کی بات رہی جاتی ہے... ادھر جونہی ان کی ساری فوج باڑ کے اس طرف اتری... وہ جنگل کی طرف پیش قدمی شروع کر دیں گے۔" خان رحمان نے پریشانی کے عالم میں جلدی جلدی کہا۔

"تب پھر ترکیب مجھ سے سن لیجیے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"بھئی واہ... یہ ہوئی نا بات... جلدی بتاؤ ترکیب... کیونکہ اس کیس میں تدبیروں کا کال سا پڑا لگتا ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں... میں اب اپنے دماغ کو آواز دے چکی ہوں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"سن رہی ہو فرحت۔"

"اگر یہ بات ہے تو میرے لیے دماغ کو آواز دینا کیا مشکل ہے۔"

www.urdufans.com



"گویا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ یہ کام میرے لیے مشکل ہے؟" رفعت نے جھلا کر کہا۔

"لیجیے! اب ان کے لڑنے کی باری آ گئی... ترکیب بتانے سے پہلے ہی شروع ہو گئیں جیسے ادھار کھائے بیٹھی تھیں..." آفتاب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ادھار کھائیں ہمارے دشمن... اب سنیے ترکیب... سیاہ فاموں کو لڑانے کے لیے انکل خان رحمان، پروفیسر داؤد انکل اور انکل منور علی خان کافی ہیں... یہ تینوں حضرات فوراً سیاہ فاموں کی طرف روانہ ہو جائیں... ادھر سے وہ روانہ ہو ہی چکے ہوں گے... میرا مطلب ہے... یہاں سے جانے والے سیاہ فاموں کی طرف سے پیغام سن کر روانہ ہو جائیں گے... اور انہیں راستے میں مل جائیں گے... یہ انہیں وہیں روک کر ضروری ہدایات دیں... اور تربیت بھی دے دیں... اور وہیں جم کے جنگ کریں۔ ادھر ہم درختوں کی اوٹ لے کر انہیں آگے نکل جانے کا موقع دے دیں گے... اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے تو ہم سرحدی دیہات کا رخ کریں گے... وہاں اگر کچھ فوجی ہوئے بھی تو ہم ان سے نبٹ لیں گے... فرمایئے... کیا خیال ہے اس تدبیر کے بارے میں۔" فرزانہ یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئی۔

"اس میں شک نہیں... ترکیب اچھی ہے... بس اس میں ایک خرابی ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے مسکرا کر کہا۔

"جی... فرزانہ کی ترکیب میں خرابی... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں انکل!" آفتاب نے شوخ انداز میں کہا... ادھر فرزانہ کی طرف دیکھ کر ہنسا بھی۔

www.urdufans.com



"سمجھ لوں گی۔" وہ بولی۔

"الجبرا سمجھ لینا..." فاروق نے مشورہ دیا۔

"انسپکٹر کامران مرزا... تم نے یہ نہیں بتایا کہ کیا خرابی ہے۔" پروفیسر داؤد نے بے تابانہ انداز میں کہا۔

"خرابی بس یہ ہے کہ ہمیں درختوں کی اوٹ میں رہ کر چکر کاٹتے ہوئے دیکھ لیا گیا تو سارا پروگرام دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔"

"بالکل ٹھیک... اس کا زبردست امکان ہے... لیکن اس کا حل یہ ہے کہ ہم درختوں کے اوپر چڑھ جاتے ہیں اور خود کو گھنے پتوں میں چھپا لیتے ہیں... جب کہ ہمارے تین ساتھی تیزی سے روانہ ہو جاتے ہیں۔" انہوں نے کہا۔

"تب پھر ان میں سے پروفیسر داؤد صاحب کو نکال دیجیے... یہ پہلے ہی پیدل چل کر تھک چکے ہیں... میں اور منور علی خان نبٹ لیں گے... خان رحمان نے کہا۔

"میرے خیال میں یہ بالکل مناسب رہے گا اور اب ہمیں فوری طور پر اس ترکیب پر عمل شروع کر دینا چاہیے... کیونکہ فوجیوں کی ایک بڑی تعداد اب تک اس طرف اتر چکی ہے..."

"خان رحمان... دیکھ لو... تم صرف دو رہ گئے ہو... مناسب سمجھو تو ہم سے ایک دو ساتھی اور لے سکتے ہو۔"

"کیوں بھئی... تم میں سے کون کون ہمارا ساتھ دینا پسند کرے گا۔"

"انکل میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔" محمود نے فوراً کہا۔

"بہت خوب... شکریہ۔"



"انکل ایک بار پھر بہت خوب شکریہ کہیں۔" آصف نے فوراً کہا۔

"واہ بہت خوب!"

"تب پھر ایک میری طرف سے بھی کہہ لیں۔" شوکی بولا۔

"بہت خوب! مزہ آ گیا۔" خان رحمان خوش ہو گئے۔

"میرا خیال ہے... اب تمہاری تعداد معقول ہو گئی ہے... یہ تینوں تمہیں تنہائی کا احساس بھی نہیں ہونے دیں گے۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

"امید تو یہی ہے۔"

"بس تو پھر منور علی خان... روانہ ہو جائیں... آپ کا کام انہیں سیاہ فاموں تک پہنچانا ہو گا... ان تک پہنچنے کے بعد اس فوج کو خان رحمان کمان کریں گے... تاہم جنگل کی صورت حال کے بارے میں تم ان کی قدم قدم پر مدد کرو گے۔"

"فکر نہ کریں۔" منور علی خان مسکرائے۔

اور پھر وہ وہاں سے روانہ ہو گئے... شروع میں وہ درختوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھتے رہے تھے... تاکہ سرحد کی طرف سے فوجی انہیں دیکھ نہ سکیں... جب وہ کافی دور پہنچ گئے تو انہوں نے درختوں کی اوٹ چھوڑ دی اور رفتار پکڑ لی... جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو انہوں نے سرحد کی طرف دیکھا... فوجیوں کے اس طرف اترنے کا عمل جاری تھا... وہ بہت تیزی سے یہ کام کر رہے تھے...

"کیا سیاہ فام خان رحمان کی قیادت میں اتنی بڑی فوج سے ٹکر لے سکیں گے۔ جب کہ ان کے پاس اسلحہ بھی جدید ہے اور ادھر صرف نیزے،

www.urdufans.com



بھالے، کلہاڑیاں اور تیر وغیرہ ہیں۔" پروفیسر داؤد نے فکرمندانہ انداز میں کہا۔

"ہاں! کیوں نہیں... سیاہ فام اس جنگل کے بھیدی ہیں... جنگل کے چپے چپے سے واقف ہیں... ان کی یہ واقفیت اور آنے والی فوج کی ناواقفیت بہت بڑا کردار ادا کرے گی... سیاہ فام اس سے بہت فائدہ اٹھائیں گے... اور پھر خان رحمان اور منور علی خان کا تجربہ ان کا ساتھ دے گا... لہٰذا ہمیں ان کے بارے میں فکر مند ہونے کی بجائے اپنی طرف دھیان دینا چاہیے... اب یہ لوگ جلد ہی ادھر کا رخ کرنے والے ہیں... لہٰذا ہمیں گھنے درختوں پر چڑھ کر خود کو چھپا لینا چاہیے..."

"جی بہتر!" کئی آوازیں ابھریں۔

پھر وہ سب درختوں پر چڑھتے چلے گئے... انہوں نے خود کو اس قدر گہری شاخوں اور پتوں کے درمیان کر لیا کہ نیچے سے بغور دیکھنے پر بھی وہ نظر نہیں آسکتے تھے... جلد ہی انہوں نے فوج کو باقاعدہ صف بندی کرتے دیکھا... صف بندی کا کام ایک کمانڈر کر رہا تھا... اس کے ساتھ تین ماتحت بھی تھے... وہ بھی صف بندی میں اس کی مدد کر رہے تھے... انہیں اس کام میں بھی دو گھنٹے لگے... پھر فوج کی روانگی سے پہلے ایک شخص نے باہر نکل کر بگل بجایا... بگل کی آواز بلند ہوتی گئی... اس آواز میں اداسی سی تھی... فوجی کھڑے پورے احترام سے بگل کی آواز کو سنتے رہے... پھر جونہی آواز ختم ہوئی... ان کے قدم جنگل کی طرف اٹھنے لگے... رائفلیں اب ان کے ہاتھوں میں تیار تھیں... ان کا رخ جنگل کی طرف تھا... یہاں تک کہ وہ ان درختوں کے پاس سے گزر گئے جن میں وہ چھپے ہوئے تھے... جب فوج نظروں سے اوجھل ہوگئی... تو فاروق کی دبی آواز ابھری:



"کیا خیال ہے... کیا اب ہم اتر آئیں۔"

"نہیں... ابھی نہیں... اس طرف دیکھو... فوجی نظر تو نہیں آرہے۔"

"جی نہیں... بالکل نظر نہیں آرہے۔"

"ٹھیک... لیکن ابھی ہمیں کچھ دیر اور انتظار کرنا ہے... ایسا نہ ہو کہ ہم ادھر پہنچ جائیں اور وہ پلٹ کر ہم پر حملہ کر دیں..."

"جی بہتر!"

ایک گھنٹے تک مزید انتظار کرنے کے بعد آخر کار وہ نیچے اترے اور سرحدی باڑ کی طرف بڑھے... اس طرف اب بے شمار سیڑھیاں موجود تھیں، لہٰذا ان کے لیے باڑ کے اوپر پہنچ کر دوسری طرف اترنا ذرا بھی مشکل نہیں تھا... لیکن اس میں بھی احتیاط کی بہت ضرورت تھی... چنانچہ پہلے صرف انسپکٹر جمشید ایک سیڑھی کے ذریعے اوپر تک پہنچے... انہوں نے سر کو ذرا سا ابھار کر دوسری طرف دیکھا... انہیں وہاں صرف چند فوجی ٹہلتے نظر آئے... گویا وہ یہاں بھی حفاظتی انتظام کر کے گئے تھے... اب اس جگہ سے سرحد عبور کرنے کا مطلب یہ تھا کہ ان فوجیوں سے باقاعدہ ٹکر لی جائے، لیکن اس صورت میں بہت شور گونجتا... اور ان کے لیے اس وقت ضرورت تھی، آواز نہ پیدا کرنے کی...

"پروفیسر صاحب!" انہوں نے دبی آواز میں کہا۔

"یس۔" وہ بولے۔

"چند گیس بموں کی ضرورت ہے... بے آواز بموں کی... بے آواز پستول سے فائر کیا گیا تو ان کی چیخیں پھر بھی بلند ہو سکتی ہیں... اور اگر میں دوسری طرف اتر کر ان پر وار کروں تو اس صورت میں سرحد کے دوسرے حصوں میں

www.urdufans.com



موجود فوجی خبردار ہو سکتے ہیں... اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ کے بموں سے کام لے لیا جائے۔"

"اچھی بات ہے... یہ لو فاروق... بم انہیں دے آؤ۔"

انہوں نے بم ہاتھ میں لے لیے... یہ ننھی منی پڑیاں سی تھیں۔ ان کو صرف دشمن کی طرف اچھالنا تھا... انہوں نے جلدی جلدی ایک ایک فوجی کی طرف ایک ایک پڑیا اچھال دی... وہ آواز کے بغیر گریں اور ان کے پھٹنے سے بھی آواز نہ پیدا ہوئی... البتہ فوجی منہ سے آواز نکالے بغیر گرتے چلے گئے۔

انسپکٹر جمشید کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی... انہوں نے اپنے ساتھیوں کو ہاتھ سے اشارہ دیا...

وہ سب سیڑھیوں کی طرف بڑھے... اور ان پر چڑھتے چلے گئے... اس طرح وہ سرحدی دیہات میں داخل ہو گئے... انہوں نے دائیں بائیں دیکھا... دور دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا البتہ فوجیوں کا بے شمار سامان وہاں بکھرا پڑا تھا...

"آؤ دوستو... ہمیں جلد از جلد سامنے نظر آنے والے گھروں تک پہنچنا ہے اور ان میں سے کسی ایک میں پناہ لینی ہے۔"

"لیکن ابا جان! اس طرح تو ہمیں بہت جلد گھیر لیا جائے گا... بھلا ان گھروں سے کسی کو برآمد کر لینا کیا مشکل ہے۔" فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"مجبوری ہے... فی الحال ہمیں کسی ایک گھر میں ہی جانا پڑے گا... وہاں پہنچ کر ہی کسی اگلی منزل کے بارے میں طے کیا جا سکے گا... ورنہ یہاں کھلی جگہ پر ہم کیا کر سکیں گے۔"

"وہ... اس طرف دیکھیے۔" فرزانہ کی خوف زدہ آواز ابھری۔



"اس طرف... کیا ہے اس طرف۔" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

اب جو سب نے اس طرف دیکھا تو ان کی آنکھیں مارے حیرت کے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ارے باپ رے... یہ... یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔"

☆☆☆

www.urdufans.com



# جنگ ہوتی ہے

کئی گھنٹے تک مسلسل تیز چلنے کے بعد کہیں جا کر انہیں سیاہ فاموں کا لشکر آتا دکھائی دیا... اس کا مطلب تھا، ان کے ساتھ سفر کرنے والے سیاہ فام وہاں پہنچ گئے تھے اور صورت حال انہیں بتا کر سرحد کی طرف لا رہے تھے کہ یہ لوگ پہنچ گئے۔ انہیں اپنی طرف دیکھ کر سیاہ فام رک گئے۔

"آپ... آپ ادھر کیوں آ گئے... ہم تو آ رہے تھے۔" سردار بولا۔

"ہم جانتے تھے.. آپ پیغام ملتے ہی چل پڑیں گے... خان رحمان مسکرائے۔

"پھر آپ تو آ گئے۔"

"جس فوج سے ہمارا مقابلہ ہے... وہ جدید اسلحہ سے لیس ہے... ان سے مقابلہ بھی جدید طریقے سے کیا جا سکے گا... ورنہ آپ میں سے ان گنت مارے جائیں گے... اس لیے میں نے سوچا... جنگ سے پہلے آپ تک پہنچ جائیں... اور جدید طریقے آپ کو بتا دیں... کچھ اور کام کی باتیں سمجھا دیں... اور پھر آپ کے ساتھ رہ کر آنے والی فوج کا مقابلہ کریں۔"



"اس لحاظ سے تو آپ نے اچھا کیا..." سردار نے خوش ہو کر کہا۔

اب خان رحمان نے اپنا کام شروع کیا... سیاہ فاموں کو تربیت دینا شروع کی... انہوں نے مسلسل کئی گھنٹے ان پر محنت کی... اور آخر وہ ان کی ہدایات کے مطابق لڑنے کے قابل ہو گئے... محمود کو انہوں نے یہاں آتے ہی ایک اونچے درخت پر چڑھ کر فوج کے راستے پر نظر رکھنے کی ہدایات دی تھیں... آخر اس کی آواز سنائی دی:

"انکل... فوج کی آمد کے آثار نظر آنے لگے ہیں... ان کے سروں پر جو ہیلمٹ ہیں... ان کی چمک نظر آ رہی ہے۔"

"شکریہ محمود..." انہوں نے کہا اور پھر سیاہ فاموں کو حکم دیا:

"اپنے اپنے مورچے سنبھال لو... جب تک میں فائر نہ کروں... تم لوگ حملہ نہیں کرو گے... سمجھ گئے۔"

"جی سمجھ گئے۔" ان سب نے دبی آواز میں کہا۔

"بس تو پھر اپنا کام شروع کر دیں۔" انہوں نے کہا... اب وہ آصف، شوکی اور منور علی خان کی طرف متوجہ ہوئے:

"ہمارے لیے یہ درخت مناسب رہے گا جس پر پہلے ہی محمود موجود ہے... کیونکہ کوشش کے باوجود میں اب تک ایک بار بھی محمود کو نہیں دیکھ سکا..."

ان کی بات سن کر انہوں نے بھی اوپر دیکھا... چند لمحے تک بغور دیکھتے رہے... لیکن پتوں کے درمیان محمود بالکل چھپ کر رہ گیا تھا... آخر یہ چاروں بھی اس پر چڑھ گئے... اوپر چڑھنے پر انہیں محمود دکھائی دیا... وہ اسے دیکھ کر مسکرا دیے۔ آصف بول اٹھا:

www.urdufans.com



"بھئی واہ... تم نے تو آج طوطوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔"

"نن... نہیں تو۔" محمود نے بوکھلا کر اپنے پیچھے دیکھا... پھر ہنس کر بولا۔

"بھائی اتنا سفید جھوٹ تو نہ بولو... جتنا تمہارے سر پر... سس... سس... سس... پپ۔" محمود لگا ہکلانے۔

"یہ سس... پپ کیا ہوتا ہے؟" آصف نے منہ بنایا۔

"شی شی... شش۔" شوکی نے جلدی سے کہا۔

"کیا کہا... سس پپ، شی شش کو کہتے ہیں... اچھا... کمال ہے... مجھے معلوم ہی نہیں تھا..." آصف ہنسا۔

"پپ... مم... نن۔" خان رحمان کے منہ سے نکلا۔

"یہ... یہ آپ مجھ سے کون سی زبان میں بات کر رہے ہیں... آخر میں نے کیا کہا ہے۔"

عین اس لمحے منور علی خان کا ہاتھ بلا کی تیزی سے حرکت میں آیا اور ایک لمبا سیاہ سانپ ان سے نچلی شاخ پر گرا... پھر وہاں سے ہوتا ہوا پیچھے جا گرا... پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ایک شاخ کے گرد بل کھا لیے۔

"ارے باپ رے... یہ... یہ میرے سر کے اوپر کیا تھا۔" آصف کانپ گیا۔

"ہاں! ہم نے اس کو دیکھ لیا تھا... اللہ کا شکر ہے... میرا ہاتھ درست بیٹھا... ورنہ یہ تمہاری گردن پر ڈس چکا تھا۔"

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔" آصف نے اطمینان کا سانس لیا۔

"لیکن انکل... ابھی تو وہ نیچے موجود ہے۔"



"میں اس شاخ تک جا رہا ہوں... فکر نہ کرو... اب اس کا کام تمام ہی کر کے واپس آؤں گا... ورنہ ہماری توجہ اس کی طرف رہے گی اور ادھر دشمن سر پر آیا چاہتا ہے۔"

"لیکن آپ ہاتھ سے یا پستول کے دستے سے وار کریں گے۔" منور علی خان بولے۔

"ہاں تو پھر... اور کیا کروں؟"

"میں اسے اپنے آنکڑے میں لپیٹ سکتا ہوں... اس طرح دور رہ کر کام ہو جائے گا۔"

"اچھی بات ہے... یونہی سہی۔"

اب انہوں نے اس شاخ کی طرف جھک کر اپنے آنکڑے کو گھمایا اور پھر ایک جھٹکے سے رسی کو چھوڑ دیا۔ آنکڑہ اس شاخ کے گرد لپٹتا چلا گیا۔ اب سانپ کے جسم پر بھی رسی کے بل کسے جا چکے تھے... اور سانپ بری طرح تلملا رہا تھا... بل کھانے کے لیے مچل رہا تھا... اس کی دم کا آخری حصہ اور سر بار بار شاخ سے ٹکرا رہا تھا... ادھر منور علی خان اس کو کھینچ رہے تھے... اس سے اس شاخ کے گرد رسی اور کسی جا رہی تھی... آخری تھوڑی دیر بعد سانپ کی دم کی حرکت رک گئی... اور منور علی خان بول اٹھے:

"اس کا کام تو ہو گیا تمام۔"

"تب پھر اب دوسرے دشمن کا استقبال کرنے کے لیے تیار ہو جائیں... وہ دیکھیے... اب فوج صاف نظر آنے لگی ہے۔"

"اچھی بات ہے... اب دم سادھ لو... کوئی کچھ نہ بولے... اور نہ حرکت کرے۔"

"اور آپ اپنا آنکڑا اب شاخ کے گرد سے کس طرح اتاریں گے۔"

"یہ میں ابھی جا کر اتار لاتا ہوں... فکر نہ کرو۔"

وہ گئے اور آنکڑا لے آئے... سانپ کا جسم اسی شاخ سے چپکا رہ گیا تھا۔ فوج بے دھڑک چلی آ رہی تھی... گویا اسے سیاہ فاموں سے کوئی خطرہ نہیں تھا... اور پھر وہ ان کے درخت کے نزدیک پہنچ گئے... انہوں نے اب بھی کچھ نہ کیا... چپ چاپ انہیں گزرتے دیکھتے رہے... یہاں تک کہ پانچ منٹ بعد فوج کا آخری حصہ بھی ان کے درخت کے نیچے سے گزر گیا... اب خان رحمان نے ایک ہوائی فائر کیا، دشمن فوج کے قدم رک گئے...

"خبردار! تم لوگوں کو چاروں طرف سے گھیرے میں لیا جا چکا ہے... ہم چاہیں تو تم پر ہر طرف سے تیروں کی بارش کر دیں... تم سب ہماری زد پر ہو... لیکن تم نہیں جانتے... ہم کہاں ہیں... اگر تم کہو تو ہم تمہیں تجربہ کر کے دکھا سکتے ہیں کہ ہم تم لوگوں کو آسانی سے نشانہ بنا سکتے ہیں... لہٰذا پہلے تم بتاؤ... تم لوگ کیا چاہتے ہو۔" خان رحمان نے یہ جملے اس انداز سے کہے کہ ان کی آواز درختوں کے درمیان سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی...

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے... آخر ایک کمانڈر کی آواز ابھری:

"سامنے آ کر بات کرو۔"

"اس کی ضرورت نہیں... ہم اس طرح تم لوگوں کو آسانی سے نشانہ بنا سکتے ہیں۔"

"ہمیں اس جنگل میں رہنے والوں سے کوئی غرض نہیں... تم ان غیر ملکیوں کو ہمارے حوالے کر دو... جنھوں نے ہمارے تین ساتھیوں کو ہلاک کیا



www.urdufans.com

ہے، بس ہم واپس چلے جائیں گے۔"

"وہ اب ہمارے ساتھ ہیں... بلکہ ہم ان کے ساتھی ہیں... ہم ان کے ساتھ ہیں... وہ ہمارے ساتھ ہیں... ہم ان کے لیے جان دے سکتے ہیں، وہ ہمارے لیے... لہٰذا تم اپنی بات کرو۔"

"تب پھر جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ... تم اس جنگل میں جہاں کہیں بھی چھپے ہو، ہمارے ہاتھوں سے بچ نہیں سکو گے۔ اس لیے کہ ہمیں ہر حال میں ان لوگوں کو گرفتار کر کے اپنے افسروں کے سامنے پیش کرنا ہے۔"

"اوکے... تمہاری مرضی۔ میں اللہ اکبر کہہ کر جنگ کا آغاز کرتا ہوں۔"

ان کے الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے فائرنگ شروع کر دی... سیاہ فام بھی انہیں کی طرح درختوں میں چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے کمانوں میں تیر پہلے ہی چڑھا رکھے تھے... اشارہ ملتے ہی تیر کمانوں سے چھوڑ دیے... اور سب کے سب نے باقاعدہ نشانہ لے کر تیر چھوڑے... پیچھے موجود لشکر سے بے شمار چیخیں گونج اٹھیں... ایک طوفان سا اٹھ گیا... اب وہ لوگ جان چکے تھے کہ ان کے دشمن درختوں پر ہیں... لہٰذا انہوں نے اپنی رائفلوں کے رخ اوپر کی طرف کر لیے... اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتے... تیروں کی دوسری باڑھ ماری گئی... منور علی خان کی ہدایات کے مطابق وہ موٹی شاخوں پر اس طرح بیٹھے یا لیٹے ہوئے تھے کہ پیچھے سے آنے والی گولیاں درختوں کے تنوں میں لگ سکتی تھیں... انہیں نہیں... لیکن انہیں تو ابھی فائر کرنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا کہ ہزاروں تیر پھر ان کے سینے چھید گئے... ہزارہا چیخیں بلند ہوئیں اور رائفلیں نیچے گر گئیں... بس پھر کیا تھا... ان

www.urdufans.com



میں بھگدڑ مچ گئی...

وہ اندھا دھند بھاگنے لگے... لیکن یہ بھاگنا بھی ان کے کام نہ آیا... کیونکہ ان کے راستے میں بھی سیاہ فام درختوں میں چھپے ہوئے تھے... اب تیروں کی بارش کرنے کی باری ان کی تھی... اس بارش نے بھی ان کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے... باقی جو بچے... وہ سر پر پیر رکھ کر بھاگے... ان پانچوں نے فائرنگ کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا... اب سیاہ فام بھی اتر اتر کر ان کے پیچھے بھاگنے لگے اور ساتھ میں تیر اندازی بھی کرتے رہے...

انہیں بتا دیا گیا تھا کہ تعاقب کرتے ہوئے انہیں کس حد تک آگے جانا ہے... چنانچہ انہوں نے وہیں تک تعاقب کیا اور پھر رک گئے... لیکن یہ نہیں کہ رک کر نیچے ہی کھڑے رہ گئے ہوں... انہوں نے فوراً درختوں کا رخ کیا اور پھر سے اوپر چڑھ گئے... اب ان میں سے نیچے کوئی بھی نہیں رہا تھا... نیچے صرف دشمنوں کی لاشیں پڑی تھیں یا پھر زخمی پڑے تھے... ایسا بھی انہوں نے خان رحمان کی ہدایت کے مطابق کیا تھا... کیونکہ دشمن خود کو پھر سے جمع کر کے حملہ آور ہو سکتا تھا... اور درختوں سے نیچے جنگ ہونے کی صورت میں انہیں بھی نقصان پہنچتا... جب کہ اب تک ان کا ایک آدمی بھی زخمی تک نہیں ہوا تھا۔ خان رحمان اگر انہیں اس طرح درختوں میں نہ چھپا دیتے تو اب دشمنوں کے ساتھ ان کی نہ جانے کتنی لاشیں پڑی ہوتیں... اس پر انہوں نے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

"اب مسئلہ ہے ان لاشوں کا..... لہٰذا ہمیں ہمت کرنا پڑے گی... بڑے بڑے گڑھے کھود کر ان کو دفن کرنا ہوگا... لیکن پہلے پندرہ بیس چھوٹے بڑے لباس ان کے اتار لیے جائیں۔"



"دریا میں بہانے کے بارے میں کیا خیال ہے۔" سردار نے کہا۔

"اگر دریا نزدیک ہے تو ایسا بھی کیا جا سکتا ہے..."

اب وہ سب کے سب اس کام میں جٹ گئے... دو دو چار چار آدمیوں نے مل کر ایک ایک لاش کو اٹھایا اور دریا میں ڈالنے لگے... زخمیوں کو رہنے دیا گیا... رات گئے تک ان کی مرہم پٹی کی گئی... ان کے آرام کا انتظام کیا گیا... جو کھانے پینے کے قابل تھے، انہیں کھلایا پلایا گیا... وہ اس سلوک سے بہت متاثر ہوئے... دوسرے دن انہوں نے کہا:

"ہم نے آپ جیسے دشمن نہیں دیکھے... جو اپنے دشمنوں کی مرہم پٹی کرتے ہیں، ان کے آرام کا خیال رکھتے ہیں... انہیں کھلاتے پلاتے ہیں... ہمیں افسوس ہے... ہم آپ جیسے لوگوں کے خلاف لڑنے کیوں آئے۔"

"اس بات کو چھوڑیں... یہ بتائیں... ہمارے بارے میں آپ لوگوں کو کیا کہہ کر جنگ کے لیے بھیجا گیا تھا۔"

"انہوں نے بتایا تھا... ہمارے ایک منصوبے کے دشمن ہمارے ملک کے ساتھ واقع جنگل سے ہو کر ہمارے ملک میں داخل ہوا چاہتے ہیں... جنگل میں موجود انہوں نے ہمارے چند ساتھیوں کو ہلاک بھی کر دیا ہے... لہٰذا ان کے خلاف ہمیں لڑنا ہوگا... جنگل کے سیاہ فام باشندے بھی ان کے ساتھ مل گئے ہیں... لہٰذا وہ بھی ان کا ساتھ دیں گے... وہ اگرچہ بہت بڑی تعداد میں ہیں، لیکن... ان کے پاس جدید اسلحہ نہیں ہے... صرف نیزے، بھالے اور تیر ہیں... جب کہ ہمارے پاس جدید اسلحہ ہے... لہٰذا ہم سب ان سب کو تہس نہس کر کے رکھ دیں گے... اور ایک آدھ گھنٹے میں یہ ساری کارروائی مکمل ہو جائے گی... لیکن ہوا اس کے الٹ... بہر حال آپ لوگ ہیں بہت اچھے... دشمن

www.urdufans.com



ہوں تو آپ جیسے...“

”شکریہ بہت بہت... اس منصوبے پر کام کہاں ہو رہا ہے۔“

”اس بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں۔“

”ہوں خیر... آپ لوگ بھی اپنے ملک چلے جائیں... ان سے کہ سکتے ہیں... آپ زخمی ہو گئے تھے... بس ہم کسی نہ کسی طرح آنے میں کامیاب ہو گئے... دوسری بات... ہمارے بارے میں انہیں کچھ نہ بتائیں۔“

”ٹھیک ہے... ہم نہیں بتائیں گے۔“

اس طرح انہوں نے زخمیوں کو بھی رخصت کیا... یہ لوگ پیدل آئے تھے اور وہ خود بھی پیدل تھے... درندے اب بھی اپنے اوپر سوار ہونے کی اجازت نہیں دے رہے تھے... لہٰذا مجبوراً انہیں پیدل ہی بھیجنا پڑا... لیکن وہ اس پر بھی بہت خوش تھے اور ان کا بار بار شکریہ ادا کرتے ہوئے رخصت ہوئے تھے...

اب انہوں نے ان غیر ملکیوں کے لباس اٹھائے اور جنگل کے کنارے کی طرف چل پڑے...

”نہ جانے ہمارے ساتھی کہاں ہوں گے... اور ان پر کیا گزری ہو گی۔“ آصف بڑبڑایا۔

”کاش! ہمارے پاس موبائل فون ہوتے۔“ محمود بولا۔

”اللہ مہربانی فرمائیں گے... چلتے رہیں۔“ شوکی نے کہا۔

”بالکل ٹھیک۔“ خان رحمان اور منور علی خان ایک ساتھ بولے۔

”چل تو رہے ہیں... نظر کم آنے لگا ہے کیا۔“ آصف نے جھلا کر کہا۔



”ابھی تک تو نہیں... ہاں! زندگی کی کسی سٹیج پر تم نظر آنے لگا تو تمہیں ضرور بتاؤں گا کہ اب مجھے کم نظر آنے لگا ہے۔“ شوکی نے کسی صورت بنا کر کہا۔

خان رحمان اور منور علی خان ہنسنے لگے:

”لگتا ہے... کوئی رگ ڈھیلی ہو گئی ہے۔“ آصف اور زیادہ جل گیا۔

”بالکل بالکل۔“ شوکی پھر بولا۔

”سمجھ لیں گے تم سے۔“ آصف اور محمود نے ایک ساتھ کہا۔

”ضرور سمجھ لینا... لیکن میں الجبرا نہیں سمجھا سکوں گا۔“

”لو... ایک اور نکل آئے ہیں... فرزانہ جیسی عقل والے... اس کی سمجھ میں بھی الجبرا نہیں آتا... حالانکہ الجبرا بہت آسان ہے۔“

”نکل تو خیر نہیں آیا... میں تو بہت دیر سے تم لوگوں کے ساتھ قدم اٹھا رہا ہوں۔“

”لگتا ہے... آج ضرور ہمارے کان کاٹ کر رہو گے۔“ محمود گھبرا گیا۔

”اوہو... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں... یہ... کون لوگ ہیں۔“

انہوں نے خان رحمان کی حیرت میں ڈوبی آواز سنی...

انہوں نے بھی اس سمت میں دیکھا... وہاں دو وحشی قسم کے آدمی کھڑے نظر آئے... ان کے جسم پر کھالوں سے تیار کیا ہوا لباس تھا... ان کے کندھوں سے تیر کمان لٹک رہے تھے اور دونوں ہاتھوں میں چمکتے خنجر تھے... وہ ان خنجروں کی دھار پر اس طرح انگلی پھیر رہے تھے... جیسے ان کی دھار کی تیزی دیکھ رہے ہوں۔

☆☆☆

# ٹڈا کا

ایک اونچے مکان کی چھت پر دس فوجی کھڑے تھے۔ان کے ہاتھوں میں جدید رائفلیں تھیں . . . اور ان سب رائفلوں کا رخ ان کی طرف تھا... انہوں نے ان کا باقاعدہ نشانہ لیا ہوا تھا۔تھوڑی دیر پہلے تک انہیں کسی مکان کی چھت پر بھی کوئی فوجی نظر نہیں آیا تھا۔اس کا مطلب تھا یہ لوگ چھت پر چھپے بیٹھے تھے اور ان کی کارگزاری کا جائزہ لے رہے تھے...

''ہاتھ اوپر اٹھا دو... اب تمہاری کوئی چالاکی نہیں چلے گی... جن ساتھیوں کو تم نے جنگل کی طرف روانہ کیا ہے... وہ بھی جلد ہی گرفتار کر لیے جائیں گے...'' ان میں سے ایک نے کہا... وہ ان سب سے لمبا تھا اور اس کے سر پر موجود ہیلمٹ کی شان بتا رہی تھی کہ وہ ضرور اس فوج کا آفیسر ہے... اس کے گلے سے دوربین لٹک رہی تھی... گویا وہ اب تک دوربین کے ذریعے سب کچھ دیکھتا رہا تھا...

سب کی نظریں انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کی طرف اٹھ گئیں... گویا وہ پوچھ رہے تھے... کیا کریں، ہاتھ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں... دونوں مسکرائے اور ایک ساتھ بولے:

www.urdufans.com



''اٹھا دو بھئی ہاتھ...''

ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے... ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا بولے:

''یہ بھی کیا یاد کریں گے۔''

''یاد تو ہم کریں گے انہیں... نہ جانے یہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں... نجی کا ناچ تو ضرور نچائیں گے۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

''بلکہ دن میں تارے دکھائیں گے۔'' آفتاب مسکرایا۔

''مطلب یہ کہ ہماری خوب دھتال کریں گے...'' مکھن کب چپ رہنے والا تھا۔

''یہ تم نے ہاتھ اٹھائے ہیں۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے انہیں تیز نظروں سے گھورا۔

ان سب کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے... اب ان کے افسر نے کہا:

''ہمارا ایک ساتھی آ رہا ہے... وہ تم لوگوں کا اسلحہ جمع کرے گا... اگر کسی نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی... تو ہم اپنے اس ساتھی کی کوئی پروا نہیں کریں گے... تمہیں چھلنی کر کے رکھ دیں گے۔''

''چھلنی کرنے کے بعد رکھنے کی پھر کیا ضرورت رہ جائے گی...'' فاروق نے منہ بنایا۔

جلد ہی انہوں نے ایک غیر ملکی کو آتے دیکھا:

''ان کی ہمارے خلاف اس حد تک تیاریوں کا مطلب ہے... وہ ہیڈ کوارٹر اسی ملک میں کہیں ہے۔'' پروفیسر داؤد بڑبڑائے۔

''ہوں... بظاہر یہی نظر آتا ہے... لیکن ہو سکتا ہے... یہ ان کی چال

www.urdufans.com



ہو... ہمیں دکھانے کے لیے انہوں نے ہمارا راستہ روکنے کی تیاریاں یہاں کر لی ہوں... اس طرح ہیڈ کوارٹر کی ہوا بھی نہیں لگے گی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں! واقعی... یہ تو ہے۔" پروفیسر داؤد نے سر ہلایا۔

"ہیڈ کوارٹر کی بات تو بعد میں دیکھیں گے... اس وقت تو ہماری گرفتاری کا سامان تیار ہو چکا ہے... کیا خیال ہے... ہم ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے قابل ہیں یا نہیں۔" آفتاب نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"کارروائی کرنے کو ہم کر سکتے ہیں... لیکن اب بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ خود کو ان کے حوالے کر دیں۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"اور ہمارے باقی ساتھی؟" مکھن کی آواز سنائی دی۔

"انہیں بھی یہ لوگ ہم تک لے آئیں گے... حالات یہی بتا رہے ہیں... ان کا جال دور دور تک پھیلا ہوا ہے... فوج کی شکست کی صورت میں بھی ان لوگوں نے کوئی نہ کوئی انتظام کر رکھا ہوگا... جیسا کہ ہمارے ساتھ ہوا... ان تمام مکانات میں سے کسی کی چھت پر پہلے کوئی فوجی نظر نہیں آیا تھا... جب انہوں نے دیکھا کہ ہم نے ان کے ساتھیوں کو بے ہوش کر دیا ہے تب یہ سامنے آئے... اب اگر ہم ان سے مقابلہ کرتے ہیں اور ان کے ہاتھوں سے بچ نکلتے ہیں تو اس صورت میں بھی ہمارے راستے میں کوئی نہ کوئی رکاوٹ تیار ملتی... مطلب یہ کہ ہم لوگ پوری طرح پھنس چکے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے پرسکون آواز میں کہا۔

"تب تو پھر بے چارے سیاہ فاموں کی قربانی تو ضائع گئی... نہ جانے جنگ میں کتنے مارے جائیں گے۔" مکھن نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔



"نہیں... جہاں تک میرا خیال ہے... خان رحمان اور منور علی خان انہیں اس طرح لڑائیں گے کہ ایک سیاہ فام کو بھی نقصان نہیں پہنچے گا... یہ میرا اندازہ ہے... جو غلط بھی ہو سکتا ہے... تاہم اتنا ضرور یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر سیاہ فاموں کا نقصان ہوا تو بھی بہت کم ہوگا۔"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو۔"

اتنے میں ان لوگوں کا ساتھی قریب آ گیا... اس نے باری باری ان سب کی اچھی طرح تلاشی لی... اور کسی کے پاس کوئی چیز نہ رہنے دی... سب کچھ سمیٹ کر لے گیا... اب ان کے نزدیک ایک بڑی گاڑی آ کر رکی:

"آپ لوگ اس میں بیٹھ جائیں... ہمارے انچارج آپ کی قسمت کا فیصلہ کریں گے۔"

"اور آپ کے انچارج کون ہیں۔"

"ہمارے ملک کے محکمہ سراغرسانی کے انچارج... ان کا نام ہے سر سونی شا۔"

"اور آپ کے ملک کا نام کیا ہے۔"

"ٹڈاکا۔"

"اچھا نام ہے... پسند آیا... ہمارے ملک میں اس نام سے ملتی جلتی ایک چیز ملتی ہے۔ بچپن میں ہم بہت شوق سے کھایا کرتے تھے... اسے کہتے ہیں کڑاکا۔" فاروق مسکرایا۔

انسپکٹر جمشید نے اسے تیز نظروں سے گھورا جیسے کہہ رہے ہوں... یہ کہنے کی کوئی ضرورت تھی بھلا۔

www.urdufans.com



پھر وہ اس گاڑی میں بیٹھ گئے... دروازہ بند کر دیا گیا... اب اس بند گاڑی میں ان کا سفر شروع ہوا... اس کے شیشے اندھے تھے... باہر کی کوئی چیز بھی نظر نہیں آ رہی تھی... ان کا خیال تھا... یہ سفر زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس منٹ کا ہوگا... لیکن ان کا یہ خیال بالکل غلط نکلا... سفر اڑھائی گھنٹے تک جاری رہا... وہ تنگ آ گئے... لیکن کیا کر سکتے تھے۔ آخر خدا خدا کر کے گاڑی رکی... گاڑی کا پچھلا دروازہ کھلا... انہوں نے دیکھا گاڑی ایک عمارت کے اندر موجود تھی۔ عمارت کا مین گیٹ بند کر دیا گیا تھا... دروازے کے اندر کی طرف مسلح پہرے دار بالکل چوکس کھڑے تھے... ان سے اسلحہ پہلے ہی لے لیا گیا تھا... یوں بھی وہ فی الحال تیل دیکھنا چاہتے تھے اور تیل کی دھار دیکھنا چاہتے تھے... اپنے پانچوں ساتھیوں کے بارے میں بھی فکر مند تھے... لہٰذا انہوں نے کچھ نہ کرنے کا پروگرام بنایا تھا...

انہیں ایک ہال میں لایا گیا... وہاں نصف کمرے تک لوہے کا ایک جنگلہ لگا ہوا تھا بجلی کی ننگی تار اس جنگلے سے لپٹی ہوئی تھی... یہ گویا بتا دیا گیا تھا کہ اس جنگلے میں کرنٹ دوڑ رہا ہے۔ اس کے دوسری طرف اونچی کرسیوں پر تین آدمی بیٹھے تھے... ان کے دائیں بائیں بھی تین تین کرسیاں تھیں۔ ان پر بھی چھ آدمی موجود تھے... یہ سب کے سب اس ملک کے اور خفیہ محکمے کے آفیسرز تھے... انہیں اس جنگلے کے اس طرف ہی رک جانے کا اشارہ کیا گیا... اب سامنے بیٹھے تین آدمیوں میں سے درمیان والے نے کہا:

"تم لوگ ہمارے ملک کے آس پاس گھوم رہے تھے... ہم نے جنگل میں بھی تمہیں دیکھ لیا تھا... اسی لیے تمہیں روکنے کے لیے فوج بھیج دی گئی... لیکن تم فوج کو چکر دے کر اس طرف آ گئے... اور ہماری فوج تمہارے



چند ساتھیوں کی وجہ سے آگے نکل گئی... پھر تم نے ہمارے ملک میں داخل ہونے کی حماقت کر ڈالی... ہمارے کچھ فوجیوں کو مار ڈالا... لہٰذا عدالت تو تمہیں دے گی پھانسی کی سزا..."

"وہ مرے نہیں... بے ہوش ہوئے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً بولے۔

"اور جنگل میں۔" دائیں طرف والا فوراً بولا۔

"جنگل آپ کے ملک میں نہیں ہے... آپ کی ملک کی فوج نے حملہ کیا... ہمارے ساتھیوں نے فوج کا مقابلہ کیا... یہ جرم کس طرح ہو گیا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے منہ بنایا۔

"خیر... یہ فیصلہ عدالت کرے گی... ہم تو یہ جاننا چاہتے ہیں کہ تم کس چکر میں ہو، چلیے تو تم لوگوں کے سیاحوں جیسے ہیں... لیکن کام سیاحوں والے ہرگز نہیں ہیں۔ سیاح اس طرح لڑتے بھڑتے، مارتے اور مرتے نہیں پھرتے... نہ دوسروں کے ملکوں میں غیر قانونی طور پر داخل ہوتے ہیں..."

"ہم ذرا دوسری طرح کے سیاح ہیں۔" پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"اگر تم لوگ صاف بتا دو... تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا... ورنہ تم جن مراحل سے گزرو گے... سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"ہم کوشش کریں گے۔" فاروق کی آواز گونجی۔

"کیا مطلب؟" ان تینوں کے منہ سے نکلا۔

"مطلب یہ کہ سوچنے کی کوشش تو کی ہی جا سکتی ہے۔"

"آپ لوگ خود بات کریں... بچوں کو بات کرنے سے روک دیں... یہ کوئی مذاق گھر نہیں ہے... اور ہمارا وقت بہت قیمتی ہے۔"

www.urdufans.com



"سن لیا تم نے۔" انسپکٹر جمشید اس کی طرف پلٹ پڑے، ان کی آواز میں جھلاہٹ تھی... لیکن فاروق نے فوراً محسوس کر لیا کہ جھلاہٹ مصنوعی تھی۔ لہٰذا اس نے بھی فوراً کہا۔

"جی بالکل سن لیا... آپ نے بات اتنی آہستہ آواز میں کہی نہیں۔"

"میں ان کی بات کر رہا ہوں..." وہ تیز لہجے میں بولے... لیکن یہ تیز لہجہ بھی مصنوعی تھا۔

"اوہ سمجھا... ان کی بات... یہ بات بھی خوب رہی۔"

"اچھا بس... اب خاموش... ہاں جناب کیا کہہ رہے تھے آپ۔"

"میں کہہ رہا تھا... تم لوگوں کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے، تم سوچ بھی نہیں سکتے۔" اس نے پھر کہا۔

"چلیے! ہم یہ بات مان لیتے ہیں کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرا دیے۔

"لہٰذا یہیں بتا دو... تم کس چکر میں یہاں آئے ہو اور ہو کون... یہ تو ہم جانتے ہیں کہ تم میک اپ میں بھی ہو... ہمارے ماہرین صرف چند سیکنڈ میں تمہارے میک اپ اتار دیں گے..."

"خوب خوب! کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ پہلے ہمارے باقی ساتھی ہم سے آملیں... پھر ہم سب بیٹھ کر طے کریں گے کہ آپ کو کیا جواب دینا ہے۔"

"ٹھیک ہے... ہمیں کوئی اعتراض نہیں... ہم ابھی اس طرف کی اطلاع لے لیتے ہیں... امید ہے، اب تک انہیں گرفتار کیا جا چکا ہو... ظاہر ہے... پوری فوج کا مقابلہ وہ کر بھی کیسے سکتے ہیں..." درمیان والے نے کہا اور پھر موبائل پر نمبر ملانے لگا... جلد ہی اس نے کہا:



"ہاں کمانڈر... کیا رپورٹ ہے۔"

یہ کہہ کر وہ دوسری طرف کی بات سننے لگا... جلد ہی انہوں نے اس کا رنگ اڑتے دیکھ لیا... پھر وہ چلا اٹھا:

"کیا... نہیں نہیں۔"

وہ ایک بار پھر دوسری طرف کی رپورٹ سننے لگا... اب اس کا رنگ تاریک ہو چلا تھا... آخر اس نے تھکے تھکے انداز میں فون بند کر دیا... اور جلدی جلدی کسی اور زبان میں اپنے ساتھیوں کو کچھ بتانے لگا... اس کے خاموش ہوتے ہی انسپکٹر جمشید بول اٹھے:

"تو وہاں... تمہاری فوج کو شکست فاش ہو چکی ہے۔"

"تت... تم نے کیسے جانا۔"

"آپ نے ڈچ زبان میں بات کی ہے... ہم لوگ آخر سیاح ہیں اور سیاح بعض اوقات کئی زبانیں جانتے ہیں۔"

"نہیں... تم نے غلط سمجھا... ظاہر ہے تم ڈچ زبان اچھی طرح نہیں جانتے ہو۔"

"اچھی بات ہے... اگر ہم نے غلط سمجھا ہے تو پھر آپ ہمارے گرفتار شدہ ساتھیوں کو یہاں منگوا لیں... تاکہ ہم ان کے ساتھ بات کر کے اپنا فیصلہ سنا سکیں۔"

"اس کی ضرورت نہیں... تم کچھ بتانا چاہتے ہو تو بتا دو... ورنہ ہم تم سے اگلوا ہی لیں گے۔"

"تب پھر ہماری طرف سے جواب صاف ہے... تم سے جو ہوتا ہے... کر لو... ہم نے تو تمہیں آسان طریقہ بتایا تھا..." انسپکٹر کامران مرزا

www.urdufans.com



نے کہا۔

"اپنے آسان طریقے اپنے پاس رکھو... انہیں لے جاؤ... شوگو سے کہو... ان کی زبان کھلواؤ... چاہے جو بھی کرنا پڑے..."

"اوکے سر۔"

اور پھر انہیں اس ہال سے نکال لیا گیا... ایک طویل برآمدہ طے کرنے کے بعد انہیں پھر اسی گاڑی میں بٹھایا گیا... اور دروازہ بند کر دیا گیا...

"اب کیا پروگرام ہے... یہ لوگ تو اتار دیں گے ہماری کھال۔" فاروق نے گھبرائی ہوئی آواز منہ سے نکالی۔

"اور ہمیں بنا دیں گے چھلے ہوئے انڈے۔" آفتاب بولا۔

"ایسا وقت آنے سے پہلے پہلے کچھ کر گزرنا چاہیے۔"

"بس تو پھر... یہ گاڑی ہی ٹھیک رہے گی... صرف پانچ منٹ بعد ہم اپنا کام شروع کریں گے... تاکہ..." انسپکٹر جمشید کہہ رہے تھے کہ پروفیسر داؤد نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا... پھر اردو میں بولے۔

"دیواروں کے کانوں کا خیال رکھو جمشید..."

"آپ کا مطلب ہے... گاڑی کی دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

"ہاں بالکل... ہونے کو اس دنیا میں کس چیز کے کان نہیں ہو سکتے۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"حد ہو گئی... ہے کوئی تک۔" آفتاب نے اسے گھورا۔

"میرے آڑے آنا... ورنہ۔" فاروق چلایا۔



"ورنہ کیا..." آفتاب گرجا۔

"وہ بے بھاؤ کی لگاؤں گا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔"

"توبہ ہے تم دونوں سے... بے چارے محاوروں کی بھی مٹی پلید کر رہے ہو... کچھ ان کا بھی خیال کرو۔" مکھن بولا۔

"لگتا ہے... تمہاری ان سے قریبی رشتے داری ہے..." آفتاب ہنسا۔

"مجھ سے تو مغز نہ ہی مارو... ورنہ... تو سکھا دوں گا سبق۔"

"کیا پدی کیا پدی کا شوربہ۔"

"اچھا تو پھر ہو جائیں دو دو ہاتھ..."

"دو دو کیوں... چار چار کیوں نہیں... تمہاری تو ایسی کی تیسی۔"

اور پھر وہ تینوں ایک دوسرے پر بھوکے شیروں کی طرح ٹوٹ پڑے... بڑے ارے ارے ہی کرتے رہ گئے... یہ ارے ارے اگرچہ بلند آواز تھے... لیکن دراصل ان میں جان نہیں تھی... پھر تو گاڑی میں دودھا چوکڑی مچی کہ خدا کی پناہ... آخر گاڑی کو زوردار انداز میں بریک لگائے گئے اور پچھلا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا...

"یہ کیا ہو رہا ہے۔" دو فوجی بلند آواز میں چیخے اور پھر اندر داخل ہو گئے...

دوسرے ہی لمحے انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا حرکت میں آ گئے۔

☆☆☆

www.urdufans.com



# دوسری جنگ

"کیا پروگرام ہے دوستو! خان رحمان نے انگریزی میں پوچھا۔
وہ لگے ہونقوں کی طرح سر کے اشارے کرنے:
"کیا پروگرام ہے۔" منور علی خان نے بڑا سا منہ بنایا۔
"جو کچھ پاس ہے نکال دو..."
"ہائیں! ارے تم ڈاکو ہو۔"
"جو چاہے سمجھو... بس جیبیں خالی کر دو۔" ایک نے کہا اور دوسرا ابھی تک خاموش تھا... اس نے منہ کھولنے کی کوشش نہیں کی تھی۔
"ہمارے راستے میں نہ آؤ... منہ کی کھاؤ گے۔" خان رحمان ہنسے۔
"کون کھائیں گے... منہ کی... ہم... یعنی ہم دونوں..." اس کے لہجے میں بلا کی حیرت در آئی۔
"ہاں تم دونوں... اور یہاں ہے کون۔"
"یوں تو تم لوگ بھی یہاں ہو۔" وہ پھر ہنسا... اس مرتبہ انداز مذاق اڑانے کا تھا۔
"لگتا ہے... تمہیں سبق سکھانا ہی پڑے گا۔" آصف نے جھلا کر



کہا... اسے ان دونوں پر بے تحاشہ غصہ آ رہا تھا۔
"ارے تو پھر سکھا دو... سوچ کیا رہے ہو۔"
"اجازت ہے انکل۔" آصف نے ان کی طرف دیکھا۔
"نہیں... اس کی ضرورت نہیں... ہم بلاوجہ لڑنے کے قائل نہیں... یہ سب چارے شاید ضرورت مند ہیں... انہوں نے ہم لوگوں کو دیکھ کر لوٹنے کا پروگرام بنا لیا۔ ورنہ یہ ایسے ہیں نہیں... لہٰذا ہمارے پاس کھانے پینے کی اور ضرورت کی جو چیزیں ہیں... ان میں سے انہیں بھی دے دیتے ہیں۔"
"جیسے آپ کی مرضی۔" آصف نے مایوسانہ انداز میں کہا۔
"ہمارے پاس جو چیزیں ہیں... ان میں سے نصف کے قریب تم لوگوں کو دے دیتے ہیں۔" خان رحمان بولے۔
"نصف نہیں... سب کی سب... یہاں سے تم لوگ خالی ہاتھ آگے جاؤ... سب کچھ یہیں رکھ دو، ورنہ پھر ان خنجروں کا کمال دیکھو۔"
"یہ لوگ یوں نہیں مانیں گے..." منور علی خان بولے اور اپنے آنگڑے کو گھما کر اس کی رسی کھولنے لگے...
"یہ کیا ہے... جھولا جھولنے کی رسی؟" ان میں سے ایک نے ہنس کر کہا۔
"نہیں... دوسروں کو جھولا جھلانے والی رسی۔" آصف ہنسا۔
"ٹھیک ہے... یہ رسی بھی ہمیں دے دو... ہماری طرف کے بچے جھولا جھولنے کے بہت شوقین ہیں۔"
اس وقت تک رسی کے کافی بل کھل چکے تھے... منور علی خان اسے گھمانے لگے اب آنگڑا سروں کے اوپر سائیں سائیں کر رہا تھا...

www.urdufans.com



"یہ کیا کر رہے ہو... یہ رسی دینے کا کون سا طریقہ ہے۔"

"ہمیں بس ایسے ہی طریقے آتے ہیں۔"

"تمہاری مرضی... ہم اسی طرح لے لیتے ہیں... ہمارا کیا جاتا ہے۔"

رسی اب ان دونوں کے سروں تک پہنچ چکی تھی... منور علی خان نے اپنے انداز میں اچانک اس کو جھٹکا دیا... اس کے ایک وار کا مطلب تھا... رسی ان دونوں کے گرد لپٹتی چلی جاتی... اور وہ زمین پر گر کر ان کے قدموں تک لڑھکتے چلے آتے... آج تک ایسا ہی ہوتا رہا تھا... یوں آنکڑے کے اور بھی کئی ایکشن تھے، ضرورت کے مطابق منور علی خان جو ایکشن چاہتے، آزما لیتے تھے... اس وقت اسی ایکشن کی ضرورت تھی... لیکن منور علی خان کی آنکھیں اس وقت حیرت سے پھیل گئیں جب ان کی امید کے خلاف... رسی ان میں سے ایک کے بازو کے گرد لپٹتی چلی گئی تھی... اور دوسرا دور کھڑا ہنس رہا تھا... ہنسی اس سے روکے نہیں رک رہی تھی۔

منور علی خان کے ساتھ خان رحمان، محمود، آصف اور شوکی کا بھی مارے حیرت کے برا حال تھا... تاہم منور علی خان نے اس کو بھی غنیمت جانا اور رسی کو ایک زوردار جھٹکا اپنے انداز میں دیا... اس جھٹکے کے نتیجے میں اسے گویا ہوا میں اڑتے ہوئے ان کی طرف آنا چاہیے تھا... لیکن آج کا دن شاید ان کی زندگی کا انوکھا ترین دن تھا... کیونکہ وہ دشمن تو اپنی جگہ جوں کا توں کھڑا رہا... البتہ منور علی خان اڑتے ہوئے اس کے قدموں میں جا گرے...

اب تو خان رحمان، محمود، آصف اور شوکی کی سٹی گم ہو گئی... ہوش اڑتے محسوس ہوئے... ادھر ان کے گرتے ہی اس کے دوسرے ساتھی نے



اپنے بھری دھار ان کی گردن پر رکھ دی اور بولا:

"حرکت نہ کرنا... ورنہ گردن ہاتھ سے گئی... گردن بھی جائے گی اور بغیر گردن کے تم اپنے آپ کو شاید اچھے نہیں لگو گے... ہمارا کیا ہے... ہم تو کسی نہ کسی طرح گزارا کر لیں گے۔" اس کا انداز اب اور زیادہ مذاق اڑانے والا ہو چکا تھا... ایسے میں منور علی خان نے ایک ہاتھ اس کی کلائی پر دے مارا... خنجر اس کے ہاتھ سے نکل گیا... وہ اس کو اٹھاتے ہوئے بلا کی رفتار سے اپنے ساتھیوں کی طرف آ گئے... اس وقت تک اس کا ساتھی... آنکڑے کی رسی اپنے بازو سے اتار کر نیچے گرا چکا تھا... اس کا دوسرا سرا اب بھی ان کی طرف تھا... لہٰذا انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ رسی کو ایک جھٹکا مارا... آنکڑا اچھل کر ان کے پاس آ گرا۔

"یہ کیا گلوٹو۔" دوسرے نے برا سا منہ بنایا۔

"مم... بس ہنسی ہنسی میں ایسا ہو گیا..."

"اب اس ہنسی کو روک لو... ورنہ میں تمہارا گلا گھونٹ کر تمہیں سچ مچ گلوٹو بنا دوں گا۔"

"اچھا... اب نہیں ہنسوں گا... لیکن ان لوگوں کو سبق تو سکھانا ہو گا..."

"مر گئے سبق سکھانے والے..."

"نہیں تو... ہم تو زندہ ہیں... یہ دیکھو۔" دوسرا بولا... ساتھ میں ہنسا بھی۔

"اور اب آپ کیوں ہنسے۔" اس نے منہ بنایا۔

"میں نے تمہارے ہنسنے پر پابندی لگائی ہے... اپنے ہنسنے پر نہیں۔"

"یہ اچھا انصاف ہے۔" وہ جل گیا۔

وہ لوگ ان دونوں کو حیرت زدہ انداز میں دیکھ رہے تھے... یہ دونوں اب تک ان کی سمجھ میں نہیں آئے تھے...

"اس کا نام تو گلوٹو ہے... اور تمہارا۔"

"کیا کرو گے نام جان کر... ہوش گم ہو جائیں گے۔" وہ ہنسا۔

"دیکھیے... آپ بھی نہ ہنسیے... ورنہ مجھے بھی اجازت دیجیے... میں نہیں رہ سکتا... ان پر ہنسے بغیر۔"

"کہیں رونا نہ پڑ جائے۔" آصف جل بھن کر بولا۔

"ارے نہیں... فکر نہ کرو... ہمارے بجائے، یہ کام تم کر لیتا۔"

"نام نہیں بتایا تم نے۔" منور علی خان نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا نام ہے... ہارڈ اسٹون۔"

"بہت پتھریلا نام ہے۔" آصف نے منہ بنایا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے... اپنی تمام چیزیں ہمارے حوالے کر رہے ہو یا نہیں۔"

"توبہ کرو جی... ہم پہلے ہوشیار نہیں تھے... بے خبری میں ڈھیلے ڈھالے انداز میں وار کر بیٹھے تھے... ورنہ ہم تو نچا دیں گے تمہیں تگنی کا ناچ۔"

محمود نے لفظوں کو چبا کر کہا۔

"چچ چچ۔"

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔" شوکی نے فوراً کہا۔

"یہ کیا ہوتا ہے۔"

"یہ ہماری طرف ہوتا ہے... تمہاری طرف نہیں... آؤ... اب



www.urdufans.com

ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو ہی جائے... تم بھی کیا یاد رکھو گے کس رئیس سے ملاقات ہوئی تھی۔"

"آؤ آؤ......" گلوٹو بولا۔

"رہنے دو گلوٹو... بے چارے معصوم سے ہیں... ان پر ہاتھ اٹھانے کو جی نہیں چاہتا۔ آؤ چلیں... ہم کوئی اور شکار ڈھونڈ لیں گے۔" ہارڈ اسٹون نے سنجیدہ انداز اختیار کیا۔

"ہاہاہا... ڈر گئے بے چارے۔" آصف ہنسا۔

"ارے نہیں ... ڈرنے ورنے کی کون سی بات ہے... ہمیں دراصل تم پر ترس آ گیا ہے... لہٰذا جاؤ... معاف کیا... اپنا راستہ لو۔"

"واہ... جان بچانے کا بہانہ اچھا ہے۔" محمود نے فوراً کہا۔

"کرنل ہارڈ اسٹون... اب مجھ سے نہیں رہا جاتا... مجھے اجازت دیں۔ میں ان کی ہڈی پسلی ایک کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہرگز نہیں... یہ مجھے اسی طرح اچھے لگ رہے ہیں... پیارے لوگ ہیں۔ میں پیارے لوگوں کو کچھ نہیں کہا کرتا... تم جانتے ہی ہو۔"

"گی... یہ اتنی جلدی پیارے کس طرح بن گئے... میرا تو جی چاہ رہا ہے، ان کی چٹنی بنا دوں۔" گلوٹو نے بڑا سا منہ بنایا۔

"ارے... بڑھ بڑھ کر باتیں نہ کرو... بہت دیکھے تم جیسے... ہمارے انکل بے خبری میں مارے گئے... ہاں۔" محمود نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"یہی تو میں چاہتا ہوں۔" گلوٹو مسکرایا۔

"کیا چاہتے ہو تم... ہیں... کیا چاہتے ہو۔" آصف کئی قدم آگے

www.urdufans.com



بڑھ آیا۔

"یہ کہ اب یہ خبری میں مارے جائیں۔"

"کیا کہا... خبری میں مارے جائیں۔" شوکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم ہی نے تو کہا ہے... یہ بے خبری میں مارے گئے تھے... اس بار خبری میں سہی۔" وہ مسکرایا۔

اس کے سفید سفید دانت انہیں بار بار غصہ دلا رہے تھے:

"انکل! ان سے لڑائی ہو کر رہے گی۔" آصف نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"بالکل!" محمود نے تائید کی۔

"اس کے سوا چارہ بھی کیا ہے۔" شوکی بولا۔

"تب پھر ترکیب نمبر تیرہ۔"

"کیا کہا... ترکیب نمبر 13۔" ہارڈ اسٹون نے چونک کر کہا..... انہوں نے اس کا رنگ اڑتے دیکھا... اس پر انہیں بہت حیرت ہوئی... کیونکہ ان کی ترکیب نمبر 13 بس ان کی تھی... تینوں پارٹیوں کو تو معلوم تھا کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ لیکن کسی اور کو معلوم نہیں تھا... تب پھر یہ شخص کیوں خوف زدہ ہوا تھا... یہ بات ان کی سمجھ سے باہر تھی۔

"کیا ہو گیا آپ کو ہارڈ اسٹون... ان کی ترکیب نمبر 13 کیا بلا ہے۔"

"میں اس بلا ولا سے خوف زدہ نہیں ہوں۔" ہارڈ اسٹون نے کہا۔

"تب پھر..."



"بس! ہم ان سے نہیں لڑیں گے۔"

"ڈر گئے بے چارے... لیکن اب ہم انہیں جانے نہیں دیں گے... ترکیب نمبر 13 شروع۔"

آصف کے ان الفاظ کے ساتھ ہی... وہ ان کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے۔

"جانے دو بھئی... نہ لڑو۔" ہارڈ اسٹون نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

"اب بہانے نہ بناؤ... مقابلہ کرو۔" یہ کہتے ہی منور علی خان ہارڈ اسٹون پر اچھلے... انہوں نے دیکھا... وہ اس کے سر پر سے ہوتے ہوئے دوسری طرف جا گرے تھے... ہارڈ اسٹون نے تو بس اتنا کیا تھا کہ یک دم بیٹھ گیا تھا۔

ایک بار پھر انہوں نے حیرت زدہ انداز میں پلکیں جھپکیں۔ ادھر خان رحمان گلوٹو پر وار کر چکے تھے... دونوں کے جسم پوری قوت سے ٹکرائے... خان رحمان دھڑام سے گرے... جبکہ گلوٹو اپنی جگہ چٹان کی طرح جما کھڑا رہا.....

ایک بار پھر سب نے حیران ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا... سب سے زیادہ حیرت خان رحمان کو ہوئی تھی۔ ان کے اس وار کو بہت کم لوگ روک پاتے تھے... اور گرنے والا کئی گھنٹے تک اٹھنے کے قابل نہیں ہوتا تھا... جبکہ ہوا اس کے اُلٹ یعنی خان رحمان خود گر پڑے.....

"ہوشیار ساتھیو! یہ لوگ عام لوگ نہیں ہیں۔" خان رحمان نے سرد آواز منہ سے نکالی۔

www.urdufans.com



"گلوٹو..." ہارڈ اسٹون بولا۔

"یس کرنل ہارڈ اسٹون....."

"خبردار! یہ لوگ بھی عام لوگ نہیں ہیں۔"

"کوئی بات نہیں کرنل... ہم ایسے نہ جانے کتنے خاص لوگوں سے ٹکر لے چکے ہیں۔"

"تب پھر اپنی تاریخ بھی یہی ہے۔"

"اوہ... اوہ... لیکن مقابلہ تو ہوگا۔" گلوٹو بولا۔

"ہم نے کب کہا کہ نہیں ہوگا۔" خان رحمان مسکرائے۔

"میرا خیال ہے... اس کی ضرورت نہیں، ہم صلح کر لیتے ہیں۔"

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کرنل ہارڈ اسٹون۔"

"یہ... یہ تم نے کیا کہا..... صلح کر لیتے ہیں؟" آصف، محمود اور شوکی ایک ساتھ بول اٹھے۔

"جو جی میں آیا... وہ کہا... سمجھے تم... بس میں نے کہہ دیا... ہمیں لڑنے کی ضرورت نہیں... ہمیں نہیں چاہئیں تمہاری چیزیں ویزیں... سنبھال کر رکھو ان کو... اور ہمارا راستہ چھوڑ دو۔"

"اب یہ نہیں ہوگا... کیوں انکل۔" محمود بولا۔

"بالکل نہیں ہوگا..." خان رحمان نے سر ہلایا۔

"میرا بھی یہی اعلان ہے۔" منور علی خان بولے۔

یہ کہتے ہی منور علی خان ایک بار پھر اپنا آنکڑا گھمانے لگے... آنکڑا ان کے سروں پر سائیں سائیں کرنے لگا... اچانک انہوں نے آنکڑے کی رسی کو چھوڑ دیا اور ساتھ ہی ایک زبردست جھٹکا مارا... یہ ان کا خطرناک



ترین وار تھا...

دوسرا لمحہ ان سب کے لیے حیران کن تھا:

☆☆☆


**آئندہ ناول کی ایک جھلک**

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید.....

آصف، آفتاب، فرحت اور انسپکٹر کامران مرزا..... شوکی برادرز.....

کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کا مشترکہ **خاص نمبر!!**

**غلامی کا سمندر** 48/- روپے

☆ ہارڈ اسٹون اور گلوٹو کی خان رحمان اور منور علی خان سے ٹکر کا کیا انجام ہوا..... ☆ اس خاص نمبر میں اس بار کرنل فریدی اور کیپٹن حمید بھی آپ کے کرداروں کا ساتھ دے رہے ہیں..... ☆ کیونکہ معاملہ ہی اس قدر گھمبیر ہے..... ان کی ملاقات کن حالات میں ہوئی..... ☆ ایک عجوبہ ملاقات..... ☆ فاروق، آفتاب، شوکی اور کیپٹن حمید کی نوک جھونک سے آپ ضرور لطف اندوز ہوں گے..... ☆ آپ کیلئے قدم قدم پر مسکراہٹیں اور ہولناکیاں..... آپ کو چونکنا پڑے گا..... ☆ چونکنے کا چیلنج..... ☆ اٹلانٹس پبلیکیشنز کا پہلا خاص نمبر..... ☆ جو ایڈونچر سے شروع ہوا تھا اور غلامی کا سمندر میں مکمل ہو رہا ہے..... ☆ براعظم ایشیا کے عظیم سراغرساں کرنل فریدی، انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا زندگی میں پہلی بار ایک ساتھ..... ☆ یہ بات یقیناً آپ کیلئے حیرت اور خوشی کی بات ہوگی..... ☆ اپنی کاپی پہلی فرصت میں بک کرالیں..... ☆ ورنہ یہ خاص نمبر آپ کو نہیں ملے گا..... ☆ اور آپ جانتے ہیں کہ میں ایسے دعوے عام طور پر نہیں کرتا.....

منگوانے کا پتہ: اٹلانٹس پبلیکیشنز D-83

www.urdufans.com

اس ناول میں شامل ہے ایڈونچر ٹائمز اسکول میگزین کا شمارہ نمبر 9

بالکل مفت

محمود، فاروق، فرزانہ
اور انسپکٹر جمشید
سیریز
742

# غلامی کا سمندر

اشتیاق احمد

www.urdufans.com


**اٹلانٹس پبلکیشنز کی جانب سے**

اشتیاق احمد کا پہلا خاص نمبر

انسپکٹر جمشید ٹیم، انسپکٹر کامران مرزا ٹیم، شوکی برادرز
کیساتھ
کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کا پہلا مشترکہ کارنامہ

60واں خاص نمبر

**غلامی کا سمندر**

مکمل سیٹ: ☆ اندھا سفر ☆ تاریک سفر ☆ موت کا جنگل ☆ غلامی کا سمندر




# ففف......ف

ان دونوں کی گردنیں ان کی گرفت میں اس طرح آئی تھی کہ وہ ذرا بھی حرکت کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہ گئے تھے... ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا غرائے۔

''اپنے ساتھیوں سے کہو... گاڑی کا رخ اس جنگل کی طرح پھیر دو جس طرف سے ہم آئے ہیں''

''یہ کیا انکل... پھر واپس کیوں جا رہے ہیں''

''اس وقت یہی مناسب ہے... اس طرح ہمارے باقی ساتھی ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں گے... دوسرے یہ کہ ہم پھر سے جمع ہو کر غور کر سکیں گے... اس ملک میں ہمارے خلاف چپے چپے پر خطرہ ہے۔ یہ لوگ پوری طرح چوکس ہیں... ہم پھنستے اور الجھتے چلے جائیں گے اور اس طرح ہماری منزل دور نہ ہوتی چلی جائے... ہم جب تک ان کے ہیڈ کوارٹر میں نہیں پہنچ جاتے... کامیابی ہمارے قدم نہیں چومے گی... ان حالات میں سب کا ایک ساتھ آگے بڑھنا ہی مناسب ہوگا... اس بات کا زبردست

www.urdufans.com



امکان ہے کہ ہمیں ایک بڑی فوج سے مقابلہ کرنا پڑے... انہوں نے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لیے شاید پوری فوج لگا رکھی ہو... اس صورت میں ذرا غور کرو کہ ہم کیا کر سکیں گے... یہ ہمارا ملک تو ہے نہیں..." وہ روانی کے عالم میں کہتے چلے گئے۔

"میرے خیال میں اب یہی کرنا مناسب ہوگا... یہ گاڑی اس وقت ہمارے قابو میں آچکی ہے... جنگل کی طرف چلے چلتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے ان کی تائید کی۔

"چلیے پھر۔"

پھر وہ ایک ساتھ بولے۔ "چلو بھئی... ڈرائیور کو حکم دو۔"

اس نے ہاتھ میں پکڑے آلے کے ذریعے ڈرائیور سے کہا۔

"جنگل کی طرف چلو... کہیں نہ رکو... کوئی روکنے کی کوشش کرے تو اپنی شناخت کرواتے چلے جانا... ورنہ ہم ان دونوں کی گردنیں کی ہڈیاں توڑ دیں گے... تم ہمارے ساتھ کون سا اچھا سلوک کرنے جا رہے تھے... کیا نام بتایا تھا اس کا... جس کے ذریعے ہماری زبانیں کھلوانے کا ارادہ تھا۔"

"شوگو"! آفتاب نے بُرا سا منہ بنایا۔

"اوہ ہاں... شوگو نہ جانے ہمارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا تھا... اب چلو۔"

اور گاڑی روانہ ہوگئی... راستے میں کئی جگہ گاڑی آہستہ ہوگئی... پھر



تیز ہوگئی... گویا ڈرائیور پوری طرح ہدایت پر عمل کر رہا۔ گاڑی سرکاری نہ ہوتی تو انہیں کبھی کا روک لیا گیا ہوتا... بس وہ نکلتے چلے گئے... یہاں تک کہ جنگل کے نزدیک سرحد تک پہنچ گئے... ایک بار پھر گاڑی کی رفتار کم ہونے لگی... گویا سڑک پر موجود فوجی گاڑی کو روک رہے تھے۔

"ڈرائیور سے کہو... فوجیوں کو بتا دے... یہ گاڑی سر سونی شانے جنگل کی طرف بھیجی ہے ہمیں جنگل میں ایک بہت اہم مہم سرانجام دینی ہے... اگر گاڑی روک کر وقت ضائع کیا گیا تو نتیجے کی ذمے داری ان پر ہوگی۔" انسپکٹر جمشید نے اپنے شکار کو سرد آواز میں حکم دیا اور ساتھ ہی گردن پر دباؤ اور بڑھا دیا۔ اس نے اپنے آلے پر ڈرائیور کو ہدایت دی... فوراً ہی ڈرائیور کی آواز سنائی دی:

"او کے سر۔"

پھر انہوں نے گاڑی رکتے ہی ڈرائیور کو وہی الفاظ نکالتے سنا... ساتھ ہی گاڑی ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی... اس کا مطلب تھا یہ الفاظ کچھ کارگر ثابت ہوئے تھے۔

"بہت خوب یہ ہوئی نا بات۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"اور جنگل میں داخل ہوتے ہی الو کی آواز منہ سے نکالنی ہے... وہ بھی اس قدر بلند جس قدر بلند ممکن ہو سکے... تاکہ ہمارے ساتھی فوری طور پر ہماری طرف متوجہ ہو سکیں۔"

ایسے میں گاڑی ایک بار پھر آہستہ ہونے لگی...

www.urdufans.com



"اب کیا ہے... گاڑی کیوں آہستہ ہو رہی ہے۔" انسپکٹر جمشید اپنے شکار سے کہا۔

اس نے وائرلیس پر ڈرائیور سے پوچھا تو وہ بولا۔

"آگے راستہ بند ہے... اور کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔"

"کیا مطلب"

"اس سڑک کے دونوں طرف کھائیاں ہیں... اور سڑک کے درمیان دو بڑے بڑے پتھر رکھ دیے گئے ہیں... اس جگہ سے گزر کر ہی ہم جنگل میں داخل ہو سکتے ہیں۔"

"جب ہم آئے تھے تو اس وقت یہ سڑک نظر نہیں آئی تھی۔"

"یہ راستہ دوسرا ہوگا... ہمیں کیا معلوم کہ آپ لوگ کس راستے سے آئے تھے۔" ان کے شکار نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"اچھا ڈرائیور کو اس طرف بلاؤ... وہ گاڑی پتھروں سے کچھ فاصلے پر روک کر پچھلی طرف آئے۔"

اس نے پھر ڈرائیور کو ہدایت دی... گاڑی رک گئی... جلدی ڈرائیور کی صورت نظر آئی...

"اندر آ جاؤ..." انسپکٹر جمشید نے کہا۔

پھر اپنے ساتھیوں سے اردو میں بولے۔

"اسے چھاپ لو۔"

جونہی وہ اندر داخل ہوا... انہوں نے اسے جکڑ لیا۔ پھر ان کے



ہاتھ حرکت میں آئے اور وہ تینوں بے ہوش ہو گئے... "اب یہ کئی گھنٹوں بعد ہی ہوش میں آ سکتے ہیں..." ایسے میں انسپکٹر جمشید بولے۔

"اب ہمیں صرف سامنے آنے والے دشمنوں سے لڑنا ہوگا... ان کی طرف سے بے فکری ہو گئی۔"

وہ گاڑی سے اتر آئے، ان کے پاس اب ہتھیار موجود تھے... گاڑی کی اوٹ لے کر انہوں نے آگے دیکھا... سڑک پر واقعی دو پتھر موجود تھے... پھر اچانک ان کی گاڑی پر فائرنگ ہونے لگی... فائرنگ سامنے کے درختوں پر سے ہو رہی تھی... یہ بات خطرناک تھی... دشمن درختوں پر چھپا ہوا تھا اور وہ نیچے تھے... سڑک کے دونوں طرف کھائیاں تھیں... گویا وہ بری طرح پھنس چکے تھے...

"تم لوگ ہاتھ اوپر اٹھا لو ورنہ ہم بھون کر رکھ دیں گے۔" ایک گرج دار آواز بلند آئی۔

ہاتھ اٹھانے سے پہلے انسپکٹر جمشید نے زور سے الو کی آواز اس طرح نکالی کہ انہیں احساس تک نہ ہو سکا کہ آواز ان کی طرف سے نکالی گئی ہے... الو کی آواز سے جنگل میں خوف کی ایک لہر سی دوڑ گئی... ادھر جلدی ایک بار پھر کہا گیا۔

"تم لوگوں نے ہتھیار نہیں ڈالے... اب ہم فائرنگ شروع کر رہے ہیں۔"

"ہم ہتھیار پھینک رہے ہیں۔" انہوں نے تمام رائفلیں اوپر

www.urdufans.com



اچھال دیں... اور وہ ادھر ادھر گریں۔

جلد ہی انہوں نے فوجیوں کو چھلانگیں لگاتے دیکھا... پھر وہ نیم دائرے کی صورت میں ان کی طرف بڑھے۔

"بڑے چالاک بنتے ہو... تم سمجھتے تھے... ہمیں اپنی گاڑی کے اغوا ہونے کا پتا نہیں چلے گا۔"

"نہیں ہم یہ نہیں سمجھتے تھے..." آفتاب نے منہ بنایا۔

"تب تم کیا سمجھتے تھے؟ ان میں سے ایک نے طنزیہ کہا۔

"یہ کہ تم لوگوں کو پتا چل جائے گا۔" آفتاب مسکرایا۔

"یہ الو کی آواز کیسی تھی۔" دوسرے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ بہت اچھی اور پیاری تھی... الو کی ایسی آواز سن کر ہمارا سیروں خون بڑھ جاتا ہے" فاروق بولا۔

"باندھ لو انہیں... پھر شوگو کی طرف لے چلو۔" ایک نے سرد آواز میں کہا۔

"آپ شوگو کو یہاں پر بلا لیں... ہمیں ذرا سا جنگل میں کام ہے..." بکھن نے مشورہ دیا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا۔" ایک غرایا۔

"ابھی تک تو چلا نہیں... ہاں جونہی چلا آپ کو بتا دوں گا۔"

"یہ لوگ ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں... انہیں جکڑ لو... اور لے چلو۔"



اب فوجی رسیاں لیے ان کی طرف بڑھے۔

"آپ نے ہماری بات نہیں مانی... اب الو آپ کے راستے میں آئے گا اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ الو منحوس پرندہ ہے۔ اس کی آواز بھی منحوس ہے..." فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ لوگ ادھر ادھر کی باتوں کے ماہر ہیں... اس کا علاج یہ ہے کہ ان کی زبانیں کاٹ دی جائیں۔"

"اچھی بات ہے... اس طرح ہم شوگو سے بال بال بچ جائیں گے... وہ ہم سے کچھ بھی نہیں اگلوا سکے گا" بکھن خوش ہو کر بولا۔

"بکو مت... جلدی کرو۔" فوجی افسر چلا اٹھا...

"اوہو! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔" ایسے میں فاروق نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

انہوں نے چونک کر فاروق کی طرف دیکھا اور پھر اس طرف نظریں اٹھا دیں جس طرف وہ دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کے ساتھیوں نے بھی اس سمت میں غور سے دیکھا... لیکن کچھ نظر نہ آیا۔

"کیا نظر آ رہا ہے تمہیں... ادھر تو کچھ بھی نہیں ہے" آفتاب نے جھلا کر کہا

"حد ہو گئی... آنکھیں ہیں یا بٹن... ان فوجیوں سے چند منٹ ادھار لے کر اس سمت میں دیکھو۔"

"کیا ادھار لے کر دیکھو۔" آفتاب بوکھلا اٹھا۔

www.urdufans.com



"آنکھیں اور کیا... عینک یا دوربین تو یہ لوگ تمہیں دینے سے رہے۔" فاروق نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بات معقول ہے میاں..." مکھن مسکرایا۔

"کک... کون سی بات۔" آفتاب نے اسے گھورا۔

"یعنی... یہ حضرات ہمیں عینک یا دوربین نہیں دیں گے... آنکھیں ضرور دے دیں گے۔ اگر نہیں دیں گے تو کم از کم آنکھیں دکھا ضرور دیں گے۔"

"توبہ ہے... تت... تت... فف... فف۔" فاروق کی اچانک ہکلائے۔

"یہ بے چارہ تو گیا کام سے۔"

"اوہ... ارے ہائیں... وہ دونوں لڑکیاں کہاں گئیں۔"

"ہاہاہا... اسی بات پر تو میں ہکلانے لگا تھا... ایک فف میں نے فرزانہ کے لیے بولا تھا تو دوسرا فف فرحت کے لیے۔" فاروق ہنسا۔

"تو ایک فف اپنے لیے بھی بول لیتے... تمہارا نام بھی تو فاروق ہے۔" اشفاق جل کر بولا۔

"میں تو یہیں موجود ہوں... میں غائب تھوڑا ہی ہوا ہوں۔"

"اب تم سے کون مغز مارے۔" آفتاب جھلا اٹھا۔

"بڑے بھائی ہو... تم ہی مارو گے... لے دے کر اب یہاں اس کام کے لیے تم ہی رہ گئے ہو... محمود، آصف اور شوکی تو دوسری پارٹی



کے ساتھ ہیں..."

"وہ... وہ دیکھو... میں نے ٹھیک کہا تھا..." فاروق اچانک بولا... اس نے اسی سمت میں اشارہ کیا تھا... جس سمت میں پہلے دیکھ کر چونکا تھا۔

ایک بار پھر ان سب نے اس سمت میں دیکھا... اس مرتبہ انہیں واقعی فرحت اور فرزانہ نظر آ گئیں... لیکن وہ بڑی طرح دوڑی جا رہی تھیں... اور لحہ بہ لحہ ان سے دور ہو رہی تھیں۔

"ارے ارے... پکڑو انہیں... ورنہ سرسوتی شا ہماری کھال اتار دیں گے۔" فوجی افسر چلا اٹھا۔

فوراً چند فوجی ان کے پیچھے دوڑ پڑے۔

"اس سلسلے میں آپ ہماری خدمات حاصل کر لیں... ورنہ بہت بڑی ناکامی آڑے آئے گی۔" فاروق شریر انداز میں مسکرایا۔

"کیا مطلب؟" آفیسر چونکا۔

"وہ دونوں آپ کے فوجیوں کے ہاتھ نہیں آئیں گی... آفت کی پرکالا ہیں وہ تو۔"

"آفت کی پرکالا کیا؟" آفیسر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس کا مطلب تو صحیح طور پر خود ہمیں بھی معلوم نہیں... ہم تو بس یونہی بطور محاورہ کچھ محاورے بول جاتے ہیں..." مکھن جلدی جلدی بولا۔

"کہنا کیا چاہتے ہو۔"

www.urdufans.com



"ان دونوں کو پکڑنا آپ لوگوں کے بس کی بات نہیں... آپ ہمیں اجازت دیں... ہم انہیں پکڑ لاتے ہیں... بطور ضمانت ہمارے یہ بڑے ساتھی... ارے۔" وہ ایک دم خاموش ہو گیا... فوجیوں نے چونک کر انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا... لیکن موقعے سے فائدہ اٹھا کر وہ بھی نظروں سے غائب ہو چکے تھے... فوجیوں کو باتوں میں الجھانے کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ سب موقع پا کر ادھر ادھر ہو جائیں... اور اب جو فوجی بڑوں کو نہ پا کر بوکھلاہٹ کے عالم میں ان کی طرف آئے تو وہ بھی بائیں طرف چھلانگیں لگا کر درختوں کی اوٹ لے چکے تھے۔

اب وہاں صرف فوجی ہونقوں کی طرح کھڑے رہ گئے تھے:

"مارے گئے... سر سونی شا ہماری کھالیں اتار دیں گے... دوڑو... وہ آس پاس ہی چھپے ہوئے ہیں... جہاں بھی کوئی نظر آئے... فوراً گولی مار دو... زندہ نہ سہی... مردہ ہی سہی... ہم ان کے مردہ جسم سر سونی شا کو پیش کر کے بتا دیں گے کہ یہ ہم سے الجھ پڑے تھے۔ لہٰذا اپنے بچاؤ میں ہمیں فائرنگ کرنا پڑی۔"

"او کے سر... آپ فکر نہ کریں... ہمیں انہیں بچ کر جانے نہیں دیں گے۔"

اور پھر جنگل میں عجیب بے ہنگم قسم کی بھاگ دوڑ اور اچھل کود شروع ہو گئی... ان لوگوں کی کوشش تھی... جنگل میں آگے ہی آگے ادھر ادھر



نکل جائیں..... منتشر ہو جائیں... تاکہ یہ لوگ انہیں گرفتار نہ کر سکیں اور وہ اپنے باقی ساتھیوں تک پہنچ جائیں۔ اس مقصد میں اس وقت تک انہیں شان دار کامیابی حاصل ہو چکی تھی... اور یہ سب ان لوگوں کی نوک جھونک کے چکر میں ہو گیا تھا... تینوں بڑے جنگل میں مسلسل آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ دل ہی دل میں انہیں داد دے رہے تھے... لمحہ بہ لمحہ وہ فوجیوں کے خطرے سے دور ہو جاتے رہے تھے۔ جنگل پہلے ہی گھنا تھا... اور پھر ان کا اب دیکھا بھالا تھا... اس میں وہ کافی کھیل کھیل چکے تھے... جنگلیوں کی صحبت نے انہیں جنگل کے نشیب و فراز سکھا دیے تھے... نتیجہ یہ کہ ایک گھنٹے بعد وہ فوجیوں کو بہت پیچھے چھوڑ چکے تھے... اب مسئلہ تھا... سب کے ایک جگہ جمع ہونے کا اور یہ کام انہیں لینا تھا... اُلو کی آواز سے... انسپکٹر جمشید نے یہ اطمینان ہوتے ہی کہ فوجی بہت دور رہ گئے ہیں، منہ سے اُلو کی آواز نکال دی...

فوراً ہی انہیں جواب میں اُلو کی آواز سنائی دی... وہ بُری طرح چونک اٹھے... آواز ان کے ان ساتھیوں میں سے کسی کی نہیں تھی جو ابھی ابھی ان سے بچھڑے تھے... بلکہ جو پہلے سے الگ تھے... ان میں سے ایک کی تھی اور یہ آواز تھی... خان رحمان کی۔

وہ تیر کی طرح آواز کی سمت میں دوڑ پڑے... پھر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

☆☆☆

www.urdufans.com



# ہارڈ اسٹون

آنکڑا تیر کی طرح ہارڈ اسٹون کے سر کی طرف گیا تھا... وہ اس کی گردن کے گرد اس طرح لپٹتا کہ وہ وہیں دم توڑ جاتا... لیکن ایسا نہ ہو سکا... آنکڑا تیر کی طرح گیا ضرور، لیکن پھر رسی سے الگ ہو کر بہت دور کہیں جا گرا... ہارڈ اسٹون نے حیرت انگیز پھرتی سے اپنے خنجر کا وار آنکڑے کی رسی پر کیا تھا اور ایسا منور علی خان کی زندگی میں پہلی بار ہوا تھا... ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل نہ جاتیں تو کیا کرتیں۔ آنکڑے کے الگ ہوتے ہی رسی نیچے گرنے لگی... لیکن اس سے پہلے ہی اس کو ہارڈ اسٹون نے پکڑ لیا اور آن کی آن میں اپنے ہاتھ پر اس کے کئی بل دے لیے... اب رسی تنی ہوئی تھی۔ اس کے ایک سرے پر منور علی خان تھے، دوسرے پر ہارڈ اسٹون...

حیرت کے شدید جھٹکے سے سنبھلنے کے بعد منور علی خان نے ہارڈ اسٹون کو نظر بھر کر دیکھا اور سرسراتی آواز میں بولے:

"کم نہیں معلوم ہوتے مہربان... یہ میری زندگی میں پہلی بار ہوا



ہے... لیکن اب میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔"

"میں نہیں سمجھتا کہ..." ہارڈ اسٹون کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... کیونکہ اسی وقت منور علی خان نے اس پر حملہ کرنے کے لیے دوڑ لگا دی تھی اور یہ دوڑ اس قدر تیز تھی کہ لمحہ بھر کے لیے ہارڈ اسٹون کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی... دوسرے ہی لمحے اس نے خود کو نیچے گرا دیا اور ایک طرف لڑھک گیا... ورنہ وہ منور علی خان کی لپیٹ میں آ گیا تھا... ادھر اس کا ساتھی حیرت زدہ کھڑا تھا... تو دوسری طرف منور علی خان کے ساتھی حیرت کا بت بنے کھڑے تھے... اس قدر حیرت انگیز جنگ شاید وہ پہلی بار دیکھ رہے تھے... ایسے میں انہوں نے سنا، ہارڈ اسٹون کی آواز لہرائی تھی:

"مجھے حیرت ہے۔"

"آپ کو حیرت ہے... لیکن کس پر؟" اس کا ساتھی گلوٹو بولا۔

"ان پر... ان کے حملے پر... اس وار سے بچنا ممکن نہیں تھا۔" ہارڈ اسٹون نے کہا۔

"اور مجھے بھی حیرت ہے..." منور علی خان مسکرا دیے۔

"آپ کو کس بات پر حیرت ہے انکل؟" شوکی نے پریشان ہو کر کہا۔

"اس پر کہ یہ بچ گئے۔"

"بہتر ہوگا کہ ہم لڑنے کے بجائے... حیران ہونے کا مقابلہ کر لیں۔" آصف نے برا سا منہ بنایا۔

www.urdufans.com



"مقابلہ تو خیر اب ہوگا..." منور علی خان ایک بار پھر کہتے نظر آئے۔

"میں نہیں سمجھتا۔" ہارڈ اسٹون نے پھر کہنا چاہا...

لیکن اتنی دیر میں منور علی خان اس پر چھلانگ لگا چکے تھے... اور اس مرتبہ ان کا حملہ اس قدر اچانک تھا کہ وہ ہارڈ اسٹون سے پوری طرح ٹکرا گئے... دوسرے ہی لمحے ہارڈ اسٹون سیدھا کھڑا نظر آیا جب کہ منور علی خان زمین پر بے سدھ پڑے تھے... عین اسی لمحے انہوں نے اُلو کی تیز آواز سنی... وہ بُری طرح چونکے... خان رحمان نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... منہ سے اُلو کی بلند آواز نکال دی... یہی محمود نے کیا۔

"کیا ہو گیا ہے آپ لوگوں کو... کیوں اُلو بن رہے ہیں۔" گلوٹو نے مارے حیرت کے کہا۔

"اُلو بن رہے ہیں۔" خان رحمان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں اور کیا... بار بار منہ سے اُلو کی آواز نکالیں گے تو اُلو ہی بنیں گے۔" گلوٹو ہنسا۔

"ارے! زبان سنبھال کر..." آصف نے ہانک لگائی۔

"اماں تو خود کیوں اُلو کی آوازیں منہ سے نکال رہے ہو۔" گلوٹو نے بُرا سا منہ بنایا۔

"ہماری مرضی... تم کون ہوتے ہو..."

"اگر ابھی پتا نہیں چلا... کہ ہم کون ہوتے ہیں تو اپنے ساتھی



سے پوچھو جس میں کھڑے ہونے کی سکت نہیں رہ گئی... بڑے آئے تھے آنکھیں گھمانے والے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔" منور علی خان یہ کہتے ہوئے لڑکھڑا کر اُٹھنے کی کوشش کرنے لگے۔

جونہی وہ اٹھے... ہارڈ اسٹون کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی... اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا:

"حیرت ہے..... مجھ سے اس طرح ٹکرانے کے بعد کوئی آج تک اس قدر جلد اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہوا..."

"ابھی تو آپ کو حیرت کے اور نہ جانے کتنے جھٹکے لگیں گے۔" محمود نے کہا۔

"کیا مطلب؟... بچے... تم کہنا کیا چاہتے ہو۔" ہارڈ اسٹون مسکرایا۔ اس کے چہرے پر اب تک غصے کے کوئی آثار نظر نہیں آئے تھے... جب کہ انہیں اس پر اب تک کئی بار غصہ آ چکا تھا... ان کا جی چاہ رہا تھا... وہ اسے کچا چبا جائیں... لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ ہارڈ اسٹون کی شخصیت کو اپنے اوپر حاوی ہوتا محسوس کر رہے تھے۔ اس کی شخصیت میں نہ جانے کیسا رُعب اور دبدبہ تھا۔"

"کس کس بات کا مطلب پوچھیں گے آپ... خود بخود سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔" آصف نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا معلوم ہو جائے گا... یہ بھی تو بتاؤ۔" گلوٹو ہنسا۔

www.urdufans.com



"معلوم ہونے کو یہاں کیا معلوم نہیں ہو سکتا۔" آصف نے فوراً کہا۔

"یہاں تو آنے دال کا بھاؤ تک معلوم ہو جاتا ہے..." شوکی نے بھی ان کا ساتھ دیا۔

"فادر ہارڈ اسٹون... یہ تو بہت بڑھ بڑھ کر باتیں بگھار رہے ہیں... کیوں نہ میں ان تینوں کو سبق سکھا دوں..."

"فضول باتیں نہ کرو فرزند گلوٹو..... بچوں سے کیا مقابلہ..... رہ گئے بڑے..... تو ان سے ہماری کیا دشمنی..... ہم کیوں ان سے لڑیں..... نہ تو میں بلاوجہ یہ ہلڑ بازی پسند کرتا ہوں اور نہ تم کو ایسا کرنے دوں گا..... ویسے بھی ان میں اب لڑنے کی شاید ہی سکت باقی ہو....."

"تمہارا اندازہ درست نہیں مسٹر... ابھی مجھ میں سکت باقی ہے۔ اللہ کی مہربانی سے۔"

"ارے تو پھر آؤ... انتظار کس بات کا..." گلوٹو ہنسا۔

اس کے اطمینان پر منور علی خان اور خان رحمان حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ دونوں کے مزاج میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ گلوٹو لاابالی اور کھلنڈرا سے لگتا تھا جبکہ ہارڈ اسٹون نہایت بردبار اور سنجیدہ نظر آتا تھا۔ اس وقت بھی نہایت اطمینان کے ساتھ وہ اپنے لباس کی کسی جیب سے سگار نکال کر اسے سلگانے میں مصروف تھا۔ تاہم منور علی خان خم ٹھونک کر ایک بار پھر ہارڈ اسٹون کے سامنے آ گئے...



"کیا خیال ہے... میں بھی آپ کا ساتھ دوں۔" خان رحمان دو قدم آگے بڑھ آئے۔

"نہیں... یہ انصاف نہیں ہوگا..." منور علی خان نے فوراً کہا۔

"جب کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" ہارڈ اسٹون نے فوراً کہا۔

"کیا اعتراض نہیں۔"

"اگر چاہو تو تم دونوں ایک ساتھ مجھ سے لڑ سکتے ہو... میں کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔" ہارڈ اسٹون سگار کی راکھ جھاڑتے ہوئے بولا۔

"بہت اونچی ہواؤں میں اڑ رہے ہو دوست۔"

"یہ بات نہیں۔" ہارڈ اسٹون مسکرایا۔

"تب پھر..."

"تم لوگوں کی لڑنے کی خواہش پوری کرنا چاہتا ہوں۔ ویسے مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم لوگوں سے لڑنے کا۔"

"تم چاہتے کیا ہو؟"

"نقدی وغیرہ تم لوگوں سے چھین کر ہم جنگل کا راستہ لیں گے۔" گلوٹو لاپروائی سے بولا۔

"آؤ... آؤ... چھین لو ہم سے ہماری نقدی... بہت دیکھے ہیں تم جیسے۔" خان رحمان کو تاؤ آ گیا۔

"یہ صاحب بھی لڑنے میں تم جیسا تجربہ رکھتے ہیں کیا؟" ہارڈ اسٹون نے منور علی خان سے پوچھا۔

www.urdufans.com



"ہاں! کیوں نہیں... یہ ریٹائرڈ فوجی ہیں... لڑائی بھڑائی کا تجربہ انہیں نہیں ہوگا تو کیا تمہیں ہوگا۔" منور علی خان نے منہ بنایا۔

"اب بات پھر یوں بنے گی... تم دونوں مجھ سے ایک ساتھ مقابلہ کرو گے اور میرے ساتھی کے ساتھ یہ تینوں۔"

"منظور ہے!" ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

"تب پھر دیر کس بات کی آؤ... معلوم ہو جاتا ہے... کون کتنے پانی میں ہے....." ہارڈ اسٹون کے اس جملے پر گلوٹو نے اس کی طرف حیرانی سے دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہارڈ اسٹون سے ایسے انداز کی اسے توقع نہ تھی۔

منور علی خان اور خان رحمان نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا... اشارہ یہ تھا کہ ترکیب نمبر تیرہ ٹھیک رہے گی... اور اس کا مطلب تھا... دونوں کو دو مختلف سمتوں سے ہارڈ اسٹون پر حملہ کرنا تھا... دونوں نے فوراً ہی پوزیشن لے لی اور اس کی طرف جھپٹے۔

دوسری طرف محمود، آصف اور شوکی نے گلوٹو پر حملہ کرنے کے لیے پر تول لیے... ادھر ان دونوں نے ہارڈ اسٹون پر چھلانگ لگائی... ادھر ان تینوں نے گلوٹو پر... وہ سب آپس میں ٹکرا گئے... انہیں لگا جیسے سب کے سب پتھروں سے ٹکرائے ہوں... ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ہائیں... یہ کیا؟"

"ہائیں یہ کیا... کیا؟" سب نے پھر یہ بھی کہا۔



"ایسا لگتا ہے... جیسے ہم ان سے نہیں... پتھروں سے ٹکرائے ہیں۔" خان رحمان کے منہ سے نکلا۔

ایسے میں ایک آواز گونجی:

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

اس آواز کو سن کر محمود، آصف، شوکی، خان رحمان اور منور علی خان جھوم اُٹھے... کیونکہ آواز انسپکٹر جمشید کی تھی۔

وہ سب الگ الگ ہو گئے... اور ایکدم اس سمت میں مڑے... جس طرف سے آواز آئی تھی۔

انہوں نے دیکھا... انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا باقی ساتھیوں کے ساتھ کھڑے تھے اور ان سب کی طرف حیرت زدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے... ایک بار پھر ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا:

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

☆☆☆

www.urdufans.com



# ارے باپ رے

"وہ مارا... ابا جان... آپ بہت وقت پر آئے... اب آئے گا مزہ۔" محمود چلا اٹھا۔

"بلکہ اب ہوں گے وارے کے نیارے۔" آصف پکار اٹھا۔

"تو یوں کیوں نہیں کہتے... اب ہوں گے ہمارے سر کڑاہی میں اور... اور... معاف کیجیے گا آگے کا محاورہ بھول گیا۔"

"یہ کون لوگ ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"ریڈ انڈین۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ریڈ انڈین... ارے نہیں..." انسپکٹر جمشید ہنسے۔

"ارے نہیں کیا... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"ریڈ انڈین تو یہ نہیں ہیں... اور کچھ بھی ہو سکتے ہیں... اور ریڈ انڈین افریقہ میں نہیں امریکہ میں کسی زمانے میں ہوا کرتے تھے... ریڈ انڈین کا تو انہوں نے بہروپ بھرا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے طنزیہ انداز میں کہا۔



"اوہو اچھا۔" ان پانچوں کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

ساتھ ہی انہوں نے محسوس کیا، انسپکٹر جمشید کے الفاظ سن کر ان دونوں کے چہروں پر بھی حیرت پھیل گئی تھی... اور پھر حیرت کی زیادتی سے انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا:

"نہیں... نہیں..."

"کیا نہیں نہیں۔" فاروق نے حیران ہو کر انہیں دیکھا۔

"اور انکل آپ کو حیرت انگیز ترین بات بتائیں... انکل منور علی خان نے ان پر اپنے آنکڑے کا انتہائی خوفناک وار کیا تھا... لیکن ہوا کیا، ان حضرت نے خنجر سے کام لیتے ہوئے آنکڑے کے پاس سے رسی کاٹ دی... اور آنکڑہ کہیں دور جا گرا... یہ حضرت اس وار سے نہایت آسانی سے بچ گئے..."

"نہیں... نہیں۔" اس مرتبہ انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا ایک ساتھ بولے تھے... پھر نہ جانے انسپکٹر جمشید کو کیا ہوا... انہوں نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور ہارڈ اسٹون کے ساتھ آ کھڑے ہوئے...

"ہو جائیں پھر دو دو ہاتھ..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"تب پھر... میں کیوں پیچھے رہوں۔" کامران مرزا نے کہا اور انہی کے انداز میں چھلانگ لگا کر گلوٹو کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔

"ضرور ضرور... کیوں نہیں۔" گلوٹو نے کہا۔

"تمہارے ساتھی نے کچھ نہیں کہا... شاید اسے سانپ سونگھ گیا

www.urdufans.com



ہے۔" آفتاب نے بلند آواز میں کہا۔

"یہ بہت کم گو ہیں... اکثر باتیں میرے منہ سے نکلواتے ہیں۔" گلوٹو نے شریر انداز میں کہا۔

"گلوٹو... گلوٹو..." ہارڈاسٹون نے کچھ کہنا چاہا...

"گھبرا گیا بے چارہ۔" مکھن نے کہا۔

"سن رہے ہیں آپ... اب مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا ہے، میں اپنے مدمقابل سے ٹکرانے لگا ہوں۔"

"خبردار... رک جاؤ..." ہارڈاسٹون پوری قوت سے چلا اٹھا۔

لیکن اس سے پہلے گلوٹو انسپکٹر کامران مرزا پر چھلانگ لگا چکا تھا... انہوں نے اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کی۔ اطمینان سے کھڑے رہے... بس اسے دونوں ہاتھوں پر لیتے ہوئے اپنے سر کے اوپر سے اچھال دیا... گلوٹو ہوا میں اڑتا ہوا دور جا گرا...

"بے وقوف۔" ہارڈاسٹون بھنا اٹھا۔

"آپ نے کسے بے وقوف کہا... ہمارے انکل کو..."

"میں نے اپنے ساتھی کو بے وقوف کہا ہے... میں نے اسے روکا تھا لیکن حضرت رکے نہیں۔"

"سن لیا۔" فاروق نے گلوٹو کی طرف دیکھا۔

وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا:



"بے چارے سے اٹھا نہیں جا رہا۔"

"اب آپ آرام سے کیوں کھڑے ہیں... آپ ان سے میرا انتقام لیں... انہیں بتا دیں... آپ کیا ہیں۔"

"رستم زماں تو نہیں ہیں کہیں یہ۔" آفتاب ہنسا۔

"دیکھا آپ نے... سنا آپ نے۔" گلوٹو چلایا۔

"کان ٹھیک ہیں تو ضرور سنا ہوگا اور آنکھیں روشن ہیں تو یقیناً دیکھا ہوگا۔" مکھن بولا۔

"اُف... مالک... اُف۔" ایسے میں فرزانہ کی خوف میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

انسپکٹر جمشید فوراً اس کی طرف مڑے... انہیں اس کی آنکھوں میں خوف ہی خوف نظر آیا۔

"کیا ہوا فرزانہ۔" انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا۔

"فرزانہ۔" ہارڈاسٹون کے منہ سے نکلا۔

وہ اس کی طرف اس وقت توجہ نہ دے سکے... کیونکہ فرزانہ کی آنکھوں میں خوف ہی اتنا سمٹ آیا تھا۔

"جلدی بتاؤ فرزانہ... کیا بات ہے۔"

"ہزاروں مسلح فوجی... پورے اسلحے کے ساتھ جنگل کی طرف بڑھ رہے ہیں... اور اس طرح بڑھ رہے ہیں... کہ ہم جنگل میں صرف آگے کی طرف جا سکتے ہیں... ادھر ادھر سے بچ کر نہیں نکل سکتے... اور ظاہر

www.urdufans.com



ہے... وہ کسی نیک ارادے سے تو آ نہیں رہے۔"

"اس کا مطلب ہے... ہمیں ان سے بچنے کے لیے آگے کی طرف بڑھنا پڑے گا۔"

"ہاں! جس طرف ہمارے جنگلی قبائلی جنگل میں ہیں... لیکن وہ بھی اب ہمارے کام نہیں آسکیں گے۔"

"لیکن کیوں؟"

"جدید ترین اسلحے کے مقابلے میں جنگلیوں کے تیر، بھالے اور نیزے کیا کر سکیں گے جب کہ وہ ہوں بھی اتنی تعداد میں... اور ظاہر ہے... وہ درختوں کا بھی کچھ علاج سوچ کر چلے ہوں گے۔"

"ہوں..." انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا... ایسے میں انہیں یاد آیا کہ... ہارڈ اسٹون کے منہ سے حیرت کے عالم میں فرزانہ کا نام نکلا تھا... اس نے فرزانہ کا نام سن کر بے اختیارانہ انداز میں فرزانہ کہا تھا... ان کی نظریں ہارڈ اسٹون پر جم گئیں... پھر ان کے منہ سے سرسراتی آواز نکلی:

"آپ کون ہیں دوست؟"

"تو آپ انسپکٹر جمشید ہیں... اور یہ انسپکٹر کامران مرزا ہیں... اور ہم دراصل منور علی خان اور خان رحمان سے لڑتے رہے ہیں... تب پھر یہ ضرور پروفیسر داؤد ہیں... میں غلط تو نہیں کہہ رہا... اگر میں نے اب تک درست اندازہ لگایا ہے، تب پھر یہ باقی لوگ ضرور محمود، فاروق، آفتاب آصف، فرحت اور یہ شوکی برادرز ہیں... کیا میں نے درست کہا۔" ہارا



اسٹون یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا۔

اب تو ان سب کا مارے حیرت کے بُرا حال ہو گیا:

"اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ میں بھی اپنا اندازہ بیان کر دوں۔" انسپکٹر جمشید کی آواز لہرائی۔

"آپ... آپ کا اندازہ؟" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ہاں! مجھے سو فیصد امید ہے... یہ کرنل فریدی ہیں... اور وہ صاحب ضرور کیپٹن حمید ہیں۔"

"اوہ... میں بھی سوچ رہا تھا... یہ کون صاحب ہیں جنہوں نے مجھے کسی کھلونے کی طرح اچھال دیا۔" کیپٹن حمید بولا۔

"معاف کرنا بھئی۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"لک... کوئی بات نہیں۔" کیپٹن حمید بھی دھیرے سے مسکرایا۔

"آجاؤ بھئی... یہ تو اپنے ہیں... آؤ... سب ایک دوسرے سے ملو... ان کے نام تو تم سب سنتے ہی رہے ہو گے۔"

"یقیناً۔" ان سب کے منہ سے نکلا۔

"اور ہم آپ کے نام سنتے رہے ہیں، ملاقات آج زندگی میں پہلی بار ہوئی ہے۔"

"آپ کے ساتھ علی عمران نظر نہیں آ رہے۔" خان رحمان بولے۔

"وہ... وہ ہمارے ساتھ کب ہوتا ہے... کبھی کسی مہم میں اتفاقیہ ملاقات ہو جاتی ہے... جیسے آپ لوگوں سے ہو گئی۔" کرنل بولے۔

www.urdufans.com



"خیر... آپ لوگوں سے مل کر خوشی بہت ہو رہی ہے۔"

"لیکن ہم... سب شدید خطرے میں ہیں... اور ملنے ملانے کے چکر میں اور وقت ضائع کر بیٹھیں گے... پہلے دشمن سے کچھ فاصلے پر پہنچ جائیں... پھر مل لیں گے۔" فرزانہ کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔

"آیئے پھر... سب کے سب دوڑ لگا جائیں۔"

اور پھر وہ سب بے تحاشہ دوڑ پڑے... سبھی تیز دوڑ رہے تھے... البتہ جلد ہی پروفیسر داؤد پیچھے رہ گئے... وہ ہکلائے۔

"جم... جم... جمشید۔"

"فکر نہ کریں..." یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید پلٹے اور انہیں کندھے پر ڈال کر پھر اپنے ساتھیوں کی طرف دوڑنے لگے... وہ پندرہ منٹ تک مسلسل دوڑتے رہے... تب کہیں جا کر رکے...

"اب ہم دوڑنے کی بجائے تیز چل کر بھی دشمن سے فاصلے پر رہ سکتے ہیں۔" فرزانہ نے انہیں بتایا۔

"بس ٹھیک ہے... اب ہم تیز چلیں گے..."

ان کا سفر جاری رہا... ایسے میں ایک بار پھر فرزانہ کی خوف میں ڈوبی آواز سنائی دی...

"ارے باپ رے... اس... اس طرف سے بھی۔"

"کیا مطلب..." مارے خوف کے ان کے منہ سے نکلا۔

☆☆☆



# اِدھر اُدھر کی

"اب کیا ہوا فرزانہ... آج تم نے ہمیں خوف زدہ کرنے کا ٹھیکا تو نہیں لے لیا۔" آصف نے منہ بنایا۔

"نہیں... مجھے کیا ضرورت ایسے ٹھیکے وغیرہ لینے کی... میں تو خبردار کر رہی ہوں... دشمن اس طرف بھی آ چکا ہے... گویا اس نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے... اور اب ہم جنگلیوں کی مدد سے بھی محروم ہو چلے ہیں۔" فرزانہ کی آواز میں کپکپی تھی۔

"نہیں خیر... جنگلیوں کی مدد سے تو ہم محروم نہیں ہوئے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"وہ... وہ کیسے؟" کئی آوازیں ایک ساتھ ابھریں۔

"منور علی خان... ذرا اپنی کوک لگانا... جنگلی فوراً اس طرف کا رخ کریں گے... اس طرح ہم انہیں اس فوج کے خلاف لڑا سکیں گے۔"

"لڑا تو ہم اس صورت میں سکیں گے نا جب کہ ان کے گھیرے سے نکل کر اُن تک پہنچ سکیں اور ان کی صف بندی کر سکیں گے۔" خان رحمان

www.urdufans.com



بولے۔

''اوہو بھئی... تم پروفیسر صاحب کو کیوں بھول رہے ہو... کچھ وقت کے لیے تو یہ راستہ بنا ہی دیں گے۔''

''ہاں جمشید... کیوں نہیں۔'' پروفیسر مسکرائے۔

''کچھ ہمیں بھی بتائیں... معاملہ کیا ہے۔'' کرنل فریدی بولے۔

اٹھے۔

''اوہ ہاں... کیوں نہیں۔'' انسپکٹر کامران مرزا نے چونک کر یہ اور جلدی جلدی انہیں تفصیل سنانے لگے... ایسے میں فرزانہ چلائی...

''دشمن اب بہت نزدیک آ گیا ہے۔''

''تب پھر درختوں پر چڑھ چلو... پروفیسر صاحب جونہی راستہ بنائیں... چھلانگیں لگا کر نکل چلیں گے۔''

''آخر یہ کیسے ہوگا۔'' کیپٹن حمید کے لہجے میں حیرت تھی۔

''بس... دیکھتے جائیں... یہ جو ہمارے انکل ہیں نا... میرا مطلب ہے پروفیسر داؤد انکل یہ ایسے موقعوں پر حیرت انگیز کام دکھاتے ہیں... اب بھی دکھائیں گے... بس آپ دیکھ ہی لیں گے... آپ بھی کہا یاد رکھیں گے کہ کوئی کارنامہ دیکھا تھا۔'' فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

''توبہ ہے تم سے... دکھانے کی گردان کر کے رکھ دی... حمید بھائی بھی کیا سوچتے ہوں گے۔''

''نہیں نہیں... میں ایسی ویسی کوئی بات نہیں سوچ رہا۔'' کیپٹن



حمید نے گھبرا کر کہا۔

''آپ کی مرضی... سوچ لیتے تو اچھا تھا۔'' آفتاب بول پڑا۔

''کیا سوچ لیتے۔'' حمید نے حیران ہو کر کہا۔

''کوئی ایسی ویسی بات۔''

''حد ہو گئی ہے کوئی تک اس بات کی...'' کیپٹن حمید نے اسے بڑ ی طرح گھورا۔

''اب آپ کہیں ہمیں آنکھوں میں آنکھوں میں کھا نہ جایئے گا۔'' آفتاب سہم گیا۔

''ارے نہیں! میں آدم خور نہیں۔'' وہ مسکرایا۔

''ادھر ادھر کی باتوں کا یہ وقت نہیں...'' انسپکٹر جمشید سرد لہجے میں گویا ہوئے۔

''جی اچھا... جب وقت ہو جائے تو بتا دیجیے گا...''

اور وہ مسکرانے لگے... پھر سب کے سب درختوں پر چڑھتے چلے گئے... کیپٹن حمید کی نظریں فاروق پر جمی تھی... وہ بلا کی رفتار سے اوپر جا رہا تھا... گویا باقی سب کو پیچھے چھوڑ گیا تھا...

''میں نے اس قدر تیز رفتاری سے تو کسی بندر کو بھی چڑھتے نہیں دیکھا۔'' کیپٹن حمید کی شوخ آواز ابھری۔

''میں صرف چڑھ ہی نہیں رہا... بلکہ سن بھی رہا ہوں... لیکن مجبوری ہے... ابا جان نے ابھی ابھی بتایا تھا کہ یہ وقت ادھر ادھر کی باتوں کا

www.urdufans.com



نہیں ہے... لہٰذا میں کوئی بات بھی ادھر ادھر کی نہیں کروں گا..."

"اور یہ جو تم نے اتنی لمبی چوڑی تقریر کر ماری... یہ کون سا آس پاس کی باتیں تھیں۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"یہ جملہ بول کر خود تم بھی ادھر ادھر کی باتوں میں شریک ہو گئے۔" کھسن ہنسا۔

"بس بال بال تو گویا تم بچے ہو ادھر ادھر کی باتوں سے۔" شوکی نے بھنا کر کہا۔

"خبردار... اور تیز... دشمن بہت نزدیک ہے... پروفیسر انکل... اب شاید جنگلی بھی ہماری مدد کو نہ پہنچ سکیں..."

"مم... میں کوشش کروں گا... تم چھلانگیں لگانے کے لیے تیار رہنا۔"

"ارے تو کیا... درخت کے اوپر سے چھلانگیں لگاتا ہوں گی۔" کیپٹن حمید نے مارے حیرت کے کہا۔

"آپ درخت کے نیچے سے لگا لیجیے گا... ہم کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"اب مجھ سے نہیں رہا جاتا... یہ سب میرے لتے لے رہے ہیں... مجھے بھی اجازت دیں..." وہ کرنل فریدی کی طرف مڑا۔

"کیا میں نے تمہیں منع کر رکھا ہے۔"

"مم... میں دراصل اسی خیال میں تھا..."



"میری طرف سے تمہیں کھلی چھٹی ہے... لیکن پہلے یہ دیکھ لو... اس وقت ادھر ادھر کی باتوں کا وقت نہیں ہے۔" یہ کہتے ہوئے وہ مسکرائے۔

"حد ہو گئی... پھر ادھر ادھر کی باتیں ٹپک پڑیں۔" کیپٹن حمید جھلا اٹھا۔

"ان باتوں میں یہی تو بڑی بات ہے۔" فرحت بول اٹھی۔

"کون سی بات؟" کیپٹن نے سوالیہ انداز میں نظریں اٹھائیں۔

"یہی کہ جب دیکھو... ٹپک پڑتی ہیں۔"

"کوئی تک ہے اس بات کی کرنل؟" کیپٹن حمید گھبرا کر کرنل کی طرف مڑا۔

"مجھے تو پتا نہیں... اس جنگل میں پہلی بار آیا ہوں۔" کرنل فریدی بولے۔

ان کے چہروں پر ان حالات میں بھی مسکراہٹیں پھیل گئیں... ایسے میں منور علی خان درخت کے اوپر پہنچ گئے... انہوں نے شاخ پر بیٹھ کر دونوں ہاتھ منہ کے گرد رکھے اور بلند آواز میں کوک لگائی... یہ کوک انہوں نے تین مرتبہ لگائی... جنگلیوں سے یہ اشارہ انہوں نے طے کر لیا تھا... جلد ہی جوابی کوک سنائی دی... اس سے انہیں معلوم ہو گیا کہ جنگلیوں نے آواز سن لی ہے اور وہ ان کی طرف دوڑ پڑے ہیں۔

"اب اگر ہم حملہ آوروں کے گھیرے سے نکل گئے... تب جنگلیوں کی مدد کا فائدہ اٹھا سکیں گے۔" انسپکٹر جمشید بول پڑے۔

www.urdufans.com



"اس کا حل یہ ہے کہ ہم دم سادھے بیٹھے رہیں... اور حملہ آوروں کو آگے نکل جانے دیں... کیونکہ اس جگہ آ کر ان کا دائرہ سمٹ جائے گا... دائرے کے درمیان انہیں ہم نظر نہیں آئیں گے... تو وہ اس جگہ رکے نہیں رہیں گے... یہ سوچتے ہوئے آگے بڑھیں گے کہ ہم ان کے گھیرے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں... بس وہ وقت ہوگا... ہمارے چھلانگیں لگانے کا۔" کرنل فریدی نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا۔ اُن سب نے تعریفی نظروں سے کرنل فریدی کی طرف دیکھا۔

"ہاں! اس صورت میں یہی بہتر رہے گا... پروفیسر صاحب سے دھماکا کرانے کا فائدہ اس وقت تھا جب ہمارے ساتھی جنگلی نزدیک ہوتے... ابھی انہیں نزدیک آنے میں نہ جانے کتنا وقت لگ جائے۔" انسپکٹر جمشید نے گویا کرنل فریدی کی ہاں میں ہاں ملائی۔

اور پھر انہوں نے حملہ آوروں کو آتے دیکھ لیا... ان کی تعداد بہت زیادہ تھی... وہ ہر طرح کے اسلحے سے لیس تھے... اور دائرے کی صورت میں آگے آ رہے تھے... لحہ بہ لحہ دائرہ سمٹ رہا تھا... اور وہ حملہ آوروں کے چہروں پر پریشانی کے آثار صاف دیکھ رہے تھے... یہ پریشانی انہیں اس لیے تھی کہ وہ لوگ انہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔ پھر وہ انہی درختوں کے نیچے آ کر رک گئے... جن میں وہ چھپے ہوئے تھے... وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے... انہوں نے کان لگا کر سنا... وہ پریشان تھے کہ یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے... انہوں نے تو سارا جنگل چھان مارا ہے... پھر ان کا رخ ایک



طرف کو مڑ گیا... اب انہوں نے دائرہ ختم کر دیا تھا... لہٰذا اب یہ سب درختوں سے اُتر کر اس سمت میں سفر شروع کر سکتے تھے... جس طرف ان کے ساتھی جنگلی تھے...

سب نے کرنل فریدی کی طرف دیکھا... انہوں نے سر سے اشارہ کر دیا... گویا وہ اب اتر سکتے تھے... رر. کا خیال رکھتے ہوئے وہ درختوں سے اتر آئے... اور پھر درختوں کی اوٹ لے لے کر آگے بڑھنے لگے... جب حملہ آور نظروں سے بالکل اوجھل ہو گئے، تب انہوں نے درختوں کی اوٹ لینا چھوڑ دی اور رفتار بھی بڑھا دی... ایک گھنٹے تک ان کا سفر جاری رہا... پھر انہیں رک جانا پڑا... ادھر سے جنگلیوں کا لشکر چلا آ رہا تھا... انہوں نے نیزے، بھالے... تیر کمان اور جدید اسلحہ جو بھی ان کے پاس تھا... سب ساتھ لے لیا تھا... گویا پوری تیاری سے جنگ کے لیے نکل آئے تھے...

وہ جونہی ان کے سامنے آئے... ان سب کے چہروں پر خوشی پھیل گئی:

"ہم تو آپ کی کوک سے سمجھے تھے کہ آپ کسی بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہیں اور آپ کو ہم سب کی مدد کی ضرورت ہے... لیکن آپ تو ہر طرح خیریت سے ہیں۔" سردار نے حیران ہو کر کہا۔

"بات یہی ہے کہ ہمیں تم لوگوں کی شدید ضرورت پیش آ گئی تھی... ہون ہوا کی فوج ہمیں گھیرے میں لینے کے لیے جنگل کو چاروں

www.urdufans.com



طرف سے گھیر چکی تھی... ان سب کا مقابلہ کرنا ہمارے بس کی بات نہ
تھی... لہٰذا ہم نے سوچا... ان سے جنگ تم لوگوں کی مدد سے کی جائے
پھر ایسا ہوا کہ ہم انہیں غچل دینے میں کامیاب ہو گئے اور ان کا لشکر دہ
ست میں نکل گیا..."

"بہت خوب! یہ تو بہت دلچسپ بات ہو گئی۔" سردار نے کہا۔

"اُف... مالک... وہ... وہ پھر ادھر آ رہے ہیں..." فرزانہ
آواز نے ان سب کو چونکا دیا۔

"کیا!!!" کئی آوازیں ابھریں۔

"پندرہ منٹ تک وہ ہمارے سامنے آ جائیں گے۔"

"تو کیا ہم یہاں سے پیچھے ہٹنا شروع کر دیں۔" انسپکٹر جمشید
کرنل فریدی کی طرف دیکھا۔ اس وقت وہ ہر معاملے میں ہدایات
رہے تھے کہ کرنل فریدی نہ صرف ان سب سے بہت زیادہ تجربہ کار اور
تھے بلکہ ملک و قوم کیلئے کرنل فریدی نے بھی عظیم الشان کارنامے سرا
دیئے تھے۔ انسپکٹر جمشید کبھی کبھار اپنے بچوں سے کہا کرتے تھے کہ کر
فریدی کی شخصیت اور کارناموں سے متاثر ہو کر انہوں نے سراغرسانی کا
اختیار کیا تھا۔

"اس سے کیا ہوگا... پیچھے ہٹ کر بھی ہم جنگ سے نہیں
سکتے... جنگ تو کرنا ہوگی... پسپائی اختیار کرنے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ
کا مقابلہ کر لیا جائے... پسپائی اختیار کرنے سے ایک نقصان یہ ہوگا کہ



ہیڈ کوارٹر سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔" کرنل فریدی بولے۔

"یہی کرنا ہوگا... لہٰذا مورچے سنبھال لیے جائیں، یہ درخت
ہمارے لیے بہترین قدرتی مورچے ہیں۔" منور علی خان نے اعلان کرنے
کے انداز میں کہا۔

سب نے کرنل فریدی کی ہدایات پر عمل شروع کر دیا... جلد ہی
وہاں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا جب کہ وہ سب کے سب وہیں تھے... درختوں
نے انہیں اس طرح چھپا لیا تھا کہ آنے والا دشمن پوری طرح ان کی زد میں
آ سکتا تھا... اب ان کے پاس جدید اسلحہ بھی کافی تھا...

اور پھر فرزانہ کا اندازہ بالکل درست ثابت ہو گیا... انہوں نے
ایک بڑے لشکر کو اپنی طرف آتے دیکھا... وہ سب دشمن پر حملہ کرنے کے
لیے تیار تھے... اپنے اپنے ہتھیار انہوں نے تان لیے... ادھر دشمن دائیں
بائیں اور سامنے دیکھتا ہوا بڑھتا چلا آ رہا تھا... ایسے میں جنگلیوں کا ایک بڑا
حصہ درختوں کی اوٹ لیے ایک دائرے کی صورت میں سفر کر رہا تھا... اس
حصے کو ایک لمبا چکر لگانا تھا... اور یہ لمبا چکر کاٹ کر دشمن کی پشت پر آنا تھا...
پھر درختوں کی اوٹ لے کر مورچے سنبھالنے کا کام کرنا تھا اور حملہ اس وقت
کرنا تھا جب دشمن اگلی صفوں کے تباہ کن حملے سے گھبرا کر اس طرف پلٹ
پڑتا اور فرار ہونے یا کم از کم پیچھے ہٹنے کی کوشش کرتا اور جنگ کی یہ ساری
صف بندی خان رحمان کی تھی...

پھر جونہی دشمن ان کی زد پر آیا... انہوں نے اپنے اپنے

www.urdufans.com



ہتھیاروں کا استعمال شروع کر دیا۔ اس قدر تیر اندازی ہوئی کہ ان کی صفیں کی صفیں بچھ گئیں... وہ پلٹ کر بدحواسی کے عالم میں بھاگے... لیکن یہ بھاگنا بھی انہیں مفید نہ ہوا، کیونکہ دوسری طرف سے وہ حصہ پہنچ چکا تھا... جو اُن کی پشت پر بھیجا گیا تھا... اب وہ اس کی زد پر تھے... ادھر سے بھی زبردست حملہ ہوا... دشمن اب بُری طرح بوکھلا گیا اور دائیں طرف بھاگ نکلا... دائیں طرف بھی جنگلی پوزیشن سنبھالے بیٹھے تھے... ادھر بھی ان کا وہی حشر ہوا... وہ بائیں طرف بھاگے ....بائیں طرف بھی ان کے استقبال کے لیے جنگلی موجود تھے... ان کے کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ وہ چاروں سمت بھاگ کر دیکھ چکے تھے... اور ہر طرف انہوں نے نقصان ہی اٹھایا تھا... لہٰذا انہوں نے میدان کے درمیان میں ہتھیار پھینک دیے۔

"بہت خوب! خان رحمان کی آواز ابھری۔ تم لوگ خالی ہاتھ ناک کی سیدھ میں آگے بڑھتے چلے جاؤ... جس نے مڑ کر دیکھا... اسے گولی ماردی جائے گی۔"

انہوں نے حکم کی تعمیل کی... اور آگے بڑھنے لگے... جب وہ کافی دور پہنچ گئے، تب انہوں نے کہا:

"بس یہیں رک جاؤ... اور اسی طرح کھڑے رہو... خبردار! حرکت نہ کرنا۔"

اس کے بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

"نصف ساتھی میدان میں اتر کر ہتھیار جمع کریں... اور اپنے



ساتھیوں میں تقسیم کر دیں... اس کی ترتیب یوں ہوگی کہ دو درختوں سے ایک آدمی ہتھیار اٹھانے کے لیے آئے گا اور دو ہتھیار اٹھا کر لے جائے گا... ایک وہ خود رکھے گا... دوسرا اپنے ساتھ والے کو دے گا... اس طرح یہ تمام ہتھیار اٹھا بھی لیے جائیں گے اور سب میں تقسیم بھی ہو جائیں گے۔"

"واہ... کیا خوب ترکیب ہے۔" کرنل فریدی کی آواز ابھری۔

"شکریہ! کرنل... ہم بے پناہ خوشی محسوس کر رہے ہیں کہ اس مہم میں آپ بھی ہمارے ساتھ ہیں۔"

"اور میں اور کیپٹن حمید بھی خوشی محسوس کر رہے ہیں... کیوں حمید۔"

"اس میں شک نہیں... ایک انجانی سی خوشی محسوس ہو رہی ہے... اور خان رحمان واقعی بہت ماہر فوجی ہیں... میں نے فوج میں رہتے ہوئے بہت سے آفیسرز کو دیکھا ہے... لہٰذا میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ غیر معمولی ماہر ہیں۔"

"یہ سب اللہ کا کرم ہے... مہربانی فرما کر کوئی اور بات کریں۔" خان رحمان شرما گئے۔

"باتوں کی آپ فکر نہ کریں..." فاروق کی آواز ابھری۔

"سوال یہ ہے کہ اب ان شکست کھائے ہوئے لوگوں کا کیا کیا جائے۔"

"ہماری ان سے کوئی دشمنی تو ہے نہیں... ان کی حکومت نے انہیں

www.urdufans.com



ہمارے بارے میں حکم دیا... یہ حکم کی تعمیل میں آ گئے... بلاوجہ ان لوگوں کا خون کیوں بہایا جائے۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"اگر ہم انہیں آزاد چھوڑتے ہیں تو یہ پھر ہمارے راستے میں آئیں گے... اس طرح ہمارا منزل پر پہنچنا مشکل ہوتا جائے گا... اس پر بھی غور کرنا چاہیے۔" خان رحمان نے جواب میں کہا۔

"اس کی آسان ترکیب یہ ہے کہ ان سے پوچھ لیا جائے..." کرنل بولے۔

"ٹھیک ہے... میں ان سے بات کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر خان رحمان ان کی طرف چل پڑے... نزدیک پہنچ کر انہوں نے کہا:

"تم لوگوں کا جو کمانڈر ہے... وہ میری طرف آئے۔"

فوجیوں کے درمیان سے ایک ان کی طرف گھوم گیا... وہ تیس پینتیس سال کی عمر کا ایک قد آور جوان تھا... آنکھیں نیلی اور چہرے کا رنگ سرخ و سفید تھا۔

"دیکھیے... ہماری آپ لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں... ہمارا آپ لوگوں کو جان سے مارنے کا بھی کوئی ارادہ نہیں... آپ لوگوں نے ہم پر حملہ کیا... ہم نے اپنا بچاؤ کیا... اس سلسلے میں آپ کے بے شمار ساتھی مارے گئے... اب آپ بچے ہیں... ہم آپ لوگوں کو بھی جان سے مار سکتے ہیں... اور یہ کوئی زیادتی نہیں ہوگی... اس لیے کہ حملہ آور آپ ہیں... ہم



نہیں... لیکن اس کے باوجود ہم بلاوجہ خون بہانے کے حق میں نہیں... اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم آپ لوگوں کو چھوڑ دیتے ہیں تو آپ پھر ہمارے مقابلے پر آئیں گے... اس طرح ہم اپنی منزل سے دور رہیں گے... جب کہ ہمیں اپنی منزل پر پہنچنا ہے... اس مسئلے کا کیا حل آپ پیش کر سکتے ہیں۔"

وہ سوچ میں ڈوب گیا... پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے اپنی زبان میں جلدی جلدی بات کی... آخر ان کی طرف مڑا:

"آپ لوگ ہمیں جانے دیں... ہم آپ کے مقابلے میں نہیں آئیں گے... آپ جہاں جانا چاہیں... جا سکتے ہیں۔"

"آپ کی حکومت... آپ سے پوچھے تو آپ کیا کہیں گے۔"

"جو ہوا ہے... وہی بتائیں گے... اگر اس کے بعد بھی ہماری حکومت نے ہمیں آپ کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا تو ہم اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیں گے۔ انہیں بتائیں گے کہ جن لوگوں نے ہمیں رہا کر دیا... ہم ان پر حملہ نہیں کر سکتے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ ہم پر مقدمہ چلایا جائے گا... لیکن وہ اتنے بہت سے فوجیوں کو جب ایک بات پر ڈٹے دیکھیں گے تو سزا نہیں دے سکیں گے... ہمیں معاف کر دیں گے... یا پھر زیادہ سے زیادہ یہ کریں گے کہ ہمیں ملازمت سے فارغ کر دیا جائے گا... ہم اس فیصلے کو خوشی سے قبول کریں گے... اور آپ پر حملہ کرنا کسی طرح قبول نہیں کریں گے۔"

"وعدہ کرتے ہیں۔"

www.urdufans.com



"بالکل۔"

"اور آپ کے ساتھی؟"

"ان سب نے یہ بات چیت سنی ہے... ہاں بھئی... تم ا
کہو... کیا کہتے ہو۔"

"ہم وہی کہتے ہیں... جو آپ نے کہا ہے... ہم مرتے مر جا
گے... لیکن ان لوگوں پر اب حملہ نہیں کریں گے۔"

"ٹھیک ہے... آپ لوگ جا سکتے ہیں... بس ہماری ا
درخواست ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ آپ تیز تیز چل کر اپنے شہر میں نہ جائیں... جس قد
لگا سکیں، لگا دیں... تاکہ آپ کے پہنچنے کے بعد اگر وہ کوئی اور فوج
کریں تو اس کے آنے سے پہلے ہم اپنی منزل کی طرف روانہ ہو سکیں۔"

"اچھی بات ہے... ہم ایسا ہی کریں گے۔"

"تب پھر آ جائیں..."

ساتھ ہی خان رحمان نے جنگلیوں کو ہدایات دیں کہ ان پر
حملہ نہ کرے۔ اس طرح فوجی واپس پلٹے اور اپنے شہر کی طرف
ہو گئے...

"اب ان جنگلیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟"

"ابھی یہ لوگ ہمارے آس پاس... ارے۔"



کرنل فریدی کہتے کہتے رک گئے... ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔ ایسے میں کیپٹن حمید کے منہ سے نکلا:

"یہ تو گئے کام سے۔"

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"کوئی بھولی بسری بات یاد آ گئی... بس اب اس یاد میں گم ہو کر رہ جائیں گے اور آپ لوگوں کا ساتھ نہیں دے سکیں گے۔"

"یار کیوں گپ ہانک رہے ہو۔" خان رحمان ہنسے۔

"بالکل درست اندازہ لگایا... یہ اس کی نری گپ ہے۔" کرنل نے۔

وہ بھی مسکرانے لگے...

"حد ہو گئی... ذرا دیر تو مجھے اس گپ کو طویل کرنے دیا ہوتا۔"

"ہمارے پاس اتنا وقت کب ہے۔" وہ بولے۔

"ہاں یاد آیا... آپ کس بات پر چونکے تھے؟" کیپٹن حمید نے جلدی سے کہا۔

"اوہ ہاں... وہ۔"

اور ان کی نظریں سردار پر جم کر رہ گئیں... وہ سب انہیں حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

☆☆☆

www.urdufans.com



# انگارے

''کک... کیا بات ہے کرنل... آپ مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہیں... ضرور آپ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں... میں نے کچھ نہیں کیا... میں پکا سچا آپ سب لوگوں کا ساتھی ہوں... میرے یہ سب ساتھی اگر آپ لوگوں کے لیے مخلص نہ ہوتے تو کیوں آپ کی آواز پر دوڑے آتے اور کیوں یہ ہولناک جنگ لڑتے... اگرچہ یہ جنگ ہمارے لیے ہولناک ثابت نہیں ہوئی... دشمن کو ضرور اس نے ہلاکت میں ڈالا ہے... میں آپ کو...''

''اوہو! یہ بات نہیں۔'' کرنل فریدی کے منہ سے حیرت زدہ سے انداز میں نکلا۔

''تب پھر جو بات ہے... آپ وہ بتا دیں نا۔'' فاروق نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

''ہاں! انکل... آپ تو یوں بھی ہمارے نئے نئے انکل ہیں۔'' آفتاب نے بھی جلدی سے کہا۔



کرنل فریدی مسکرا دیے... پھر بولے:

''آپ کا چہرہ کچھ جانا پہچانا سا ہے... میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے... لیکن کہاں... میں بس یہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔''

''مم... مجھے... آپ نے... کہیں دیکھا ہے؟'' اس کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

''ہاں! یہی بات ہے... اور میری یادداشت مجھے دھوکا نہیں دے رہی... میں نے آپ کو دیکھا ہے... لیکن اس جنگل میں نہیں... کہیں اور۔''

''تب پھر آپ نے مجھے اس جنگل میں دیکھا ہوگا... پہلے اس میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہتا تھا... میں ان کا سردار تھا... لیکن پھر...''

''لیکن پھر کیا؟'' کرنل نے حیرت کے عالم میں پوچھا۔

''پھر ہوا یہ کہ ہم سب کو وہ جنگل چھوڑنا پڑا... لیکن آپ نے مجھے اس جنگل میں کیسے دیکھ لیا۔''

''تم بھول رہے ہو سردار... یاد کرو... ایک بار میں اپنے ایک دو ساتھیوں کے ساتھ وہاں آیا تھا... ایک لڑکی کی خاطر میں نے تم سے مقابلے کی دعوت قبول کی تھی... ہماری لڑائی شروع ہوئی ہی تھی کہ ایک بہت تیز گیس نے ہم سب کو بے ہوش کر دیا تھا... اس کے بعد میں نے آج تمہیں یہاں دیکھا ہے، اب تم سناؤ... کیا کہہ رہے تھے تم۔''

''اب مجھے یاد آ گیا... آپ ضرور وہی ہیں... آپ کے ایک

www.urdufans.com



ساتھی کے کندھے پر ایک نیولا تھا... ہم لوگ اس نیولے کی وجہ سے آپ لوگوں کا احترام کرنے پر مجبور ہو گئے تھے... لیکن میں دوسری پارٹی میں شامل ایک لڑکی کی وجہ سے اڑ گیا تھا... اس پارٹی میں دو مشرقی اور باقی مغربی لوگ تھے... لڑکی بھی مغربی تھی... اس روز اگر وہ تیز گیس سب کو بے ہوش نہ کر دیتی تو نہ جانے لڑائی کا کیا نتیجہ نکلتا... اب مجھے سب یاد آ گیا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے... تم لوگوں نے جنگل کیوں چھوڑا۔"

"جنگل گورے لوگوں نے ہمیں خالی کرنے پر مجبور کر دیا تھا... کاش اس وقت آپ جیسے لوگ ہمارے ساتھ ہوتے... لڑائی کے یہ طریقے ہمیں اس وقت نہیں آتے تھے..." اس نے سرد آہ بھری۔

"ہم آپ کو آپ کا جنگل واپس دلائیں گے... آپ یہ بتائیں... ہوا کیا تھا... انہوں نے آپ لوگوں سے جنگل کیوں خالی کرایا... کس طرح خالی کرایا۔"

"یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا... یہ بتا سکتا ہوں کہ کس طرح خالی کرایا۔"

"چلیے... اتنا ہی بتا دیں۔"

"یہ اس واقعے کے بہت سال بعد کی بات ہے... اور اب سے صرف چند سال پہلے کی کہ ایک دن جنگل میں وہی گیس محسوس ہوئی... ہم لوگ بھاگ نکلے... کافی دیر گزرنے کے بعد جب ہم واپس آئے تو وہ گیس وہاں بدستور پھیلی ہوئی تھی... ہم اپنے گھروں تک نہ جا سکے... کئی روز



بھوکے پیاسے گزارنے کے بعد ہم پھر اپنے گھروں کی طرف گئے... لیکن وہاں بدستور گیس موجود تھی... اب ہم سب نے وہاں سے کوچ کرنا ہی مناسب سمجھا... کیونکہ اس طرح ہم کب تک رہ سکتے تھے... بس یہ ہے کہانی... پھر ہم اس جنگل میں آ گئے... یہ جنگل اس وقت خالی تھا... البتہ یہاں درندے ضرور تھے... ہم نے اپنے نیزوں کی مدد سے انہیں بھگا دیا... پھر کچھ مدت بعد درندے جنگل کے چاروں طرف نظر آنے لگے... اور کوئی غیبی آواز ہم سے بار بار کہنے لگی... اب یہ درندے تم لوگوں کے غلام بن گئے ہیں... تم ان پر سواری کر سکتے ہو... ان کے ساتھ جو سلوک بھی کرو، یہ کچھ نہیں کہیں گے... پہلے پہلے تو ہم اس بات کو جھوٹ خیال کرتے رہے... لیکن آخر کار ہم نے ان درندوں کے پاس جانے کی جرأت کر ڈالی... اور پھر ہم ان پر سواری کرنے لگے... اب تو ہم پورے جنگل میں انہیں دوڑانے اور سیر کا لطف اٹھانے لگے... جنگل کے کنارے جو ترقی یافتہ انسانوں کی آبادی ہے... ہم اس کے آس پاس جنگل کے کنارے تک چلے جاتے تھے... لوگ ہمیں درندوں پر سوار دیکھ کر سکتے میں آ جاتے اور پھر یہ جنگل اس بات کے لیے مشہور ہوتا چلا گیا... یہ ہے اس جنگل کی کہانی... اور اس جنگل کی کہانی۔ یعنی دونوں جنگلوں کی کہانی۔"

"اُف خدا... تت... تو کیا ان لوگوں کا ہیڈ کوارٹر اب بھی وہیں ہے اور یہ وہی لوگ ہیں... پوری انسانیت کے دشمن لوگ..." کرنل کے لہجے میں حیرت تھی۔

www.urdufans.com



"مہربانی فرما کر ہمیں وہ تفصیل سنا دیجیے... تاکہ ہمیں بھی اندازہ ہو جائے۔"

کرنل فریدی نے انہیں مختصر طور پر یہ کہانی سنائی:

"لے یہ آج سے غالباً دس سال پہلے کی بات ہے... کئی ملکوں میں اڑن طشتریاں دیکھی گئی تھیں... ان ملکوں نے مل کر ان کا سراغ لگانے کی کوشش کی... اس طرح ان کا اجلاس ہوا... ہمارے ملک کے دو نمائندے عمران اور صفدر بھی اس اجلاس میں شریک ہوئے... ایک اتفاق مجھے، کیپٹن حمید کو ہمارے دو ساتھیوں قاسم اور طارق کو بھی ان اطراف میں لے آیا... اس طرح ہم سب نے ان لوگوں کے خلاف ایک جنگ لڑی تھی اور انہیں شکست دے کر ان کا ہیڈ کوارٹر تباہ کیا تھا... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ جن لوگوں کی تلاش میں ہیں... ان کا ہیڈ کوارٹر بھی وہیں ہے... دراصل وہ بہت محفوظ جگہ ہے... اور پھر چاروں طرف سے قدرتی طور پر بادلوں... یا دھند سے ڈھکی ہوئی ہے... اوپر سے گزرنے والے طیاروں کو وہ بادل ہی نظر آتے ہیں۔"

"اوہ ہاں... ہم نے اس سمت میں بہت گہرے بادل دیکھے ہیں۔" سردار نے چونک کر کہا۔

"بس تو پھر... ہماری منزل وہی ہے... کیا آپ ہمیں اس جنگل تک پہنچا سکتے ہیں۔"

---

لے ابن صفی کی جاسوسی دنیا کا ناول "زمین کے بادل" دیکھیے۔



"لل... لیکن... وہ گیس۔" سردار ہکلایا۔

"گیس میں ہم لوگ داخل ہوں گے... آپ کو داخل ہونے کے لیے نہیں کہیں گے... آپ ہمارے دوست اور ساتھی ہیں..." انہوں نے کہا۔

"تب تو ٹھیک ہے۔"

"بس تو پھر سفر کی تیاری کریں... ہم کل صبح سویرے روانہ ہوں گے..."

وہ رات انہوں نے تیاریوں میں بسر کی... تمام جنگلیوں نے بھی ان کے ساتھ جانے کا فیصلہ کیا۔ انہیں اپنا جنگل بہت یاد آتا تھا... وہ وہیں پیدا ہوئے تھے... وہیں پلے بڑھے تھے... وہاں کے درختوں سے انہیں جو پیار تھا... وہ انہیں وہاں جانے پر مجبور کر رہا تھا... چنانچہ دوسری صبح وہ جنگلیوں کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے...

"ہمیں پوری طرح ہوشیار رہنا ہوگا... شکست کھائے ہوئے لوگ پھر سے تیار ہو کر حملہ کر سکتے ہیں... کیونکہ بہرحال ان کا مقصد ہمیں ہیڈ کوارٹر سے دور رکھنا ہے..." خان رحمان نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ فکر نہ کریں انکل... اللہ کی مہربانی سے میں وقت سے بہت پہلے خبردار کر دوں گی۔" فرزانہ مسکرائی۔

"اوہ ہاں... یہ تو میں بھول ہی گیا کہ تم ساتھ ہو۔" خان رحمان مسکرائے۔

www.urdufans.com



"اللہ کا شکر ادا کریں انکل... کہ اس نے آپ کو یہ بات یاد دلا دی۔" آفتاب چہکا... اور دوسرے مسکرانے لگے۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔" خان رحمان بولے۔

"ویسے جمشید میاں... آپ کی بچی ہے بہت حیرت انگیز۔" کرنل بولے۔

"اس کا مطلب ہے انکل... ہم میں اور کوئی حیرت انگیز نہیں۔" فاروق نے بڑا مان کر کہا۔

"ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا... لیکن آپ تو بندروں کے بھی کان کاٹ جاتے ہیں۔" حمید شوخ انداز میں مسکرایا۔

"اب میں آپ کو کیا جواب دوں... آپ ٹھہرے بڑے بھائی۔"

فریدی کے ساتھ انسپکٹر جمشید وغیرہ بھی ہنسنے لگے۔

"بہر حال آپ لوگوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی... آپ کی ملک اور قوم کے لیے خدمات کا اعتراف سبھی کو ہے۔" کرنل بولے۔

"صرف ملک اور قوم کی خدمت کے لیے ہی نہیں انکل فریدی... دہشت گردی کے خاتمے کے لیے بھی تو۔" محمود نے سنجیدہ انداز اختیار کیا۔

"اوہ... ہاں اس میں شک نہیں۔" انہوں نے جیسے چونک کر کہا۔

"یہاں سوال یہ ہے کہ اگر اس جنگل میں گیس کا راج ہے تو ہم آگے تک کیسے جائیں گے۔" کیپٹن حمید کی آواز لہرائی۔



"کک... کیا کہا... گیس کا راج۔" فاروق زور سے چونکا۔

"کیوں... کیا ہوا۔" حمید نے اسے گھورا۔

"میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"ناول کا نام... یہ ناول کا نام یہاں کہاں سے ٹپک پڑا۔" حمید کے لہجے میں حیرت تھی... باقی لوگ مسلسل مسکرا رہے تھے۔

"ناول کا نام ٹپکنے کی بھی ایک ہی کہی... یہاں تو آئے دن ٹپکتے رہتے ہیں۔"

"مطلب یہ کہ یہ ناول نگار ہیں۔" حمید حیران تھا۔

"ارے نہیں انکل... یہ ناولوں کے نام تجویز کرنے کے ماہر ہیں، یہ اور بات ہے کہ آج تک کسی ناول نگار نے ان کی خدمات حاصل نہیں کی۔" آفتاب ہنسا۔

"تو آپ ابن صفی سے رابطہ کیوں نہیں کرتے۔" کرنل فریدی بھی بولے بغیر نہ رہ سکے۔

"آ گئے آپ بھی ان کے چکر میں۔" انسپکٹر کامران مرزا ہنسے۔

"میں اور ان کے چکر میں... کیا واقعی۔" کرنل فریدی مسکرائے۔

"آپ ہی کیا انکل... ہمارے چکر میں تو... ارے باپ رے... شاید میں بالکل غلط جملہ بولنے چلا تھا۔" محسن گھبرا گیا۔

"چلے کہاں تھے... یہیں تو موجود ہو۔" آصف جل گیا۔

www.urdufans.com



"اس میں انگارے چبانے والی کون سی بات ہے۔" محسن نے منہ بنایا۔

"عینک لگوالو... یہاں دور دور تک کوئی انگارے موجود نہیں۔"

"ان... ان... گارے۔" محمود کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔

"کیا ہوگیا ہے بھائی... محسن انگارے ہی تو بولا ہے..." آصف نے اسے گھورا۔

"نن... نہیں۔" محمود کے منہ سے خوف کے عالم میں نکلا۔

"اوہو ارے۔" انسپکٹر جمشید کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا، پھر انہوں نے بے تحاشہ ایک سمت میں دوڑ لگادی... اور ساتھ ہی کامران مرزا اور کرنل فریدی بھی دوڑ پڑے... تینوں نے ایک ہی سمت میں دوڑ لگائی تھی... اور حیرت کی بات یہ تھی کہ کوئی کسی سے پیچھے نہیں رہا تھا۔

تینوں ایک جھٹکے سے ایک درخت کے پاس آکر رکے اور ادھر ادھر دیکھنے لگے... اتنی دیر میں باقی ساتھی بھی ان کے پاس پہنچ گئے۔

"کیا بات تھی... کیا نظر آیا تھا آپ لوگوں کو یہاں۔" شوکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"دو سرخ انگارہ سی آنکھیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں! یہی بات۔" فریدی بولے۔

"اس کا مطلب ہے... یہاں کوئی تھا... اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے... اور اگر اس کا تعلق ہیڈ کوارٹر سے تھا تو یہ اطلاع وہ ان لوگوں کو فوری



طور پر دے گا کہ ہم اس طرف آرہے ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی جلدی کہا۔

"اب... اب کیا ہوگا..." سردار کھوے کھوے انداز میں بولا... صرف وہ ان کے ساتھ آگے تھا... باقی تمام جنگل میں کچھ فاصلے پر تھے۔

"وہی ہوگا... جو اللہ کو منظور ہوگا۔" شوکی کی آواز ابھری۔

"لگتا ہے... اب قدم قدم پر مشکلات پیش آئیں گی۔" فریدی بڑبڑائے۔

"تو کیا ہوا انکل... مشکلات سے ڈرنے والے اے آسماں نہیں ہم۔" محمود مسکرایا۔

سب لوگ مسکرادیے... سب نے سر بھی ہلادیے، گویا محمود کی بات کی تائید کی...

"اوہو... یہ... یہ دیکھیے۔"

ایسے میں کیپٹن حمید کی حیرت زدہ آواز ابھری:

☆☆☆

www.urdufans.com



# روبوٹ صاحب

انہوں نے دیکھا، کیپٹن حمید نے زمین پر پڑی ایک سیاہ رنگ کی نلکی کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے اس نلکی کو غور سے دیکھا... لیکن سمجھ نہ سکے، یہ کیا ہے... پروفیسر داؤد آگے بڑھے... انہوں نے جھک کر اسے دیکھا... پھر سیدھے ہوتے ہوئے بولے:

"یہ آوازیں کیچ کرنے کا آلہ یعنی ٹرانسمیٹر ہے... اس جگہ کے آس پاس ہم نے جتنی باتیں کی ہیں۔ وہ سنی جا چکی ہیں... اور وہ سرخ انگارہ سی آنکھوں والا دراصل یہی یہاں رکھنے آیا تھا۔ اس نے اس جیسی نلکیاں اور بھی کئی جگہوں پر رکھی ہوں گی... مطلب یہ کہ ہم آگے بڑھتے جاتے اور ہماری نقل و حرکت کا انہیں ساتھ ساتھ پتا چلتا جاتا۔" پروفیسر کہتے چلے گئے۔

"اوہ... اوہ۔" ان سب کے منہ سے نکلا۔

اب پروفیسر نے لائٹر کی مدد سے آگ دکھائی تو وہ بھک کی آواز کے ساتھ اچھلی اور فضا میں پھٹ گئی... اس کے ٹکڑے آس پاس آ گرے:



"یہ مہم ہمارے لیے آسان نہیں ہو گی... ہو سکتا ہے... ان درختوں پر کیمرے بھی نصب ہوں اور وہ ہمیں دیکھ بھی رہے ہوں... ان حالات میں ہمارے لیے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا کس قدر مشکل ہو سکتا ہے... اس کا اندازہ کیا لگایا جا سکتا ہے۔" پروفیسر صاحب نے پھر کہا۔

"کوئی ضرورت نہیں۔" فرزانہ کی آواز ابھری۔

"کیا مطلب... کس بات کی ضرورت نہیں۔" سب اس کی طرف مڑے۔

"اندازہ لگانے کی... ہمیں ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا ہے اور بس۔" وہ بولا۔

"یہ اچھی بات ہے... ایسے ہی ارادوں کی ضرورت ہے۔" فریدی نے فوراً سر ہلایا۔

"اور ادھر انہوں نے ہمیں روکنے کی تیاری شروع کر دی ہے... لیجیے... وہ ایک عدد روبوٹ صاحب تشریف لا رہے ہیں۔" محمود نے بلند آواز منہ سے نکالی۔

"کیا!!!" ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

اب جو انہوں نے سامنے دیکھا... ایک سات فٹ لمبا روبوٹ چلا آ رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ ان کی طرف اٹھے ہوئے تھے... اور ان میں پستول تھے۔

"ارے باپ رے... نزدیک آتے ہی یہ ہم پر فائرنگ شروع

www.urdufans.com



کردے گا۔" آصف چلا اٹھا۔

"تو تم کیا چاہتے ہو... وہ نہ کرے... جب کہ اسے بھیجا ہی اس لیے گیا ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"فوری طور پر پوزیشن لے لی جائے۔" کرنل فریدی گرجے۔

سب لوگ اچھل اچھل کر درختوں کی اوٹ لینے لگے...

"کیا خیال ہے پروفیسر صاحب... زد پر آتے ہی ہم اس پر فائرنگ کریں۔"

"وہ تو کرنا ہوگی... لیکن۔" پروفیسر کہتے کہتے رک گئے۔

"لیکن کیا؟"

"لیکن... شاید ہماری فائرنگ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے... اس سے ٹکر کسی اور طرح لینا ہوگی..."

"چلیے پھر بتائیں... ٹکر کس طرح لینا ہوگی... ہم تیار ہیں ٹکر لینے کے لیے..." فرحت بولی۔

"یہ مجھے معلوم نہیں۔" پروفیسر بے چارگی کے عالم میں بولے۔

"جی... کیا فرمایا آپ نے... آپ کو معلوم نہیں... کیا آپ اپنی چیزیں اس پر نہیں آزمائیں گے..."

"ضرور آزماؤں گا... لیکن مجھے معلوم نہیں... اس میں کوئی کامیابی ہوگی یا نہیں۔"

"آپ... آپ تو انکل ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں۔" مکھن



نے کانپ کر کہا۔

"نہیں! میں خبردار کر رہا ہوں۔"

"میں... میں کروں گا اس کا مقابلہ۔" ایسے میں اخلاق کی آواز ابھری۔

"او بھائی... خدا کے لیے۔" شوکی گھبرا گیا۔

"اس کی ایسی کی تیسی..."

یہ کہتے ہی اخلاق نے اس کی طرف دوڑ لگا دی:

"رک جاؤ اخلاق... رک جاؤ۔" انسپکٹر جمشید چلائے... پھر اسے پکڑنے کے لیے دوڑ پڑے... اور دو تین چھلانگوں ہی میں اسے جا لیا..."

"آپ مجھے چھوڑ دیں... اس مہم میں قربانی دیے بغیر کامیابی ممکن نہیں ہوگی۔"

"قربانی دینے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اندھا دھند موت کے منہ میں کود پڑیں... سوچ سمجھ کر بھی قدم اٹھایا جا سکتا ہے..."

اخلاق نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا، پھر اس کے ہونٹ ہلے:

"میں موت کے منہ میں نہیں جا رہا تھا... ان لوگوں کو یہ احساس دلانا چاہتا تھا کہ ہم تم لوگوں سے نہیں ڈرتے۔ تم ہمارے مقابلے میں روبوٹ لے آؤ یا کچھ بھی کر لو۔"

"تب پھر تم کیا کرتے... روبوٹ کے دونوں ہاتھوں میں پستول ہیں... اور تم خالی ہاتھ ہو... یوں بھی پستول کی گولی تو اس پر اثر ہی نہیں

www.urdufans.com



کرے گی۔"

"میں اس کے نشانے کا امتحان کرنا چاہتا تھا... اس طرح آپ لوگوں کو اس سے جنگ کرنے میں آسانی ہو جاتی... اب بھی میں کہتا ہوں... آپ مجھے چھوڑ دیں..."

"اگر یہ کام کرنا ہے تو پھر ہم میں سے کوئی کیوں نہ کرے۔" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس لیے کہ آپ لوگ اس مہم کے لیے بہت اہم ہیں۔"

"نہیں اخلاق... ہم بھی کی اس مہم میں ضرورت ہے... بس تم آگے نہیں جاؤ گے... ہم دیکھتے ہیں... کہ اس کے خلاف کیا قدم اٹھایا جاسکتا ہے..."

آخر اخلاق اپنے ساتھیوں میں آگیا... سب نے اس کے کندھوں پر تھپکی دی... اس کے جذبے کی تعریف کی...

"اوہو... میں نے ایسا اپنی تعریف سننے کے لیے نہیں کیا۔" اس نے منہ بنایا۔

"ہم جانتے ہیں... ہم جانتے ہیں۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"ہوشیار! روبوٹ بہت نزدیک آگیا ہے... ہم جلد ہی اس کے پستولوں کی زد میں ہوں گے۔" کیپٹن حمید کی سرسراتی آواز سنائی دی...

انہوں نے جلدی جلدی پوزیشن سنبھال لی... اچانک اس کے دونوں پستولوں سے شعاعیں نکلنے لگیں... گویا وہ شعاعی پستول تھے...



شعاع نزدیک کے درختوں پر پڑی... انہوں نے درختوں کو گرتے دیکھا...

"ارے باپ رے۔" فاروق کے منہ سے مارے گھبراہٹ کے نکلا۔

"میرا خیال ہے... ہمیں اس پر فائرنگ کرنی چاہیے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

سب نے سر ہلا دیے... اور انہوں نے ایک ساتھ روبوٹ کا نشانہ لے کر فائرنگ کر دی... گولیاں سیدھی روبوٹ کی طرف گئیں اور پلٹ کر ان کی طرف آئیں... وہ پہلے ہی ہوشیار تھے... اور خود کو زمین پر گرا چکے تھے... لہٰذا گولیاں ان کے اوپر سے گزر گئیں...

"گولیوں کے ذریعے روبوٹ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا..." زانسپکٹر کامران مرزا نے اعلان کیا...

"اوہ... اوہ۔" ان سب کے منہ سے نکلا۔

"ادھر یہ صاحب درخت پر درخت گراتے آگے بڑھتے چلے آرہے ہیں... جلد ہی ہم تک نہ آجائیں۔" شوکی نے منہ بنایا۔

"لیکن! میں سمجھتا ہوں... ہم دوڑ کر اس سے دور ہو سکتے ہیں۔" پروفیسر بولے۔

"اوہ ہاں! یہ ہم سے تیز نہیں دوڑ سکتا۔"

"لیکن... دوڑ کر ہم اپنی منزل سے دور ہو جائیں گے..."

www.urdufans.com



کرنل بولے۔

"وہ اپنی منزل کی طرف ہمیں بڑھنے نہیں دے گا... پستولوں کی شعاع سے درخت گرتے جا رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہم پیچھے ہٹ کر دور کیوں جائیں... تھوڑا سا چکر لگا کر اس سے فاصلے پر رہتے ہوئے آگے نکل سکتے ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"بالکل ٹھیک۔" پروفیسر داؤد نے فوراً ان کی تائید کی۔

"آیئے پھر..."

اور پھر انہوں نے دوڑ لگا دی... اپنے اندازے کے مطابق چکر کاٹ کر پھر اسی طرف مڑے اور آگے بڑھے... لیکن جونہی پہلے جتنے فاصلے تک آگے آئے... روبوٹ وہاں بھی موجود تھا۔

"لیجئے... یہ صاحب تو یہاں بھی تشریف لے آئے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہ اس قدر تیز ہوگا... خیر کوئی بات نہیں... اس کا حل یہ ہے کہ اب ہم دو پارٹیوں میں تقسیم ہو جائیں... ایک پارٹی یہیں روبوٹ کو الجھائے رہے گی... جب کہ دوسری پارٹی اسی طرح چکر کاٹ کر واپس مڑے گی اور اس حد کو عبور کر جائے گی..." پروفیسر داؤد نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن پروفیسر انکل... اس صورت میں دوسری پارٹی پہلی تک



کیسے پہنچے گی... اگر وہ روبوٹ کو ختم نہ کر سکی... یا اسے ختم کرنے میں اسے دیر لگ گئی تو پہلی کب تک ان کا انتظار کرتی رہے گی... اس پر بھی غور کریں۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"بات معقول ہے۔" کرنل مسکرائے۔

"تب پھر آپ ہی بتائیں... اس آفت کا کیا کیا جائے۔" آصف نے منہ بھولا۔

"بلکہ اسے آفت کا پرکالا کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا۔" شوکی مسکرایا۔

"میں تو کہتا ہوں... پہلے اس سے جنگ کر لی جائے..." کرنل فریدی نے کہا۔

"وہ مارا۔" ایسے میں منور علی خان چلا اٹھے۔

"اللہ کا شکر ہے... جلدی بتایئے... کیا مارا۔"

"میں اپنے آنکڑے کے ذریعے اسے پستول سے محروم کر سکتا ہوں... نزدیک جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی..."

"زبردست۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"بس تو پھر... میں اپنا کام کرتا ہوں۔"

اور پھر انہوں نے ایک طرف ہو کر اپنا آنکڑہ گھمانا شروع کیا... اب وہ روبوٹ کے دائیں پہلو پر پہنچ چکے تھے... اچانک آنکڑہ تیر کی طرح اس کی طرف گیا۔ انہوں نے رسی کو پستول کی نال کے گرد لپیٹتے

www.urdufans.com



دیکھا... انہوں نے رسی کو جھٹکا دیا... پستول روبوٹ کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں بلند ہوا اور رسی کے زور پر منور علی خان کے پاس آ گرا۔

"بہت خوب! مزہ آ گیا۔" کرنل فریدی چلائے۔

"اب دیر نہ کریں انکل ... دوڑ کر اس کے بائیں بازو پر آ جائیں۔" کھسن چلایا۔

"اس کی ضرورت نہیں... میں یہاں رہ کر بھی آنکڑہ پھینک سکتا ہوں۔"

"تب پھر بسم اللہ کریں۔"

انہوں نے ایک بار پھر آنکڑے کو گھمایا اور چھوڑ دیا... وہ پھر روبوٹ کی طرف گیا... لیکن اس بار نیا کام ہو گیا... روبوٹ نے اپنا دایاں بازو یک دم آگے کر دیا... رسی اس کے بازو پر لپٹتی چلی گئی... ادھر منور علی خان نے یہ دیکھے بغیر کہ رسی پستول پر نہیں... اس کے ہاتھ پر لپٹ گئی ہے... جھٹکا مارا... اس جھٹکے سے روبوٹ تو اپنی جگہ سے نہ ہلا... البتہ منور علی خان فضا میں اچھلے اور تیر کی طرح روبوٹ کی طرف گئے۔

"انکل!!!" چھوٹی پارٹی مارے خوف کے چلائی...

عین اسی لمحے کرنل فریدی اور انسپکٹر جمشید نے چھلانگیں لگا دیں... اور درمیان میں تنی رسی سے ٹکرا گئے... ان کا اس طرح رسی سے ٹکرانا منور علی خان کو بچا گیا۔ ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا نے ایک اور کام دکھایا... وہ بلا کی رفتار سے لڑھکے اور روبوٹ والا پستول اٹھاتے ہی اس پر فائرنگ



کر دی...

پستول سے شعاع نکلی اور سیدھی روبوٹ کے سینے پر پڑی... بس پھر کیا تھا... ایک زوردار آواز گونجی... جیسے کوئی چیز پورے زور سے ٹوٹی ہو... یا جیسے بجلی کڑکی ہو... روبوٹ کو ایک زوردار جھٹکا لگا تھا... وہ لڑکھڑایا بھی تھا... لیکن گرا نہیں... اس کے فوراً بعد اس میں سے ان گنت جگہوں سے روشنیاں نکلنے لگیں۔ عجیب و غریب سی آوازیں بھی نکلنے لگیں... ان حالات میں وہ ان کی طرف بڑھا:

"ایک فائر اور انکل۔" محمود چلایا۔

انسپکٹر کامران مرزا نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... ایک بار اور ٹریگر دبا دیا... لیکن اس مرتبہ پستول سے کوئی شعاع نہ نکلی... شاید اسے ہر بار لوڈ کرنا پڑتا تھا... اور لوڈ کرنے کا طریقہ انہیں معلوم نہیں تھا... اس کے لیے پستول کو غور سے دیکھنا پڑتا... لیکن اتنا وقت وہاں تھا کس کے پاس... روبوٹ اب بہت تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"اب وقت ہے... دائیں بائیں سے ہو کر نکل جاتے ہیں... اور دوڑ لگا دیتے ہیں... اس طرح ہم لمحہ بہ لمحہ اپنی منزل کے قریب ہوتے جائیں گے۔" کرنل فریدی بلند آواز میں بولے۔

"ٹھیک ہے..." ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

اور پھر انہوں نے دائیں بائیں دو حصوں میں بٹ کر دوڑ لگا دی... اچانک ان کے اٹھتے قدم رک گئے... دائیں طرف بھی ایک اور

www.urdufans.com



روبوٹ تھا... اور بائیں طرف بھی... جب کہ ایک روبوٹ وہ درمیانا میں چھوڑ آئے...

"ارے باپ رے... یہ تو ایسا لگتا ہے جیسے یہاں کئی روبوٹ موجود ہیں، جب کہ ہم خیال کر رہے تھے کہ بس ایک ہی روبوٹ ہے... اُف مالک... اب... اب کیا ہوگا۔" خان رحمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بھول رہے ہو خان رحمان۔" پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"جی... بھول رہا ہوں... لیکن کیا... کیا بھول رہا ہوں۔"

"اوہ... اوہ۔" پروفیسر بولے۔

"یہ اوہ... اوہ تو میرے سوال کا جواب نہیں۔"

"میرا مطلب ہے... میں خود بھول گیا کہ تم کیا بھول رہے ہو۔"

"حد ہوگئی... تین تین روبوٹ سر پر ہیں... اور... ہم بھول بھلیوں میں پڑے ہیں... جب کہ یہ وقت ہے... ان سے مقابلے کا۔"

"بھول بھلیوں میں تو ہمیں یہ روبوٹ ڈالیں گے... اگر ہم ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔" پروفیسر داؤد نے خوف کے عالم میں کہا۔

"ہائیں... انکل... آپ اور خوف زدہ... ارے باپ رے" شوکی نے کانپ کر کہا۔

"ارے ہاں! یاد آگیا... میں کیا بھول گیا تھا... ہاں تو خان رحمان... میں کہہ رہا تھا بھول رہے ہو خان رحمان... وہی ہوگا جو اللہ کو منظور



ہوگا... تم نے کہا تھا نا اب کیا ہوگا۔"

"دھت تیرے کی..." محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا... لیکن اس سے بالکل ملا کھڑا تھا آصف... لہٰذا یہ ہاتھ اس کی ران پر پڑا... وہ بھنا کر اٹھا۔ چلا کر بولا:

"اندھے ہو کیا..."

"ہائیں... تم نے مجھے اندھا کہا... تمہاری تو ایسی کی تیسی..."

"وہ یک دم محمود پر جھپٹ پڑا... محمود بھی اس پر جھپٹ پڑا... دونوں گتھم گتھا ہو گئے... ساتھ ہی زمین پر گرے اور لڑھکنیاں کھاتے چلے گئے۔

"ارے ارے... یہ کیا... کچھ تو خیال کرو... وہ کیا خیال کریں گے۔" فرزانہ بوکھلا کر بولی۔

"کک... کون... کون کیا خیال کریں گے۔" پروفیسر داؤد بے خیالی کے عالم میں بولے۔

"جی... یہی... روبوٹ لوگ... اور یہاں خیال کرنے کے لیے ہے کون... ہم تو خیال کرنے سے رہے۔" فاروق جلدی جلدی بولا۔

"ارے ہائیں... یہ... یہ دونوں کہاں گئے۔" آفتاب کی خوف میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"کسی کے جانے اور کسی کے آنے سے کوئی فرق نہیں پڑا کرتا... لوگ آتے جاتے رہتے ہیں... ویسے تم کن دونوں کی بات کر رہے ہو۔"

www.urdufans.com



فاروق نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"کک... پپ۔" آفتاب کے منہ سے نکلا۔

"اچھا اچھا... تم کک اور پپ کی بات کر رہے ہو... میں کچھ اور سمجھا تھا۔" شوکی نے جلدی سے کہا۔

"وہ... وہ... پپ۔" آفتاب نے پھر کچھ کہنا چاہا، لیکن پھر فوراً ہی اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"ہاں! اب ٹھیک ہے... تم اسی طرح اچھے لگتے ہو... خبردار... جو منہ پر سے ہاتھ ہٹایا... روبوٹوں کی بددعا لگ جائے گی۔" فاروق نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا۔

"حد ہوگئی... اب روبوٹ بددعائیں بھی کرنے لگے... آپ سن رہے ہیں انکل..." یہ کہتے ہوئے شوکی اس سمت میں مڑا... جہاں بڑے کھڑے تھے... اور پھر مارے خوف کے اس کے منہ سے نکلا:

"ارے باپ رے... یہ... یہ سب بڑے کہاں غائب ہو گئے... اور ساتھ میں محمود اور آصف کو بھی لے گئے... ارے باپ رے... اب ہم ان روبوٹوں سے کیسے لڑیں گے... اور تو اور وہ تو داؤد انکل کو بھی ساتھ لے گئے..."

"نن... نہیں..." مارے خوف کے فاروق چلا اٹھا۔

"بھاگو... بھاگ کر جانیں بچاؤ... روبوٹ ہماری طرف آ رہے ہیں۔" آفتاب چلا اٹھا۔



اور پھر وہ سر پر پیر رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے...

بھاگتے بھاگتے وہ جنگلیوں تک پہنچ گئے... وہ پہلے ہی خوف سے لرز رہے تھے... انہوں نے کب روبوٹ دیکھے تھے... یا کب روبوٹوں کا مقابلہ کیا تھا... انہوں نے خان رحمان وغیرہ کی جنگ روبوٹوں سے دیکھی تھی۔ لہٰذا انہیں دوڑ کر اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ سب بھی بھاگ نکلے...

"ٹھہرو... ٹھہرو... ٹھہرو... رک جاؤ... اس طرح بھاگنے کے لیے میں نے نہیں کہا۔" فاروق نے چلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تب پھر... کس طرح بھاگنے کے لیے کہا تھا..." اس کے ساتھ دوڑتے ہوئے آفتاب نے پوچھا۔

"شوکی سے پوچھو... میرے پیچھے ہاتھ دھو کر نہ پڑو۔" فاروق بولا۔

"ایسے میں ہاتھ دھونے کی فرصت کسے ہے..." آفتاب نے منہ بنایا۔

"ارے باپ رے... یہ سب تو اس طرح بھاگ رہے ہیں... جیسے موت ان کا تعاقب کر رہی ہو... ہمیں تیز رفتاری کا ریکارڈ توڑنا ہوگا۔" شوکی کی آواز گونجی۔

"کیوں... اس نے ہمارا کیا بگاڑا۔" مکھن نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کک... کس نے۔"

"تیز رفتاری کے ریکارڈ نے کہ رہے ہو نا... اس کو توڑ دو۔" مکھن مسکرایا۔

www.urdufans.com



"توبہ ہے تم سے... میرا مطلب تھا... ان سے آگے نکل کر انہیں روکنا ہوگا... ورنہ اس ساری فوج کے جدھر سینگ سمائیں گے... یہ چلی جائے گی۔"

"اوہ... یہ تو اچھا نہیں ہوگا... بڑے ہماری بڑی طرح خبر لیں گے... آؤ... انہیں روکیں..."

انہوں نے ان سے آگے نکلنے کے لیے پوری رفتار سے دوڑنا شروع کیا... لیکن ابھی آگے نہیں نکل سکے تھے کہ جنگلیوں کا لشکر خود بخود رک گیا... پھر وہ بدحواسی کے عالم میں مڑا اور واپس دوڑنے لگا۔

"ارے ارے... کیا ہو گیا بھائی... یا تو اس طرف بھاگ رہے تھے... یا اب واپس بھاگ کھڑے ہوئے ہو... یہ کیا بات ہوئی۔" شوکی نے مارے حیرت کے کہا۔

"پتہ نہیں... پوچھ کر بتاؤں گا۔" آفتاب بولا۔

"کیا پوچھ کر بتاؤ گے اور کس سے پوچھ کر بتاؤ گے۔" شوکی بولا۔

"یہ کہ کوئی بات ہوئی یا نہیں... اور ظاہر ہے... ان جنگلیوں سے ہی پوچھ کر بتاؤں گا... تم سے تو پوچھنے سے رہا۔"

"تو ابھی پوچھ لو نا... ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟" فاروق مسکرایا۔

"کیا ہوا بھائیو... تم تو منہ اٹھائے اس طرف بھاگے جا رہے تھے... اب یکا یک واپسی کی کیوں سوجھ گئی۔" آفتاب بلند آواز میں بولا۔

"وہ... وہ... اس طرف ہیں۔" سردار نے کانپ کر کہا۔



"آپ کا مطلب ہے... اس طرف دو عدد 'وہ' ہیں۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"وہت تیرے کی..." شوکی نے جھلا کر کہا۔

"اس طرف سے بھی روبوٹ چلے آ رہے ہیں۔" سردار چلا اٹھا۔

"کیا!!!... ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ارے تو پھر دائیں طرف بھاگو نا... اس طرف تو پہلے ہی روبوٹ موجود ہیں۔" آفتاب نے تلملاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے... آؤ دوستو!"

انہوں نے دائیں طرف دوڑ لگا دی... لیکن پھر انہیں جھٹکے سے رک جانا پڑا... کیونکہ اس طرف سے بھی روبوٹ آ رہے تھے۔

"مارے گئے... یہ... یہ چاروں طرف موجود ہیں۔"

"تن... نہیں..." وہ کانپ گئے۔

"اور... اور بڑوں کا اور باقیوں کا کوئی پتہ نہیں۔"

"اُف مالک... اب... اب کیا ہوگا۔"

ان کے منہ سے کھوئے کھوئے انداز میں نکلا... ساتھ ہی انہوں نے دیکھا... جنگلی تھر تھر کانپ رہے تھے... کم از کم ان میں روبوٹوں سے لڑنے کی قطعاً جرأت نہیں تھی... جلد ہی انہوں نے بائیں طرف سے بھی روبوٹوں کو آتے دیکھا۔

☆☆☆

www.urdufans.com



# نئی فوج

وہ چاروں طرف سے روبوٹوں کے گھیرے میں آ چکے تھے اور ان کے باقی ساتھیوں کا دور دور تک پتا نہیں تھا... ان کے دل بیٹھنے لگے... ان کے ساتھی انہیں بے یار و مددگار چھوڑ کر نہیں جا سکتے تھے... لیکن اگر ان کی قربانی دینے سے وہ دشمن کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ سکتے تو وہ ایسا کر بھی سکتے تھے، لہٰذا یقین سے کچھ کہنا مشکل تھا... اب ان کے سامنے سوال یہ تھا کہ وہ کیا کریں... ہر روبوٹ کے ہاتھوں میں دو پستول تھے، اس وقت کم از کم آٹھ روبوٹ انہیں گھیرے میں لے چکے تھے۔ گویا سولہ پستول، وہ بھی شعاعی، ان پر تنے ہوئے تھے... روبوٹ اگر ان پر شعاعوں سے فائرنگ شروع کر دیتے تو وہ چرمر ہو جاتے... انہوں نے ان درختوں کو جل کر سیاہ ہوتے ہوئے دیکھا تھا جن پر پستولوں کی شعاعیں پڑی تھیں... یہ بات نہیں تھی کہ ان کو آگ لگ گئی تھی... نہیں بلکہ شعاع پڑتے ہی وہ جھلس گئے تھے اور ان کا رنگ سیاہ ہو گیا تھا۔ ان حالات میں بھلا انسانی جسم کیوں جھلس کر کوئلہ نہ بنتے... اور ایسا ہوتے ہوئے جنگلیوں نے بھی دیکھا تھا... لہٰذا وہ سب کے



سب خوف زدہ تھے... ایسے میں ایک آواز ابھری:

"تم لوگوں کے باقی ساتھی کہاں ہیں... اگر وہ فوراً سامنے نہ آئے تو تم لوگوں کو جلا ہوا کوئلہ بنا دیا جائے گا۔"

یہ آواز اس مقام پر آنے کے بعد انہوں نے پہلی مرتبہ سنی تھی... اور مزے کی بات یہ تھی کہ تمام روبوٹوں کے منہ سے ایک ہی وقت میں آتی سنائی دی تھی۔ انہوں نے چاروں طرف دیکھا، ان کے ساتھیوں کا دور دور تک کوئی پتا نہیں تھا... حیرت کی بات تھی... وہ ان روبوٹوں کی نظر بچا کر کہیں چھپنے میں آخر کس طرح کامیاب ہو گئے تھے...

"آپ لوگ کہاں ہیں... ہمیں آواز دیں... یہ روبوٹ آپ کو یاد کرتے ہیں۔" فاروق نے روتی آواز منہ سے نکالی۔

انہیں ہنسی آ گئی... آفتاب نے فوراً کہا:

"کم از کم آواز کو تو بارعب بنا لو... یہ لوگ کیا خیال کریں گے۔"

"کون لوگ... تمہارا مطلب ہے... روبوٹ۔"

"نہیں... یہ جنگلی... سوچیں گے... ہمیں ساتھ لے کر چلنے والے لوگ کس قدر بزدل ہیں۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"اچھا سنو... میں آواز کو بارعب بنا رہا ہوں... تم بھی کیا یاد رکھو گے کہ کسی رئیس نے آواز کو بارعب بنایا تھا۔"

"حد ہو گئی..." شوکی جھلا اٹھا۔

"نہیں... بالکل نہیں... میں نے کب کہا... کہ اس بات کی کوئی

www.urdufans.com



حد نہیں ہے... ان حالات میں کوئی حد لائے بھی کہاں سے..."

"ہم فائر کرنے لگے ہیں۔" آواز لہرائی۔

"ابا جان... آپ نے سنا... یہ فائرنگ کرنے لگے ہیں۔ اس کے بعد جو ہمارا حال ہوگا اس کا اندازہ تو آپ کو ہوگا ہی۔"

"ہم اس طرف موجود ہیں... روبوٹ اگر ہمیں ختم ہی کرنے پر تل گئے ہیں تو انہیں اپنے پیچھے لگا کر اس طرف لے آؤ۔" انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

"کک... کس طرف... اور یہ ہماری تجویز کیوں ماننے لگے..."

"ان کا آپریٹر سن رہا ہے... وہی تم سے بات کر رہا تھا... ہم یہاں سے تمہاری کمر کی طرف ہیں... آنے دو انہیں... بلکہ بہتر یہ رہے گا کہ انہیں اپنے آگے چلنے دو۔"

"کیا خیال ہے... روبوٹ صاحبان... آپ کا لشکر چلنے کے لیے تیار ہے یا نہیں۔"

"نہیں... ہم تم لوگوں کو ختم کر رہے ہیں... وہ خود ہی یہاں آجائیں گے... تم لوگوں کی لاشیں وہ جوں کی توں تو چھوڑ نہیں دیں گے۔"

"روبوٹ ہوتے ہوئے بھی آپ کافی عقل مند ہیں۔" فاروق نے خوشی کا اظہار کیا۔

"بے وقوف! یہ نہیں... ان کا باس۔" آواز آئی۔



"کک... کون بے وقوف... آپ کا مطلب ہے... یہ روبوٹ بے وقوف نہیں ہے... بلکہ ان کا باس بیوقوف ہے... لیکن ابا جان... یہ کیسے ممکن ہے... باس ہی نے تو انہیں بنایا ہے..."

"میں نے بے وقوف تمہیں کہا ہے۔"

"بہت بہت شکریہ! آپ نے کچھ تو کہا... اگر آپ کچھ بھی نہ کہتے تو مجھے بہت افسوس ہوتا۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"... خود کو بے وقوف کہلا کر خوش ہو رہا ہے..." آفتاب جھلا اٹھا۔

"ہم فائر کر رہے ہیں۔"

"اچھی بات... یہ لو... ہم سامنے آرہے ہیں... ان لوگوں کی کمر کی طرف دیکھو، بگٹٹ۔"

"بگٹٹ... یہ کیا ہوتا ہے۔" روبوٹوں کے موجد کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

"یہ لوگ سامنے سے ہٹ جائیں گے، تبھی ہم تمہیں نظر آئیں گے نا۔"

"یہ لیجیے! ہم ہٹ گئے..."

یہ کہتے ہی وہ دائیں بائیں ہٹتے چلے گئے... اور کافی فاصلے پر چلے گئے۔ ادھر روبوٹوں نے اس طرف دیکھا، جس طرف سے آواز آئی تھی... روبوٹوں کو سامنے کچھ بھی نظر نہ آیا... البتہ آواز ضرور اسی طرف سے آئی تھی

www.urdufans.com



...وہ تیزی سے دائیں بائیں مڑے... گویا فاروق وغیرہ کو دیکھنا چاہتے تھے... لیکن وہ انہیں نہ دائیں... نظر آئے... نہ بائیں۔

"ارے! یہ کہاں چل دیے۔" موجد کی حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی پھر اس کی چیختی آواز گونجی۔

"ان لوگوں کو تلاش کرو... لیکن سب نہیں... تم میں سے 1 تا 5 سیدھے جاؤ... جس طرف سے انسپکٹر جمشید کی آواز آئی تھی۔

روبوٹ فوراً حرکت میں آگئے... ایسے میں انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور کرنل فریدی ان کے سامنے کھڑے نظر آئے:

"لو روبوٹ دوستو! تم بھی کیا یاد کرو گے... اب ذرا ہمارے ان شیروں کا مقابلہ کر کے دکھاؤ۔" فاروق کی شوخ آواز لہرائی۔

"ارے مم... مگر... ہائیں۔" آفتاب نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"کیا ہوا بھائی... خیر تو ہے..."

"وہ... مم... بق... سس۔" آفتاب ہکلایا۔

"ہاں... بہت خوب صورت ہوتا ہے۔" فاروق خلا میں گھورتے ہوئے بولا۔

"کک... کون... کیا؟" محسن کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مم بق سس... اور کیا۔" فاروق نے اسے گھورا۔

ادھر پانچوں روبوٹ برابر ان تینوں کی طرف بڑھ



رہے تھے... اور وہ ان کے سامنے ڈٹے کھڑے تھے... پھر جونہی وہ ان کی زد میں آئے... پانچوں نے شعاعی پستولوں سے فائرنگ شروع کر دی... انہوں نے اپنے تینوں ساتھیوں کو حیرت انگیز تیزی سے ادھر ادھر گر کر لڑھکتے دیکھا... وہ حیران رہ گئے... روبوٹوں کے نشانے بالکل خطا گئے تھے...

"واہ... مزہ آگیا... یہ بات پہلے کیوں نہ سوجھی۔" فاروق چہکا۔

"اللہ کا شکر کرو... سوجھ تو گئی..." اشفاق کی آواز سنائی دی...

"اس طرح تو ہم بھی ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں... آؤ دوستو... تم ہم پر فائرنگ کرو... ہم تمہیں فائرنگ کی دعوت دیتے ہیں۔" فرزانہ کی آواز گونجی۔

"دعوت بھی دی تو کس چیز کی۔" فرحت بھنا اٹھی۔

"ان حالات میں اور دعوت دی بھی کس چیز کی جا سکتی ہے۔"

اس وقت تک باقی پانچ روبوٹ ان کی طرف پستول تان چکے تھے اور برابر آگے بڑھ رہے تھے... اب وہ پہلے جیسا خوف تو محسوس نہیں کر رہے تھے... لیکن پھر بھی شعاع والے پستولوں سے بچنا اتنا آسان کام نہیں تھا... نہ وہ ان تینوں کے برابر پھرتیلے تھے... ان باتوں کے باوجود... وہ ان کے مقابلے میں ڈٹ گئے تھے۔ اس کے سوا اب چارہ بھی کیا تھا...

www.urdufans.com



"ارے ایہ کیا!!!" محسن کی حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی...

انہوں نے دیکھا... محسن کی نظریں بڑوں کی طرف اٹھی ہوئی تھیں... اب جو انہوں نے اس طرف دیکھا... ان کی آنکھوں میں بھی حیرت دوڑ گئی... پانچ روبوٹوں میں سے اب انہیں تین نظر آرہے تھے:

"یہ... یہ کیا۔" موجد کی حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی... گویا اسے بھی دو روبوٹوں کے غائب ہونے پر حیرت ہوئی تھی... اور غالباً... وہ اس وقت نظروں سے اوجھل ہوئے تھے جب وہ چھوٹی پارٹی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"وہ مارا۔" انسپکٹر جمشید کی خوشی سے بھرپور آواز گونجی... پھر انہوں نے کہا:

"فاروق آصف... تم سب چکر کاٹ کر ہماری پشت پر آجاؤ... روبوٹ کم از کم تم سے تیز نہیں دوڑ سکتے۔"

"جی بہتر!" انہوں نے کہا اور دوڑ لگا دی... اس طرح انہیں ایک لمبا چکر کاٹنا پڑا... تب کہیں جا کر وہ ان تینوں کی پشت پر پہنچے... لیکن یہاں پہنچ کر ایک دوسری حیرت کا انہیں سامنا کرنا پڑا... اب ان کے سامنے باقی تین روبوٹ بھی نظر نہیں آرہے... البتہ باقی پانچ ان کی طرف رخ کر چکے تھے... انہوں نے فاروق وغیرہ کا تعاقب نہیں کیا تھا... پشت پر پہنچ کر انہوں نے ایک اور عجیب منظر دیکھا... اور پھر وہ بھی اس منظر



حصہ بن گئے...

اب ان میں صرف انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور کرنل فریدی کھڑے نظر آئے... اور ان کی طرف پانچ عدد روبوٹ چلے آرہے تھے... باقی پورے جنگل میں اب کوئی نظر نہیں آرہا تھا... پانچوں روبوٹ لمحہ بہ لمحہ ان کی طرف بڑھ رہے تھے... اور ادھر ان کا موجد بھی حیرت زدہ تھا کہ اس کے پانچ روبوٹ کہاں گئے شاید مارے حیرت کے اب اس کی آواز تک نہیں نکل رہی تھی...

اسی وقت روبوٹوں نے فائرنگ کر دی... وہ لوٹ پر لوٹ لگاتے چلے گئے۔ روبوٹ اچھل اچھل کر ایک ساتھ آگے بڑھے... اچانک وہ منظر سے غائب ہو گئے:

"لو میاں باس... تمہارے دس روبوٹ تو پار ہو گئے۔" انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

جواب میں اس کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا...

"اگر تم کوئی جواب دینے کے قابل نہیں رہے تو یہ لو... ہم بھی منظر سے ہٹ رہے ہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ان تینوں نے اپنی جگہ سے چھلانگیں لگا دیں اور پھر وہ بھی غائب ہو گئے... یوں لگا جیسے انہیں زمین کھا گئی ہو...

اور بات تھی بھی یہی... اس جگہ زمین بہت نرم تھی... ان سب

www.urdufans.com



نے مل کر وہاں ایک گڑھا کھود ڈالا تھا... اس سلسلے میں محمود کے چاقو سے بہت کام لیا گیا تھا... کچھ چیزیں منور علی خان کے پاس تھیں... ان کی مدد سے انہوں نے بلا کی تیزی سے ایک گڑھا تیار کیا تھا... جب وہ اس کام میں کامیاب ہو گئے، تب ان میں سے صرف انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور کرنل فریدی روبوٹوں کے سامنے آ کھڑے ہوئے تھے... اور ڈٹ گئے تھے... اور آخر انہوں نے روبوٹوں کو گھیر گھار کر اس گڑھے میں گرا دیا تھا... نیچے زمین اور نرم تھی... وہ ایک دوسرے کے اوپر چڑھ کر گڑھے سے نکل آئے تھے اور گڑھے کے کنارے اس طرح لیٹ گئے تھے... کہ وہاں سے انہیں دیکھا نہیں جا سکتا تھا... دس کے دس روبوٹ اب اسی گڑھے میں دھنسے ہوئے تھے اور گڑھے سے اوپر آنے سے قاصر تھے... اور یہ ان کی بہت بڑی کامیابی تھی... اس کامیابی پر وہ جس قدر بھی خوش ہوتے... کم تھا... ایسے میں کرنل فریدی کی آواز ابھری:

"اب ہمیں اس جگہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے... جلدی جلدی ان پر مٹی ڈالیں اور آگے چلیں۔"

وہ سب بلا کی تیزی سے حرکت میں آ گئے... روبوٹوں کے اوپر بہت تیزی سے مٹی گرنے لگی... پہلے ان کے نچلے حصے مٹی میں چھپے..... پھر درمیانی حصے اور آخر میں مٹی ان کے سروں تک آ گئی...

"لیجیے... روبوٹوں کی قبر تیار ہے... میاں باس بھی کیا یاد کریں گے۔" فاروق کی آواز سنائی دی... اور وہ سب بے ساختہ مسکرا دیے... پھر



جب روبوٹ اچھی طرح مٹی کے نیچے دب گئے... اور اس کے بعد بھی انہوں نے خوب مٹی ڈال دی... تب وہ ہاتھ اور کپڑے جھاڑ کر جنگل کی طرف آگے بڑھے اور آگے کیا بڑھے... بے تحاشہ دوڑ پڑے... جب انہیں یقین ہو گیا کہ اب روبوٹ ان کے پیچھے نہیں آ رہے... تب انہوں نے دوڑنا بند کیا... اور معمول کی رفتار سے چلنے لگے۔

"اللہ کا شکر ہے... روبوٹوں کے لشکر سے نجات ملی۔" خان رحمان کی آواز سے گہرا اطمینان جھانک رہا تھا...

"بے چارے روبوٹ... مٹی میں دفن کیا سوچ رہے ہوں گے۔" مکھن نے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

"ان کے موجد کی بات کرو کہ وہ کیا سوچ رہا ہو گا۔" آصف نے اسے گھورا۔

"اس کے بارے میں بھلا ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ کیا سوچ رہا ہو گا۔" مکھن مسکرایا۔

"حد ہو گئی... توبہ ہے تم لوگوں سے۔" انسپکٹر جمشید جھلا اٹھے، کرنل فریدی اور کیپٹن حمید مسکراتے نظر آئے... پھر فریدی کے منہ سے نکلا:

"بہت پیارے بچے ہیں اور ان سے زیادہ ان کی حرکات پیاری ہیں۔"

وہ شرما گئے... اب ان کا سفر جنگل کے اس حصے کی طرف شروع ہوا... جس طرف سے روبوٹ آتے نظر آئے تھے۔

www.urdufans.com



"کیا یہی آپ کا جنگل ہے۔" خان رحمان نے مڑ کر سردار سے پوچھا۔

"ہاں بالکل ... لیکن ہماری رہائش ان اطراف میں نہیں تھی... یہاں سے بہت آگے تھی۔"

"اس کا مطلب ہے... ہمیں وہیں جانا ہوگا... اب یا تو ان لوگوں کا ہیڈ کوارٹر وہاں ہے... یا اس سے بھی آگے کسی جگہ۔"

"اور ہمیں اس جھڑپ پر افسوس ہے ... جو آپ لوگوں سے ہوئی۔" کرنل فریدی بولے۔

"لیکن انکل... یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ ہمیں لوٹنا کیوں چاہتے تھے۔"

"ہم لوٹنے وونے کے موڈ میں نہیں تھے... جاننا چاہتے تھے... آپ لوگ کون ہیں ... لوٹنے کا تو ہم نے سوانگ رچایا تھا..." کیپٹن حمید مسکرایا۔

"ہمیں تو آپ سچ مچ کے ریڈ انڈین لگ رہے تھے ... یہ تو ہمارے بڑے ساتھی تھے جنہوں نے فوراً ہی جان لیا... اور یہ اچھا ہی ہوا... ورنہ دونوں پارٹیوں میں جنگ چھڑ جاتی ... اور آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا۔" فاروق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کک... کیسے... کیا ہمیں۔" کیپٹن حمید نے ہکلاتے ہوئے انداز میں کہا۔



"تو اور کیا ہمیں ہو جاتا..." فاروق نے بھی اس کی طرف تیز نظروں سے دیکھا۔

"بُری بات فاروق... یہ تم سے عمر میں بڑے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

"اوہ... معافی چاہتا ہوں..."

"کوئی بات نہیں فاروق... میں بات کر لیتا ہوں... میں تو عمر میں چھوٹا نہیں ہوں..." خان رحمان گویا خم ٹھونک کر بولے۔

"آپ ... آپ کیا بگاڑ لیتے ہمارا... بھیگی بلی تو نظر آ رہے تھے... اس وقت۔" کیپٹن حمید نے فوراً کہا۔

"نہیں حمید بُری بات... باتیں ہی کرنی ہیں تو پیار بھرے رنگ میں کرو..." کرنل بولے۔

"آئیں بھئی... پیارے بھرے انداز میں باتیں کریں۔" کیپٹن حمید نے بُرا سا منہ بنایا۔

"اس طرح کی جاتی ہوں گی۔" آصف جل گیا۔

"تو پھر کس طرح کی جاتی ہیں... ذرا میں بھی تو سنوں۔"

"عینک تو لگا لیں پہلے آنکھوں پر... تبھی تو سنیں گے۔" آفتاب بولا۔

"میں ناک سے سنتا ہوں..." کیپٹن حمید نے بھنا کر کہا۔

کئی چہروں پر مسکراہٹیں تیر گئیں...

www.urdufans.com



"اور اس وقت آپ ناک سے کیا سن رہے ہیں۔" محسن کی آواز سنائی دی۔

"دھمک..." فرزانہ بول پڑی۔

"لیجیے... سن رہے ہیں... بھائی کیپٹن... کان ان کے بج رہے ہیں۔"

"نن نہیں... میں دھمک سن رہی ہوں۔"

فرزانہ کی آواز میں خوف تھا... انہوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا... پھر ان کی نظریں سامنے کی طرف اٹھ گئیں... انہیں اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے... شیروں، ہاتھیوں اور گینڈوں کی ایک قطار چلی آ رہی تھی... ان کی کمروں پر ایسے انسان بیٹھے تھے... جو عجیب و غریب لباسوں میں تھے... ان لباسوں کو لوہے کا نہیں کہا جا سکتا تھا... اور نہ ہی وہ کپڑے کے تھے... نہ جانے کس چیز کے بنے ہوئے تھے... انہوں نے اس قسم کے لباس پہلے نہیں دیکھے تھے... اور ان کی تعداد پچاس سے کم نہیں تھی۔ چہرے بھی لباس کے اندر تھے۔ نیم دائرے کی صورت میں وہ ان کے سامنے آ کر رک گئے... وقت سے پہلے ان کی آمد کا پتا انہیں اس لیے نہیں چل سکا تھا کہ وہ ان درندوں کو بہت آرام اور سکون سے چلاتے ہوئے ان کے سامنے پہنچے تھے۔ شاید اسی لیے فرزانہ کو بھی اسی وقت پتا چلا تھا جب وہ سامنے پہنچ گئے تھے... اتنا ضرور تھا کہ فرزانہ کو باقی سب لوگوں سے پہلے احساس ہو گیا تھا۔



"تم لوگوں کے لیے بہتر یہی ہے کہ خود کو ہمارے حوالے کر دو... جنگ کی صورت میں صرف تمہیں نقصان پہنچے گا... ہمارا بال بھی بیکا نہیں ہوگا۔"

"ہمیں تم لوگوں کے بال بیکے کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔" خان رحمان نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خیر... اگر تم لڑنا ہی چاہتے ہو... تو پہلے اپنے ہتھیار ہم پر آزما لو... کرو فائرنگ..."

"ضرور... کیوں نہیں۔"

انہوں نے اپنے اسلحے سے ان پر فائرنگ شروع کر دی... لیکن تمام گولیاں ان سے ٹکرا ٹکرا کر زمین بوس ہو گئیں... اور واقعی ان کا بال بھی بیکا نہ ہوا... اب تو ان کے ہوش اڑنے لگے... کیونکہ درندوں پر سوار ان دشمنوں کے پاس تو اسلحہ بھی ہر قسم کا نظر آ رہا تھا... اور پھر ان کی رائفلیں ان سب کی طرف اٹھ گئیں...

"اپنے ہتھیار گرا دو... ورنہ ہم فائرنگ کر رہے ہیں۔" ان کا کمانڈر بولا... وہ ان سے آگے تھا۔

☆☆☆

www.urdufans.com



# منہ کی بات

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں:

"کیوں جی... اب کیا کریں... کیا پروگرام ہے۔"

"ٹھیک ہے... ہم ہتھیار گرا رہے ہیں۔" انہوں نے کرنل فریدی کی آواز سنی۔

"لیکن کیوں انکل... ہم ان کا مقابلہ کیوں نہ کریں۔" شوکی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اس لیے کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے... پھر ہمارا کوئی ہتھیار ان پر کارگر نہیں ہو رہا... یہاں درخت بھی بہت فاصلے پر ہیں... قدم قدم پر درخت ہوتے تو اور بات تھی... اور پھر..." وہ یہاں تک کہہ کر رک گئے۔

"اور پھر کے بعد آپ نے کچھ نہیں کہا۔" فاروق کے لہجے میں حیرت در آئی۔

"وہ تم کہو۔" کرنل فریدی مسکرائے۔



"مم... میں... یعنی کہ میں کہوں..."

"تم ہی بتاؤ گے۔" وہ بولے۔

"اچھا تو پھر سنیے... اور پھر ہمیں تو خود..."

"بس بس..." کرنل فریدی بول اٹھے۔

"کک... کیا ہوا انکل؟" محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"میں سمجھ گیا... جو یہ سمجھے ہیں... لہٰذا بات کو ظاہر کرنے کا کیا فائدہ۔"

"سب جان لیتے۔" پروفیسر داؤد نے منہ بنایا۔

"انسپکٹر جمشید آپ کے کان میں بتا دیں گے۔" وہ مسکرائے۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم واقعی ہتھیار گرا رہے ہیں۔" آفتاب کے لہجے میں مایوسی تھی۔

"کیا کیا جائے... مجبوری ہے۔" انہوں نے کندھے اچکائے۔

اور پھر ان سب نے اپنے ہتھیار گرا دیے... ہتھیار انہوں نے پنجے سے چند قدم آگے گرائے تھے۔

"سمیٹ لو ان کے ہتھیار۔"

ان میں سے چار اپنے درندوں سے نیچے اترے اور ان کے ہتھیاروں کی طرف بڑھے...

"مم... میرا دل گھبرا رہا ہے ابا جان... اللہ کے لیے خود کو ان کے حوالے نہ کریں... کہیں ہم ان کے شکنجے سے نکل نہ سکے تو کیا

www.urdufans.com



ہوگا... اس وقت ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں۔" شوکی نے دبی آواز میں کہا... اس کی آواز میں درد تھا... التجا تھی... اور آنکھوں میں آنسو تھے۔

انسپکٹر جمشید کو ایک جھٹکا سا لگا... ان کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی... پھر انہوں نے خواب کی سی حالت میں اپنے آپ سے کہا:

"میں... میں شوکی کی بات ماننے پر مجبور ہوں۔"

"واہ... مزہ آ گیا۔"

سب کے چہرے کھل اٹھے... گویا سب کے سب یہی چاہتے تھے... پھر جونہی وہ ہتھیاروں کے نزدیک پہنچ کر انہیں اٹھانے کے لیے جھکے... چار بڑے حرکت میں آئے اور انہیں چھاپ بیٹھے۔ انہوں نے ان کی گردنوں کو اس طرح قابو میں کیا کہ وہ ذرا بھی حرکت کرتے تو ان کی گردنیں ٹوٹ جاتیں... اور حیرت انگیز بات یہ تھی اور ایسا نہ کیوں نہ ہوتا جبکہ اپنی ٹریننگ کے زمانے میں انسپکٹر جمشید کرنل فریدی سے بے حد متاثر تھے اور ان ہی کا انداز اپنانے کی کوشش کرتے رہے تھے۔ یہ انداز کرنل فریدی کا ہی ایجاد کردہ تھا بعد میں انسپکٹر جمشید نے ہی یہ انداز اپنے ساتھیوں کو سکھایا تھا۔ کہ کرنل فریدی نے بھی بالکل انہی کے انداز میں اپنے شکار کو پکڑا تھا...

اب چاروں دشمن انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا، خان رحمان اور کرنل فریدی کے قابو میں تھے... جب کہ کیپٹن حمید باقی لوگوں کے پاس کھڑا ہوا تھا...



"یہ... یہ کیا... مطلب یہ کہ تم چال چل گئے۔" ان کے افسر نے کہا۔

"بس کیا کرتے... مجبور تھے... چال نہ چلتے تو تم لوگوں کی چال میں آتے... لہٰذا یہی بہتر نظر آیا۔"

"تم نے اپنے پیروں پر خود کلہاڑی ماری۔" افسر غرایا۔

"فن نہیں تو... بڑے بھائی... کیوں مذاق کرتے ہو... اس جنگل میں کلہاڑی تو ابھی تک ویسے بھی کہیں نظر نہیں آئی۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"اب تمہیں اتنی کلہاڑیاں نظر آئیں گی کہ یاد کرو گے۔" اس نے پھر گرج کر کہا۔

"ارے باپ رے... ہمیں نہیں معلوم تھا۔" آفتاب کی آواز سنائی دی۔

"کیا معلوم نہیں تھا۔" افسر نے چلا کر کہا۔

"یہ کہ آپ کا کلہاڑیوں کا کاروبار ہے... ویسے یہ کاروبار ہے خوفناک... کلہاڑی کے لفظ سے ہی خوف ٹپکتا ہے۔" فاروق جلدی جلدی بولا۔

"ابھی کیا ہے... ابھی تو خون ٹپکے گا ان سے۔" وہ ہنسا۔

"دیکھیے جناب... جب یہاں کلہاڑیاں ہیں ہی نہیں تو خون کہاں سے ٹپک پڑے گا... اس کے لیے ضروری ہے... پہلے آپ جا کر

www.urdufans.com



کلہاڑیاں لے آیئے... ہم یہیں ٹھہر کر آپ کا انتظار کریں گے۔" مکھن کی شوخ آواز گونجی۔

"پاگل ہوئے ہو... ہم کیوں لگے یہاں ٹھہرنے... ہم تو اس طرح غائب ہوں گے جس طرح گدھے کے سر سے سینگ... ویسے تو ہم اس وقت کہہ سکتے ہیں... گدھا کیا جانے زعفران کا بھاؤ۔" وہ جلدی جلدی کہتا چلا گیا۔

"بلکل بے سروپا بات..." رفعت چلائی۔

"نہ سر نہ پیر۔" فرحت نے اس کی تائید کی۔

"ایسے میں ہم سر پیر کہاں سے لائیں... بے تکی باتیں نہ بگھارو۔" آصف جل گیا۔

"ہاں واقعی... جہاں محاورے بگھارے جا رہے ہو... وہاں باتوں کی کیا دال گلے گی..."

"اوہو... تو ہم گوشت سے کام چلا لیں گے۔"

"کک... کیا کہا... گوشت... ارے باپ رے... وہ دیکھیں آسمان پر کیا ہے۔" محمود پوری قوت سے خوف زدہ انداز میں چلایا۔

درندوں پر سوار سبھی دشمن بے اختیارانہ انداز میں اوپر کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئے... لیکن وہاں کیا ہوتا... البتہ سورج ضرور چمک رہا تھا... عصر کا وقت ہو چلا تھا... سورج مغرب میں جھک چکا تھا۔

افسر اور اس کے ساتھیوں نے آسمان پر کچھ نہ پایا تو سمجھ گئے...



ان لوگوں کا مذاق تھا... چنانچہ تلملا کر نیچے کی طرف نظریں گھمائیں اور پھر بڑی طرح چونک اٹھے:

ان کے چاروں ساتھی زمین پر ساکت پڑے نظر آئے اور ان لوگوں میں سے کوئی ایک بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

"جلدی کرو... تلاش کرو... وہ ابھی دور نہیں گئے... بس یہیں کہیں چھپے ہیں... ہیں بھی نہتے... ان کے ہتھیار جوں کے توں پڑے ہیں۔ یاد رکھو... اگر یہ لوگ نکل گئے تو پروفیسر ہمیں نہیں چھوڑے گا۔" افسر یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"آپ سن رہے ہیں انکل... کیا آپ انہیں نہیں چھوڑیں گے۔" وہ جس جگہ چھپے ہوئے تھے... وہیں یہ بات فاروق نے کہہ ڈالی۔

"حد ہو گئی... یار وہ اپنے والے پروفیسر کی بات کر رہا ہے... میں کون ہوتا ہوں، انہیں نہ چھوڑنے والا... اور پھر میں نے انہیں پکڑا ہی کب رکھا ہے۔"

"توبہ ہے تم سے جب بولو گے، چھپر پھاڑ کر بولو گے۔"

"تم لوگ ذرا دیر کے لیے چپ نہیں رہ سکتے... انہیں سن گن لگ گئی تو سیدھے ادھر آئیں گے۔"

ادھر درندوں پر سوار لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے... گویا ان کی تلاش شروع ہو گئی... ان لوگوں کو بے فکری یہ تھی کہ ان پر کوئی گولی یا خنجر تو اثر کر نہیں سکتا تھا... اور یہ بات انسپکٹر جمشید اور باقی لوگ بھی بخوبی محسوس

www.urdufans.com



کر چکے تھے۔ ایسے میں ایک دشمن ایک درخت کے بالکل نزدیک سے گزر رہا تھا کہ اس کی گردن کسی کے بازو میں آ گئی... اور بازو شکنجے کی طرح کسا گیا۔ اس کی آنکھیں باہر کو ابلنے لگیں... لیکن یہ وقت اس پر ترس کھانے کا نہیں تھا... لہٰذا گرفت میں لینے والے نے تو اس کی گردن کو ایک جھٹکا دیا... اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی... یہ وار کرنے والا کیپٹن جمشید تھے... اسی طرح ان کے ساتھیوں نے ایک ایک دو دو کر کے ان لوگوں کو شکار کرنا شروع کر دیا...

"شکار مزے کا ہے۔" خان رحمان نے منور علی خان سے ہنس کر کہا... دونوں نزدیک ہی تھے...

اسی وقت انسپکٹر کامران مرزا کی آواز سرگوشی کے انداز میں سنائی دی:

"میری ایک تجویز ہے... بلکہ مشورہ ہے۔"

"ہم آپ کے مشورے کو تجویز اور تجویز کو مشورہ ماننے کے لیے تیار ہیں۔" آفتاب کی آواز ابھری۔

دراصل اس وقت ان کے آس پاس کوئی دشمن نہیں تھا... ورنہ وہ اتنی آہستہ آواز سے بھی بات نہیں کر سکتے تھے۔

"خیر خیر... میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا چاہیے... یہاں تک کہ ہم اپنے پہلے والے جنگل میں کافی دور تک پہنچ جائیں... وہاں گھنے درخت ہیں اور ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں۔"



"آپ نے میرے منہ کی بات چھین لی۔" کیپٹن جمشید کی آواز ابھری۔

"ہم... معافی چاہتا ہوں... نادانستہ ایسا ہو گیا۔" انسپکٹر کامران مرزا گھبرا کر بولے۔

"لیجیے... ہمیں روکتے روکتے... خود ہماری طرز پر چل نکلے۔" آصف نے منہ بنایا۔

"میں تم سے بھی معافی مانگ لیتا ہوں۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"دیکھیے... اب آپ ہمیں شرمندہ کرنے پر تل گئے ہیں۔"

"ہم وقت تو ضائع نہیں کر رہے... اس وقت سنہری موقع ہے... دشمن ہم سے کافی فاصلے پر ہمیں تلاش کر رہا ہے۔" انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

وہ جیسے یک دم ہوش میں آ گئے... اور پھر وہ بہت تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے... یہاں تک کہ گھنے جنگل میں پہنچ گئے... یہاں تناور درختوں کے علاوہ جھاڑیاں بھی تھیں... اور انہیں تلاش کرنا دشمن کے لیے آسان کام لگتا تھا... دوسری طرف ان کا مسئلہ یہ تھا کہ انہیں بہرحال اگلے والے جنگل میں داخل ہونا تھا... نہ صرف داخل ہونا تھا، بلکہ آگے بھی بڑھنا تھا... تبھی وہ ہیڈ کوارٹر کی صورت دیکھ سکتے تھے... اب اس مسئلے کا واحد حل یہ تھا کہ وہ ان حملہ آوروں کو ٹھکانے لگا دیں...

انہوں نے دم سادھ لیے... پھر ادھر ادھر بکھر گئے... تاکہ سب

www.urdufans.com



کے سب ایک ساتھ کسی مشکل میں نہ پھنس جائیں۔ ابھی وہ ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے جا رہے تھے کہ انہوں نے دشمنوں کے ایک ساتھی کی آواز سنی:

"تم لوگوں کو ان سے خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں... ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں... ہو بھی تو ان کا ہتھیار تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا... اگر یہ ہم پر کسی ہتھیار سے وار کر ڈالیں تو بھی ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا، لہٰذا بے خوف ہو کر انہیں تلاش کرو... جہاں کوئی نظر آئے پکڑ لو... معاملہ قابو سے باہر ہو تو انہیں ڈھیر کر دو..."

"او کے سر... آپ فکر نہ کریں... یہ ہم سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے... ہمارا گھیرا لمحہ بہ لمحہ ان کے گرد تنگ ہو رہا ہے..."

یہ بات سن کر وہ پریشان ہو گئے... اس کا مطلب ہے... اس جنگل میں بھی ان کے ساتھی موجود تھے... ورنہ وہ گھیرا کیسے ڈال سکتے تھے...

"اب ہمیں ان سے جنگ ہی کرنا ہوگی۔" کرنل فریدی کی بلند آواز ابھری۔

"ٹھیک ہے... ہم لڑیں گے..." انسپکٹر جمشید بولے۔

اور پھر خاموشی چھا گئی... سب اپنی اپنی گھات میں تھے... درختوں کی اوٹ لے کر دشمن پر وار کرنے کی پالیسی اس وقت دونوں گروپوں نے اختیار کر لی تھی... یعنی ان کے دشمن بھی سب کے سب



درختوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھ رہے تھے... جب کہ وہ ادھر سے ادھر ہونے کی فکر میں تھے...

انسپکٹر جمشید نے ایک درخت سے دوسرے درخت کی طرف چھلانگ لگائی ہی تھی کہ ان کا جسم اس درخت کے پیچھے چھپے دشمن سے ٹکرا گیا... دونوں دھڑام سے گرے... پھر فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے...

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات۔" انسپکٹر مسکرائے۔

"اب آئے گا مزہ۔" وہ بولا... انسپکٹر جمشید چونک اٹھے... یہ اسی کی آواز تھی... جو انہیں ہدایات دے رہا تھا... گویا وہ اتفاق سے ان کے آفیسر سے ٹکرا گئے تھے... اس کی بات کے جواب میں انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"لیکن کسے... مجھے یا تمہیں۔"

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔" وہ قدرے بلند آواز میں بولا۔

وہ سمجھ گئے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو اس طرف متوجہ کر رہا ہے۔ انہوں نے سوچا، اس سے پہلے کہ اس کی مدد کو کچھ اور لوگ آئیں... وہ کیوں نہ اس سے لڑ جائیں... چنانچہ انہوں نے فوراً اس پر چھلانگ لگا دی۔

ایک بار پھر دونوں کے جسم ٹکرائے... اس نے ان کے وار سے بچنے کی کوشش نہیں کی تھی... انہیں حیرت ہوئی... اس کا جسم بہت مضبوط تھا اور ان کی ٹکر سے اس کا کچھ نہیں بگڑا تھا... انہوں نے جان لیا تھا کہ اس پر سخت حملہ کرنا ہوگا... چنانچہ اس مرتبہ انہوں نے اسے حملہ کرنے کا موقع دیا... انہی کے انداز میں اس نے ان پر چھلانگ لگائی... وہ پھرتی سے ایک

www.urdufans.com



طرف ہو گئے... وہ پورے زور میں درخت سے ٹکرایا... جونہی وہ درخت سے ٹکرا کر گرا... انسپکٹر جمشید نے اس پر چھلانگ لگا دی اور اسے چھاپ بیٹھے... لیکن وہ بھی کم نہیں تھا... اس نے دونوں ہاتھوں کا پورا زور لگا کر انہیں اپنے اوپر سے اچھال دیا۔

ایک بار پھر انہیں حیرت ہوئی... اب انہوں نے سوچا... اس شخص سے جنگ کرنے میں بہت احتیاط سے کام لینا ہوگا...

وہ ایک بار پھر ان کے سامنے ڈٹا کھڑا تھا... ان کے چہرے چونکہ عجیب و غریب لباسوں میں تھے... اس لیے وہ اس کا چہرہ تو دیکھ نہیں سکتے تھے... صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں ان پر کوئی چیز نہیں تھی۔ اسی سے انسپکٹر جمشید نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ طنزیہ انداز میں مسکرایا تھا... آخر اس کی آواز ابھری:

"کیا خیال ہے... مزہ آ رہا ہے یا نہیں۔"

"ہاں آ... کیوں نہیں۔" وہ بولے۔

"ہاہاہا... تمہارا انداز ڈھیلا ڈھیلا سا ہے... لگتا ہے... ذہنی طور پر شکست کھا چکے ہو۔" اس نے زوردار انداز میں قہقہہ لگایا...

"تمہارے ہنسنے کا انداز بہت اچھا ہے... ذرا ایک بار پھر..."

"ایک بار کیا... میں تو بار بار ہنسنے کے لیے تیار ہوں۔"

یہ کہتے ہی وہ ہنسنے لگا... آخر اس کی ہنسی رکی... اور ہونٹ ہلے۔

"ہاں! تو اب کیا خیال ہے... لڑنے کی ہمت باقی ہے یا..."



"ہاں! کیوں نہیں... ویسے اس میں شک نہیں... تم ہو طاقت ور... ان کے آفیسر جو ٹھہرے..."

"نہیں... یہ بات نہیں۔" وہ چہکا۔

"تب پھر کیا بات ہے۔"

"ہم سب لوگ اتنے ہی طاقت ور ہیں... جتنا کہ میں..."

"کیا..." ان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں اور اس کی وجہ ہے۔" وہ عجیب انداز میں بولا۔

"اور وہ وجہ کیا ہے؟" انسپکٹر جمشید نے سرسری انداز میں کہا۔

"اگر ہمت ہے تو مجھ سے وہ وجہ اگلوا لو۔"

"اوہو... یہ بات ہے تو پھر یہ لو۔"

یہ کہتے ہی انہوں نے اچانک اس پر چھلانگ لگائی... ان کا خیال تھا... وہ اس لمحے ہوشیار نہیں ہے... لیکن ان کا خیال غلط نکلا... وہ تو پوری طرح ہوشیار تھا... اور بہت تیزی سے حرکت میں آیا تھا... لہٰذا انسپکٹر جمشید اپنی چھلانگ میں آگے نکلتے چلے گئے اور اپنے سامنے موجود درخت سے ٹکرا گئے... جونہی وہ ٹکرا کر گرے... دشمن ان کے اوپر آ گرا... اور انہیں چھاپ بیٹھا۔

"اب آئے گا اصل مزہ۔" وہ ہنسا... ساتھ ہی اس نے ان کے سر پر مارنے کے لیے دو ہتڑ اوپر اٹھا لیا۔

☆☆☆

www.urdufans.com



# پیشکش

کرنل فریدی ایک درخت کے نزدیک پہنچے ہی تھے کہ انہیں احساس ہوا، اس کے پیچھے دشمن موجود ہے۔ انہوں نے فوراً اپنی جگہ سے چھلانگ لگا دی... اور اس چھلانگ کی وجہ سے وہ دشمن کے وار سے صاف بچ گئے۔ دشمن نے ان سے پہلے انہیں دیکھ لیا تھا اور حملے کے لیے پر تول چکا تھا۔

ان کے چھلانگ لگا جانے کی وجہ سے وہ دھب سے زمین پر گرا، ساتھ ہی کرنل نے اس پر چھلانگ لگا دی... انہیں یوں لگا جیسے وہ کسی پتھر کی سل پر گرے ہوں... جسم پر شدید چوٹ آئی... تاہم وہ اس چوٹ کو پی گئے... ان کے دونوں ہاتھ اس کی گردن کی طرف بڑھے، لیکن عین اس لمحے اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے انہیں نہایت آسانی سے اچھال دیا۔

انہیں حیرت کا ایک جھٹکا لگا... وہ سمجھ گئے کہ یہ عام انسان نہیں ہے... یا تو کوئی مشینی مخلوق ہے... یا پھر اس کے جسم کو دواؤں وغیرہ کے



ذریعے فولاد کی طرح سخت اور مضبوط بنایا گیا ہے... انہوں نے دو تین بار پلکیں جھپکائیں اور اٹھ کھڑے ہوئے... ادھر دشمن تیار تھا... اس کے لباس کی وجہ سے وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتے تھے... ایسے میں انہوں نے اسے حرکت میں آتے دیکھا... وہ بلا کی پھرتی سے پہلو بچا گئے... انہیں یہ دیکھ کر حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا کہ ان کا مقابل اپنی جھونک میں بالکل بھی آگے نہیں گیا تھا... بلکہ فوری طور پر وہیں رک گیا تھا... ساتھ ہی اس کا ہاتھ گھوما تھا... انہیں چونکہ اس بات کی قطعاً امید نہیں تھی، اس لیے اس کا ہاتھ ان کے پیٹ پر پڑا... وہ دوہرے ہو گئے... ساتھ ہی دشمن کا ایک ہاتھ ان کی کمر پر پڑا... وہ دھپ سے زمین آ رہے... مقابل نے ان پر چھلانگ لگا دی وہ پلٹنی کھا گئے اور اس بار وہ دھپ سے گرا... لیکن کرنل نے پہلی والی غلطی نہیں دہرائی... اس پر چھلانگ نہیں لگائی... بلکہ دائیں پاؤں کی ایک ٹھوکر اس کے سر پر رسید کر دی... ان کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے... چوٹ انہی کو لگی تھی... مقابل تو پرسکون انداز میں اٹھ رہا تھا...

"گھی سیدھی انگلیوں سے نہیں نکلے گا۔" وہ بڑبڑائے۔

"تو ٹیڑھی انگلیوں سے نکال لیں۔" دشمن ہنسا... انہیں حیرت ہوئی... وہ اردو بول سکتا تھا جب کہ اس سے پہلے وہ انگریزی میں بات چیت کرتے رہے تھے...

"خوب خوب... یہ ایسا جسم تم نے کہاں سے پایا۔"

"اپنے ماں باپ سے۔" وہ ہنسا۔

www.urdufans.com



"جواب پسند آیا... کیا باقی ساتھیوں کے جسم بھی تمہاری طرح ہی ہیں۔" انہوں نے الجھن کے عالم میں پوچھا۔

"اچھی بات ہے... اور "ہاں! ہم سب ایک جیسے ہیں، ایک جیسی طاقت کے مالک ہیں۔" اس بار جو میں حملہ کرنے والا ہوں... اس کے بعد تم بول نہیں سکو گے۔"

"دیکھا جائے گا۔" کرنل فریدی مسکرائے۔

اب وہ ان پر حملہ کرنے کے لیے جھکا... ادھر وہ پوری طرح تیار ہو گئے، انہوں نے جان لیا تھا... اس پر حملہ کرنا بے وقوفی ہے... اس مقابلے میں تو بس اپنا بچاؤ کرنا ہے... وہ یہ فیصلہ کر چکے تھے... اچانک دشمن نے ان پر بہت نپے تلے انداز میں چھلانگ لگائی... وہ فوراً نیچے گر کر لڑھک گئے... لیکن اس چھلانگ سے خود کو بچانا ان کے لیے انتہائی مشکل ثابت ہوا تھا... تاہم وہ بچ گئے تھے...

ادھر دشمن بھی شاید حیرت زدہ تھا... وہ ساکت کھڑا نظر آ رہا تھا... پھر اس کی آواز گونجی:

"اس میں شک نہیں... تم بھی لڑائی بھڑائی میں ماہر ہو... کیا نام ہے بھلا۔"

"مجھے کرنل فریدی کہتے ہیں۔" انہوں نے بتا دینا مناسب سمجھا... کیونکہ بعض اوقات شخصیت کا نام دوسرے پر رعب طاری کرتا ہے... نام سن کر وہ چونکا۔



"اوہ! یہ... یہ آپ ہیں... آپ ان لوگوں میں کہاں... کیسے شامل ہو گئے۔"

"اسے اتفاق کہا جا سکتا ہے۔"

"چھوڑیں ان لوگوں کو... آپ ہمارا ساتھ دیں... آپ کے وارے نیارے ہو جائیں گے۔" اس نے پیش کش کی۔

"یہی تو مصیبت ہے۔" کرنل فریدی نے بُرا سا منہ بنایا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"میں واروں نیاروں کا عادی نہیں۔"

"تب پھر اپنی موت قبول کر لیں... یہ لیں میں آ رہا ہوں آپ کی طرف... آپ کی موت کی صورت میں... آپ بھی کیا یاد رکھیں گے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے ان کی طرف بلا کی رفتار سے دوڑ لگا دی۔ اس سے پہلے کہ وہ ان سے ٹکراتا... انہوں نے ایک اونچی چھلانگ کا مظاہرہ کیا... ان کا جسم اس سے اوپر اٹھ گیا... وہ ان کے نیچے سے نکل کر آگے جا گرا... ادھر وہ گرا... ادھر انہوں نے اس کی طرف دوڑ لگا دی... اور اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں... ادھر انہوں نے ٹانگیں پکڑیں... ادھر اس نے زبردست جھٹکا مارا... ٹانگیں ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں اور وہ دور جا گرے...

"نہیں کر سکتے... کرنل... آپ میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

"آؤ بھئی... آؤ... دیکھتے ہیں۔" وہ سنجیدہ انداز میں

www.urdufans.com



مسکرائے۔

"اگر یہ بات ہے تو ہم ویسے ہی کیوں نہ زور آزمائی کرلیں... اچھل کود کی کیا ضرورت ہے۔"

"کیا مطلب... ویسے ہی کیسے؟" کرنل کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر... جس کے ہاتھوں میں زیادہ طاقت ہوگی... وہ دوسرے کے ہاتھوں کو توڑ کر رکھ دے گا... اور اس کے بعد اس کا کام آسان ہو جائے گا۔"

"نہیں... میں ایسی زور آزمائی کا قائل نہیں... اس لیے کہ مجھے معلوم نہیں... کہ اور جینیٹک سائنس بعض دواؤں کے ذریعے تم کو لوہے جتنا مضبوط بنایا گیا ہے تو بھی ہاتھوں کی زور آزمائی میری بے وقوفی کہلائے گی... لہٰذا میں اسی طرح مقابلہ کرنا پسند کروں گا۔"

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں... میں مشینی چیز نہیں ہوں... اور نہ میں نے ایسی ادویات استعمال کی ہیں۔"

"تب پھر... یہ جسم اس قدر سخت کیوں ہے۔"

"اس کی وجہ مجھے معلوم نہیں... ہمارے ماسٹر مائنڈ کو معلوم ہوگا۔"

"ماسٹر مائنڈ... کیا مطلب؟"

"ہم اپنے باس کو ماسٹر مائنڈ کہتے ہیں... میں ان کی بات کر رہا



ہوں... جن کے چکر میں آپ لوگ ہیں..."

"اوہ اچھا... آپ نے اچھا کیا... ان کے بارے میں بتا دیا... ہاں تو ان سے کہاں ملاقات ہوگی۔"

"ان سے ملاقات سے پہلے آپ لوگوں کو ہم سب کو ٹھکانے لگانا ہوگا... اور ایسا کرنا آپ کے لیے ممکن نہیں ہوگا... کیونکہ جب آپ جیسا شخص مجھ سے لڑنے میں دشواری محسوس کر رہا ہے تو آپ کے دو ساتھیوں کو چھوڑ کر باقی تو ہمارے ایک ایک ہاتھ کی مار بھی ثابت نہیں ہوں گے۔"

"ہوں... یہ بات تو واقعی ہے۔" انہوں نے کہا۔

اور یہ حقیقت تھی... اس میں بھی شک نہیں تھا کہ اس سے مقابلہ ان کے لیے آسان نہیں تھا... تاہم۔

اچانک اس نے اندھا دھند انداز میں کرنل فریدی پر حملہ کرایا...

یہ ایک طوفانی حملہ تھا اور وہ اگر اس کے لیے پہلے سے تیار نہ ہوتے تو گئے تھے کام سے... اس مرتبہ انہوں نے ایک نیا کام دکھایا... وہ پہلے ہی ایک ایسی جگہ کھڑے تھے... جہاں ایک درخت کی شاخ ان سے نزدیک تھی اور ہاتھ بلند کرنے پر ان کے ہاتھوں میں آسکتی تھی... وہ اس کو پکڑ کر جھول سکتے تھے۔ لہٰذا جونہی اس نے چھلانگ لگائی انہوں نے بھی اچھل کر شاخ پر ہاتھ جما دیے اور اس کے بل پر جھولا لیتے ہی دونوں پیر اس کی طرف کر دیے، وہ تیر کی طرح آ رہا تھا... بس ان کے دونوں پیر اس کے سینے پر پوری قوت سے لگے... وہ اچھل کر دھڑام سے گرا اور چاروں شانے

www.urdufans.com



چت ہو گیا...

انہوں نے شاخ چھوڑ دی اور اس کی طرف لپکے... دوسرے ہی لمحے انہوں نے اس کے سینے پر چھلانگ لگا دی... بس پھر کیا تھا... وہ بہت اونچے اچھلے اور دور جا گرے۔ دشمن نے انہیں کسی کھلونے کی طرح اچھال پھینکا تھا... جب تک وہ اٹھتے... دشمن بھی ایک بار پھر ان کے سامنے آ چکا تھا۔

"اس میں شک نہیں کرنل... تمہارا وار زبردست..."

اس کے الفاظ درمیان میں تھے کہ ایک اور بات ہو گئی... دائیں طرف والے درخت کی اوٹ سے ایک اور دشمن نکل کر سامنے آ گیا...

☆☆☆



# جھٹکا

انسپکٹر کامران مرزا کو اچانک ایک ٹھوکر لگی... وہ منہ کے بل زمین پر آ رہے۔ عین اسی لمحے کسی نے ان پر گر کر انہیں چھاپ لیا...

"یہ... یہ کیا..." انہوں نے مشکل سے کہا... کیونکہ چھاپنے والے نے ان کی گردن کے گرد ہاتھ ڈال دیا تھا۔

"اسے حملہ کہتے ہیں۔"

"لل... لیکن... مجھے ٹھوکر کیسے لگی۔"

"میں نے درخت کے پیچھے سے یک دم اپنی ٹانگ آگے کر دی تھی... کیوں کیسی رہی۔" ان کے مقابل نے شوخ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا... خیر... اس میں شک نہیں کہ تم اچھے رہے... اب میرے اوپر سے اتر آؤ... تاکہ میں جان سکوں... تم کون ہو اور چاہتے کیا ہو۔"

"اتنے بچے نہ بنیں... اس جنگل میں درختوں کی اوٹ کیوں لیتے پھر رہے تھے آپ... اگر آپ کو کچھ بھی معلوم نہیں۔"

www.urdufans.com



"اوہ اچھا! میں اب سمجھا... تو تم ہو... ہمارے دشمنوں میں سے ایک... خیر... اب میں تم سے نبٹ لوں گا..." یہ کہتے ہی انہوں نے کروٹ لینے کی کوشش کی... لیکن وہ ایسا نہ کر سکے... اب انہوں نے اس کی پسلیوں میں چند گھونسے رسید کر دیے... ان سے بھی وہ ٹس سے مس نہیں ہوا... اب تو وہ پریشان ہو گئے... ایسے میں اس کے دونوں ہاتھ ان کی گردن کی طرف بڑھے... عین اس لمحے ان کی دونوں ٹانگیں اس کی گردن کی طرف بڑھیں... ان کے دونوں ہاتھ اس کی گردن پر جم گئے... انہوں نے دونوں ٹانگیں سیدھی کرنے کے لیے پورا زور صرف کر دیا... اس کا جسم اوپر اٹھتا چلا گیا... یہاں تک کہ انہوں نے اسے دائیں طرف جھٹکا دیا... وہ اس طرف جا گرا... اب اس کی آنکھوں میں بھی حیرت نظر آئی۔

"مجھے حیرت ہے۔" وہ بولا۔

"لیکن مجھے حیرت نہیں ہوئی... یہ میرا خاص وار ہے... اگرچہ میرا خیال تھا کہ تم پر یہ کارگر نہیں ہوگا... اب یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس میں کامیابی عطا فرما دی..."

"لیکن کب تک... یہ آپ کی عارضی کامیابی ہے... ابھی آپ دیکھیں گے اور محسوس کر لیں گے کہ دراصل ہو کیا رہا ہے اور ہم لوگوں کو نظر کیا آ رہا ہے۔"

"چلو خیر... میں کر لوں گا محسوس۔" انہوں نے منہ بنایا اور وہ ہنسنے لگا... پھر اس نے ہنستے ہنستے ان کی طرف ایک مکا اچھال دیا... مکا ان



کی ٹھوڑی پر لگا... وہ اچھل کر دور جا گرے... انہیں اپنا سر گھومتا محسوس ہوا... آنکھیں بند ہو گئیں، انہیں یوں لگا کہ وہ بے ہوش ہونے کے قریب ہیں... اسی وقت انہوں نے دشمن کو آہستہ آہستہ اپنی طرف بڑھتے دیکھا... گویا وہ پورے اطمینان سے آ رہا تھا اور اسے یقین تھا کہ وہ اس پر وار نہیں کر سکیں گے...

"میں نے کہا تھا نا... اور وہی ہوا... جو کہا تھا... اب میں نہایت آسانی سے آپ کی گردن دبا سکوں گا... یہ مکا ایسا نہیں جسے کھا کر کوئی اپنے پیروں پر کھڑا رہ سکے یا اٹھ کر کھڑا ہو سکے... یقین نہیں تو اپنی گردن چھڑا کر دکھاؤ..." وہ روانی کے عالم میں کہتا چلا گیا... ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ اُن کی گردن پر پوری طرح جم گئے۔ اب وہ گردن پر زور صرف کرنے لگا... انہیں اپنا سانس گھٹتا محسوس ہوا... ادھر ان کے دونوں ہاتھ اٹھے اور اس کے سر کی طرف بڑھے... وہ اس کے بال پکڑنا چاہتے تھے... لیکن بالوں کی بجائے اس کا وہ عجیب و غریب لباس ان کے ہاتھوں میں آ گیا... غیر ارادی طور پر انہوں نے اسی کو پکڑ کر کھینچ لیا... اس کی گردن پیچھے کی طرف کھنچتی چلی گئی... اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ ان کی گردن پر سے ہٹ گئے... دوسرے ہی لمحے وہ دور جا گرا...

انہیں بہت حیرت ہوئی... حیرت اس بات پر ہوئی کہ وہ اس قدر آسانی سے دوسری طرف کیسے الٹ گیا تھا... اس کے بال ہاتھ میں آئے ہوتے تو ایک بات بھی تھی... ان کا خیال تھا... دشمن فوری طور پر اٹھ کھڑا

www.urdufans.com



ہوگا... لیکن وہ اسی طرح ساکت پڑا تھا... انہوں نے سوچا، شاید اس کا سر کسی پتھر سے جا لگا ہے... اور اسے شدید چوٹ آ گئی ہے... اس لیے وہ اٹھ نہیں سکا... اب وہ محتاط انداز میں اس کی طرف بڑھے، کیونکہ اس بات کا بھی تو امکان تھا کہ وہ مکر نہ کر رہا ہو۔ نزدیک پہنچ کر انہوں نے دیکھا... وہ بالکل بے ہوش تھا... وہ سمجھ نہ سکے... کہ وہ بے ہوش کیسے ہو گیا... انہوں نے اس کے سر کو پکڑ کر دیکھا... اس پر چوٹ کے کوئی آثار نہیں تھے...

عین اس لمحے اس کے دونوں ہاتھ ان کی گردن پر جم گئے۔ ساتھ ہی اس نے پلٹنی کھا گئی... اور وہ دھڑام سے نیچے آ رہے۔

''اب بتائیں... کیسی رہی۔''

''یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ تم بہت دھوکے باز ہو۔'' وہ مسکرائے۔

''جنگ میں ایسا دھوکا جائز ہے۔'' وہ بھی جواب میں مسکرایا۔

''اوہ ہاں... یہ ٹھیک ہے... تو تم بے ہوش نہیں ہوئے تھے... میرا مطلب ہے... ذرا دیر کے لیے بھی تم بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔''

''مم... میں... مم... ہاں...'' اس کے منہ سے نکلا۔

''یہ تم نے ہاں کہا ہے یا نہیں۔'' انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

ایسے میں اس نے دباؤ بڑھا دیا... ان کا سر لگا گھمانے اور انہیں یوں محسوس ہوا کہ وہ اب بے ہوش ہوئے کہ اب ہوئے... ان کی آنکھوں



کے آگے اندھیرا چھانے لگا... ایسے میں انہیں ایک بات یاد آئی... انہوں نے اپنی قوت کو جمع کیا... اور ایک حرکت کر ہی ڈالی...

دوسرے ہی لمحے اُن کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

☆☆

منور علی خان کو ایک ٹھوکر لگی اور وہ منہ کے بل زمین پر گرے... تاہم انہوں نے پھرتی سے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر دیے ...اس طرح منہ زخمی ہونے سے بچ گیا... پھر بھی گرنے سے انہیں شدید چوٹ لگی... انہوں نے دیکھا... ایک دشمن ان کے بالکل سر پر کھڑا تھا... اس نے پیر کی ایک ٹھوکر انہیں رسید کرنے کی کوشش کی... وہ فوراً کروٹ لینے میں کامیاب ہو گئے... لیکن اس کی ٹھوکر سے پھر بھی نہ بچ سکے... البتہ اتنا ہوا کہ ٹھوکر سر کے بجائے ان کی پسلیوں پر لگی... اس ضرب نے انہیں تارے دکھا دیے... وہ طیش میں آ کر اٹھ کھڑے ہوئے... اور اپنے مقابل کو کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگے... دشمن مسکرایا... اور پھر ان کی طرف بڑھا... ایسے میں انہوں نے دونوں مٹھیاں اس کی طرف کھول کر اچھال دیں... دراصل جب وہ گرے تو انہوں نے غیر محسوس طور پر مٹی ہاتھوں میں لے لی تھی... اس جگہ زردی مائل سی مٹی موجود تھی... اور تھی بھی خشک۔ وہ سیدھی دشمن کی آنکھوں کی طرف گئی۔ اسے بھی ان کی طرف سے اس وار کی امید نہیں تھی... لیکن منور علی خان ٹھہرے ایک شکاری اس قسم کے وار سے انہوں نے کئی درندوں کے منہ پھیر دیے تھے... مٹی جونہی اس

www.urdufans.com



کی آنکھوں میں گری... وہ لڑکھڑا گیا... ساتھ ہی منور علی خان نے اس کی طرف دوڑ لگا دی اور اس کے سینے پر سر کی ٹکر دے ماری۔ انہیں یوں لگا جیسے اپنا سر کسی چٹان پر دے مارا ہو... وہ الٹ کر گرے اور ان کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا... اتنی دیر میں دشمن آنکھیں مل کر دیکھنے کے قابل ہو چکا تھا ... اس نے انہیں نیم بے ہوشی کی حالت میں دیکھا تو مسکرا دیا اور آگے بڑھ کر ایک ٹھوکر ان کی پسلیوں میں دے ماری۔ اس وار نے رہی سہی کسر پوری کر دی...

"اسے باندھ لو بھئی۔" اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

☆☆

خان رحمان ایک درخت کی اوٹ میں کھڑے تھے... انہیں محسوس ہوا، کوئی ان کی طرف بڑھ رہا ہے... وہ اس پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے... پھر جونہی دشمن ان کے نزدیک سے گزرنے لگا، انہوں نے اس کی پشت کی طرف چھلانگ لگا دی... اور اس کی گردن کو بازو میں جکڑ لیا... ساتھ ہی وہ دباؤ ڈالنے لگے... تاکہ اس کا گلا گھونٹ دیں... جب کچھ دیر تک زور لگا چکے تو وہ ہنسا اور بولا:

"اس طرح کچھ نہیں ہوگا۔"

"تب پھر... کس طرح کچھ ہوگا۔" وہ بھی مسکرا دیے۔

"اس طرح۔" اس نے کہا اور اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا... جھٹکا اس قدر شدید تھا کہ ان کے ہاتھ اس کی گردن پر سے ہٹ



گئے... اور وہ دور جا کر گرے۔

"تم نے دیکھا... اس طرح کچھ ہوا یا نہیں۔"

انہوں نے کوئی جواب نہ دیا... دیتے بھی کیا... جو کچھ ہوا تھا... ان کی امیدوں کے خلاف تھا... انہوں نے سوچا، اب سوچ سمجھ کر وار کرنا ہوگا... چنانچہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اوہو اچھا!" دشمن کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔

"کیا اوہو اچھا؟" خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"حیرت اس بات پر ہے کہ اٹھ کھڑے ہوئے ہو... جب کہ میرا اندازہ تھا کہ تم اٹھ نہیں سکو گے اور میں ایک دو ٹھوکروں میں تمہیں بے ہوش کر دوں گا... لیکن خیر... کوئی بات نہیں... ایک وار اور سہی۔"

یہ کہتے ہی وہ بلا کی تیزی سے اچھلا اور ان کے اوپر آ رہا... انہوں نے اس کے وار سے بچنے کی پوری کوشش کی... لیکن بچ نہ سکے... زمین پر آ گرے اور ساتھ ہی وہ ان پر آ رہا... دوسرے ہی لمحے اس نے ایک مکا ان کی کھوپڑی پر دے مارا۔ خان رحمان نے فوراً اپنا بازو آگے کر دیا۔ انہیں یوں لگا جیسے بازو پر اس نے لوہے کا کوئی راڈ دے مارا ہو... تاہم منہ پر لگنے سے یہ بہتر تھا کہ انہوں نے اس وار کو بازو پر روک لیا تھا... ساتھ ہی انہوں نے دوسرے بازو کا مکا اس کے پیٹ میں دے مارا... اسے ایک زوردار ابکائی آئی اور وہ دوسری طرف الٹ گیا...

خان رحمان کو یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی... وہ فوراً اس کی طرف

www.urdufans.com



جھپٹے... اور اس پر آ گرے... عین اس لمحے اس کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور اس نے ان کی مدد سے انہیں اچھال دیا... وہ ہوا میں اڑتے ہوئے ایک درخت سے ٹکرائے اور ساکت ہو گئے...

"باندھ لو اسے۔" اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا... اسی وقت ایک آواز ابھری:

"ایسا بھی کیا؟"

دشمن نے چونک کر سامنے دیکھا...

☆☆☆



# تگنی کا ناچ

ان کے سامنے پروفیسر داؤد کھڑے تھے... ان کے ہاتھوں میں چند چیزیں تھیں...

"ایسا بھی کیا... کیا مطلب؟" دشمن نے حیران ہو کر کہا۔

"جب تک میں اپنے پیروں پر کھڑا ہوں... اس وقت تک تو تم لوگ انہیں باندھ نہیں سکتے۔"

"تو یہ کیا مشکل ہے ... میں ابھی تمہیں زمین دکھائے دیتا ہوں... بوڑھے میاں۔" وہ ہنسا۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا، پروفیسر داؤد نے ایک گول سی چیز اس کے پیروں پر دے ماری، ساتھ ہی وہ بولے:

"یہ میں نے ابھی ابھی بنائی ہے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ایک زوردار دھماکا ہوا... دشمن اچھلا اور دور جا گرا۔ اس کے پیروں کے پاس بم نما کوئی چیز پھٹی تھی...

"کیوں... کیسی رہی۔" پروفیسر ہنسے۔

www.urdufans.com



"اچھی رہی۔" دشمن اٹھتے ہوئے بولا... پروفیسر داؤد ساکت رہ گئے۔ انہیں اس کے اس قدر جلد اٹھ کھڑے ہونے کی ایک فیصد بھی امید نہیں تھی۔ اسی وقت اس نے ان پر چھلانگ لگا دی... انہوں نے ایک اور پٹاخہ اس کی طرف اچھال دیا... ایک بار پھر دھماکا ہوا... وہ اچھل کر گرا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

اب تو پروفیسر داؤد کی سٹی گم ہو گئی... ان کی چیزیں مکمل طور پر ریل ہو گئی تھیں... اچانک ان کے بائیں کندھے پر اس کا ہاتھ پڑا... وہ اچھل کر گرے اور بے ہوش ہو گئے۔

"لو... اب تو باندھ لو... ان دونوں کو۔"

"ہی ہی ہی... ہاہاہا۔" ایک طرف سے آواز آئی۔

باندھنے کے لیے آگے بڑھنے والے دشمنوں نے اس سمت میں دیکھا... ان کے ساتھی نے بھی چونک کر نظریں اٹھائیں... انہیں ایک مرد کے ساتھ باقی بچے کھڑے نظر آئے۔

"کس بات پر ہنس رہے ہو۔"

"اس بات پر کہ ابھی ہم باقی ہیں۔"

"تم کس گنتی میں ہو۔"

"آفتاب... بتا دو انہیں... ہم کس گنتی میں ہیں۔" فاروق چہکا۔

"اچھا... ایک دو تین..." وہ گننے لگا... پھر بولا۔

"ہم گیارہ بچے ہیں اور ایک بڑے ہمارے ساتھ ہیں... ان کا



نام ہے کیپٹن حمید... میں نے غلط تو نہیں کہا حمید بھائی۔"

"نہیں... بالکل ٹھیک کہا... میں نے اتنا ٹھیک کہتے آج تک کسی کو نہیں دیکھا۔" حمید نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا۔

"اللہ کا شکر ادا کریں پھر۔" محسن کی آواز لہرائی۔

"پکڑ لو انہیں بھی... اور پیس ڈالو..." وہ غرایا۔

اور پھر وہاں دس پندرہ دشمن چاروں طرف سے آ گئے... یہ دیکھ کر محمود نے فوراً کہا:

"ترکیب نمبر 13۔"

"ترکیب نمبر 13 کیا مطلب؟" حمید کے منہ سے حیرت کے عالم میں نکلا۔

"ارے ہاں... لاحول ولا قوۃ... یہاں ترکیب نمبر 13 کہاں چلے گی... یہاں تو دشمن ہم پر ترکیب نمبر 13 آزما سکتا ہے... لیکن ان بے چاروں کو ترکیب نمبر 13 کب معلوم ہے... ہاہاہا۔" محمود ہنسنے لگا...

"یار... تم کہیں پاگل تو نہیں ہو گئے..." آصف گھبرا گیا۔

"ہاں... بالکل ہو گیا ہوں... تم بھی ہو جاؤ۔"

"وہ... وہ کک... کیوں..."

"بس یونہی... جی چاہ رہا ہے۔"

"یہ... یہ کیا... تم کیا بے وقوفانہ باتیں کرنے لگے ہو۔" حمید کے لہجے میں حیرت تھی۔

www.urdufans.com



ایسے میں محمود تڑ سے گرا... اُس نے زمین پر دو تین پلٹنیاں کھائیں اور پھر اچانک ایک دشمن کی آنکھوں پر مٹی بھری مٹھیاں اچھال دیں... ساتھ ہی وہ پکارا:

"اسے کہتے ہیں... دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا۔"

"نہیں خیر... اسے تو نہیں کہتے... وہ تو کسی اور کو کہتے ہیں... چلیے اب ہم بھی یہی کر لیتے ہیں۔"

اب تو ان سبھی نے لوٹ لگائی اور مٹی اٹھا اٹھا کر ان پر پھینک ماری...

"ت... تو یہ تھی ترکیب نمبر 13۔" کیپٹن حمید بولا۔

"نن... نہیں انکل... اس ترکیب کا نمبر کچھ اور ہے... اس وقت وہ یاد نہیں آ رہا..."

"خیر... خیر... ترکیب ہے زوردار۔ میں بھی شریک ہو جاتا ہوں۔"

سب دشمنوں کی آنکھوں میں مٹی پہنچ چکی تھی... اور وہ بے تحاشہ آنکھوں کو مل رہے تھے... ادھر انہوں نے ان پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیے... لیکن چوٹیں انہیں آ گئیں... اب تو ان کے ہاتھ پیر پھول گئے... ادھر جو دشمن سنبھلتا گیا... انہیں ایک ایک ہاتھ رسید کرتا گیا اور وہ لیٹتے چلے گئے...

"دوستو... یہ... یہ ترکیب تو۔" کیپٹن حمید اس سے آگے کچھ



کہہ سکا... کیونکہ اسی وقت اس کے سر پر ایک ہاتھ پڑا تھا۔ وہ دھپ سے گرا اور ساکت ہو گیا۔

"ارے باپ رے... بب بے چارے... حمید بھائی بھی گئے کام سے۔" آفتاب نے بوکھلا کر کہا۔ اسی وقت اس کی کمر پر ایک ٹھوکر لگی... وہ اوندھے منہ گرا۔

"تو تم کون سا کام کے رہ گئے۔" کیپٹن حمید نے بے ہوش ہونے سے پہلے کہا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

"فرزانہ... کیا ہو گیا ہے تمہیں... ان حالات میں کوئی ترکیب کیوں نہیں سوجھ رہی۔" آصف کی جھلائی ہوئی آواز گونجی... پھر وہ بھی گرا۔

"فرحت... رفعت... لے دے کر ہم تین رہ گئیں... اور کچھ نہیں تو انہیں ننگی ناچ تو نچا ہی دیں۔"

"ضرور ضرور... یہ اور بات ہے کہ ساتھ میں ہم بھی ناچنے لگیں۔"

"چلو کوئی بات نہیں... ایسا ناچ صحت کے لیے بہت مفید رہتا ہے۔"

"اچھا تو پھر شروع ہو جاؤ۔"

تینوں اس پوزیشن میں آ گئیں کہ انہیں ننگی ناچ نچا سکیں... ان میں سے ایک نے فرزانہ پر چھلانگ لگائی... فرزانہ نے فوراً زمین پر گر کر

www.urdufans.com



لوٹ لگائی... ادھر دوسرے نے فرحت پر حملہ کیا... وہ بلا کی تیزی سے بچ دے گئی... ایسے میں رفعت کی طرف ایک ساتھ دو دشمن مخالف سمت سے دوڑے اس نے ایک چھلانگ لگائی اور ان کے درمیان سے نکل گئی... وہ پورے زور سے ٹکرائے اور دھڑام سے گرے۔

وہ حیرت زدہ رہ گئیں... جب انہوں نے دیکھا... دونوں ساکت پڑے رہ گئے تھے۔ ان میں اٹھنے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔

"یہ ہے وہ جنگی کا ناچ... جس کا ہم ذکر کر رہی تھیں۔" رفعت چہکی۔

"اس میں شک نہیں۔" فرحت مسکرائی۔

اسی وقت تین دشمنوں نے رفعت پر حملہ کیا... دو کے درمیان سے تو وہ نکل گئی... البتہ تیسرے کی زد میں آ گئی... اور بری طرح اچھلی اور دھپ سے گری... اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

"جنگی کے ناچ کا ایک حصہ ختم ہو گیا۔" فرزانہ نے اداس انداز میں کہا۔

ایسے میں ایک ساتھ چار آدمی فرحت پر ٹوٹ پڑے... اس نے ان کے نرغے سے نکلنے کی پوری کوشش کی... تین کے وار سے صاف بچ گئی... لیکن چوتھے کا مکا اس کی پیشانی پر لگا... اس کے منہ سے دل دوز چیخ نکل گئی... اور پھر وہ گرتی چلی گئی۔

فرزانہ نے چاروں طرف دیکھا... دور دور تک کوئی ساتھی نظر نہ



آیا... اس نے منہ سے الو کی آواز نکالی... لیکن کسی طرف سے جواب نہ ملا... اس کا دل ڈوبنے لگا... اس نے سوچا... کیا... سب ساتھی شکست کھا چکے ہیں۔

"یہ تم نے منہ سے کیسی آواز نکالی۔"

"یہ الو کی آواز تھی... تم نے سنا ہوگا... الو کی آواز منحوس ہوتی ہے... میں نے سوچا... میں اور تو کچھ نہیں کر سکتی... الو کی نحوست ہی تم پر طاری کر دوں۔"

"ہاہاہا-ہاہاہا۔" وہ ہنسنے لگے...

ان کی تعداد دس سے کم نہیں تھی... فرزانہ ان کے درمیان میں کھڑی تھی۔ اور وہ اس کے گرد دائرہ بنائے کھڑے تھے... ایسے میں جنگل میں ایک آواز ابھری:

"میرے خیال میں یہ سب لوگ گرائے جا چکے ہیں... لہٰذا ان سب کو باندھ کر لے چلو... ورنہ باندھے جائیں۔" ان کے آفیسر کی آواز گونجی۔

"ایک لڑکی ابھی باقی ہے... لیکن کب تک... ہم بہت جلد اسے بھی گرا لیں گے۔"

"جلدی کرو۔" آواز میں غراہٹ تھی۔

"چلو لڑکی... تم بھی ہم میں سے کسی ایک سے ایک دو ہاتھ کھالو... زیادہ اچھل کود نہ مچاؤ۔"

www.urdufans.com



"اچھل کود کا اپنا ایک مزہ ہے۔"

"پکڑ لو بھئی اسے..."

وہ اس کی طرف ایک ایک قدم کر کے بڑھنے لگے... انداز مذاق اڑانے کا تھا... نزدیک پہنچتے ہی وہ یک دم آگے بڑھے... شاید سب کے سب مل کر اسے دبوچ لینا چاہتے تھے۔ فرزانہ بڑی طرح اچھلی اور ان کے اوپر سے ہوتی ہوئی دور جا گری... وہ آپس میں ٹکرا گئے... ٹکراتے ہی ادھر ادھر گرے اور ساکت ہو گئے۔

"اسے کہتے ہیں ننگی کا ناچ..." یہ کہتے ہوئے اس نے ان میں سے ایک کی پسلیوں میں زوردار ٹھوکر رسید کر دی۔

ساتھ ہی اس کے منہ سے چیخ نکل گئی... وہ دھڑام سے گری... ساکت ہو جانے والے دشمن ایک ایک کر کے اٹھنے لگے... پھر ایک نے کہا:

"ہم نے اسے گرا لیا ہے۔"

"لے چلو... ان سب کو۔" آفیسر کی آواز سنائی دی۔

کچھ دیر بعد وہ سب فوجیوں کے گھیرے میں اس جنگل کی طرف بڑھ رہے تھے جس سے کہ وہ پیچھے ہٹ آئے تھے... ان کے ہاتھ پشت پر باندھ دیے گئے تھے... ان سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... اور لرز لرز گئے... ان کے چہرے لہولہان تھے۔ کرنل فریدی اور انسپکٹر جمشید کے علاوہ سب کے چہرے بری طرح بگڑ چکے تھے... پہچانے نہیں جا رہے تھے... ان کے لباس سے انہوں نے جانا کہ وہ کون کون ہیں۔



اب تو ان کے دل بیٹھنے لگے... شوکی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا:

"یہ... یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں انکلو۔"

"ہاہاہا... یہ بے چارے بول نہیں سکتے... بے وقوف۔" آفیسر کی آواز گونجی۔

"بول نہیں سکتے... مم... مگر کیوں؟" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

"ان تینوں کے ہونٹوں پر ہم نے ٹیپ لگا دی ہے۔"

"لیکن کیوں..." وہ چلائے۔

"اور ان کے ہونٹوں پر ٹیپ لگائی ہے تو ہمیں کیوں چھوڑا..."

"تاکہ یہ تمہیں کوئی ہدایات نہ دے سکیں۔"

"حد ہو گئی..." فاروق جھلا اٹھا۔

ان کے جسم درد کر رہے تھے... لڑائی بھڑائی کے دوران انہیں جو چوٹیں آئی تھیں... ان کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھے...

اس ساری صورتِ حال نے ان کے ہوش اڑا دیے تھے... وہ اس طرح چل رہے تھے جیسے جسموں میں جان نہ رہ گئی ہو...

"یہ اس طرح نہیں چلیں گے... جس طرح جانوروں کو نہیں ہانکتے... اور جو جانور سست ہو اسے پیچھے سے ایک ڈنڈا رسید کرتے ہیں... اس طرح کا سلوک کرو ان کے ساتھ... تب یہ چلیں گے تیز تیز۔" آفیسر کی آواز سنائی دی۔

www.urdufans.com



"او کے سر۔"

"نہیں نہیں... ایسا سلوک کرنے کی ضرورت نہیں... ہم اب تیز تیز چلیں گے۔" پروفیسر داؤد نے گھبرا کر کہا۔

اور پھر ان کے قدم تیز اٹھنے لگے:

"آپ کے کرنل بھی کوئی کام نہ دکھا سکے۔" فاروق نے کیپٹن کی حمید کی طرف دیکھتے بڑا سا منہ بنایا۔

"تو تمہارے انسپکٹر جمشید نے ہی کیا کام دکھا دیا۔" کیپٹن حمید نے جھلا کر کہا۔

"انگارے کیوں چبا رہے ہیں... میں نے تو بس یونہی ایک بات کہہ دی۔"

"اور میں نے بھی بس یونہی جواب دے دیا... تلملاؤ نہیں اور... یہ... یہ کیا۔"

کیپٹن حمید کی حیرت زدہ آواز سن کر ان سب نے سامنے کی طرف نظریں اٹھا دیں... اور پھر تو ان سبھی کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

☆☆☆



# اصل جڑ

کافی فاصلے پر ان کی آنکھوں کے سامنے نیلے رنگ کا دھواں نظر آ رہا تھا... انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے... ان کے سامنے بادل آ گئے ہوں... ہوائی جہاز جب بادلوں سے گزرتا ہے... تو بادل بالکل نزدیک دیکھے جا سکتے ہیں... اور وہ بالکل ایسے ہی نظر آتے ہیں جیسے اس وقت یہ نظر آ رہے تھے۔

"ارے... یہ... یہ تو وہی زمین کے بادل ہیں۔" کیپٹن حمید چلا اٹھا۔

"زمین کے بادل... نن... نہیں۔" فاروق گھبرا گیا۔

"کیا ہوا... سٹی کیوں گم کر رہے ہو اپنی۔" آفتاب نے اسے گھورا۔

"مم... میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"دھت تیرے کی... یہ حضرت یہاں بھی ناول کا نام لے آئے۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارنا چاہا... لیکن ہاتھ تو پیچھے

www.urdufans.com



بندھے ہوئے تھے...

"ہاں ہاں... ہاتھ مارو نا اپنی ران پر .. رک کیوں گئے۔"

محسن ہنسا۔

"فکر نہ کرو... میں نے اپنی عقل کے ذریعے ران پر ہاتھ مار لیا ہے۔"

"دیکھا تم نے۔" آصف بولا۔

"دیکھا نہیں... سنا ہم نے۔" شوکی مسکرایا۔

"اللہ کا شکر ہے... تم ان حالات میں بھی چہک سکتے ہو۔" پروفیسر داؤد کی آواز ابھری۔

"ہاں واقعی... یہ بات تو میں بھی کہنے والا تھا۔" کیپٹن حمید کی آواز سنائی دی۔

"آپ کو کس نے روک دیا تھا۔" فرزانہ نے مسکراتے لہجہ اختیار کیا۔

"ہاں!... تمہاری روح آ گئی تھی میرے خواب میں... اس لئے روک دیا تھا مجھے۔" کیپٹن حمید نے بھی فوراً کہا۔

وہ سب مسکرانے لگے... انسپکٹر جمشید... انسپکٹر کامران مرزا اور کرنل فریدی کے چہروں پر مسکراہٹیں نہ آ سکیں... ان کی یہ حالت دیکھ کر اگرچہ ان کے دل بیٹھے جا رہے تھے، لیکن اس کے باوجود وہ خود کو خوش باش ثابت کر رہے تھے...



"تو یہ بادل ہیں۔" خان رحمان نے کیپٹن حمید کی طرف دیکھا۔

"نہیں... بادل تو نہیں ہیں... بادلوں جیسی دھند ہے... شاید ان لوگوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر پھر اسی جگہ بنا لیا ہے... جہاں کسی وقت ہماری ان سے جنگ ہوئی تھی۔"

"اب... اب کیا ہوگا... ہم سب تو ان کے قابو میں آ گئے ہیں..." رفعت کی گھبرائی ہوئی آواز کانوں میں آئی۔

"حوصلہ رکھو... وہی ہوگا... جو اللہ کو منظور ہوگا۔"

اور پھر وہ اس دھند کے بالکل نزدیک پہنچ گئے... ان کے قدم رکتے دیکھ کر آفیسر کی سرد آواز سنائی دی۔

"چلتے رہو... رکو نہیں... تم ذرا آگے چلو... میرے پیر پر لڑائی کے دوران چوٹ آئی ہے۔" اس نے ایک ساتھی سے کہا۔

دھند میں داخل ہوتے وقت انہیں عجیب سا لگا... اب وہ بھی ایک دوسرے کو دھندلے دھندلے نظر آ رہے تھے... بس سائے سے چلتے محسوس ہو رہے تھے... اس دھند میں بھی انہیں آدھ گھنٹے تک چلنا پڑا... آفیسر کا ساتھی اگر انہیں آگے آگے چل کر راستہ نہ دکھاتا تو وہ اس دھند ہی میں بھٹکتے رہ جاتے...

آدھ گھنٹے تک چلتے رہنے کے بعد آخر انہیں سفید رنگ کی ایک عمارت دکھائی دی... یہ کافی طویل عمارت تھی... اس کا آخری سرا دھند کی وجہ سے نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔ آفیسر کا ساتھی دروازے پر پہنچ کر رک

www.urdufans.com



گیا... اس نے خاص انداز سے دستک دی... دروازہ فوراً کھل گیا... وہ اندر داخل ہوئے۔

"شاندار کامیابی مبارک ہو۔" دروازے کے اندر کی طرف موجود چار آدمی ایک ساتھ بولے۔

"شکریہ۔" آفیسر ہنسا۔

اور پھر وہ آگے بڑھ گئے... آفیسر کو چلنے میں کافی تکلیف ہو رہی تھی...

"اگر زیادہ تکلیف ہے تو آپ آرام کر لیں... ہم انہیں باس کے سامنے لے جاتے ہیں۔"

"نہیں... اس خوشی کے موقعے پر میری موجودگی ضروری ہے۔" اس نے انکار میں سر ہلایا۔

اور پھر انہیں ایک کمرے میں لایا گیا... یہ بہت طویل کمرہ تھا اور تھا بھی مستطیل... دروازے کے ساتھ ہی کرسیاں بچھی تھیں... انہیں ان پر بیٹھنے کا اشارہ کیا گیا... جونہی وہ ان پر بیٹھے... کرسیوں میں سے خود بخود تسمے سے نکلے اور انہوں نے انہیں کرسیوں کے ساتھ بڑی طرح جکڑ لیا۔

"ارے! یہ کیا۔" ان کے منہ سے مارے خوف کے نکلا۔

"ہم تو اب ہل بھی نہیں سکتے۔"

"یہ کرسیاں تم لوگوں کی آخری آرام گاہ ہیں۔" آفیسر ہنسا۔

"لیکن ہمیں پتا بھی تو چلے... تم لوگ یہاں کر کیا رہے ہو۔"



"پروفیسر کلائیو بتائیں گے... وہ تم سے آخری ملاقات کریں گے... اس کے بعد ان کرسیوں میں کرنٹ چھوڑ دیا جائے گا... مطلب یہ کہ یہاں کوئی لڑائی بھڑائی نہیں ہوگی... نہ یہاں ایسے کام کی گنجائش ہے۔"

"اچھی بات ہے... دیکھا جائے گا۔" خان رحمان نے بھنائے ہوئے انداز میں کہا۔

"انکل... خود پر قابو رکھیں... غصے کو نزدیک نہ آنے دیں۔" محمود نے فکرمندانہ انداز میں کہا۔

"اوہ اچھا... ہم... مجھے افسوس ہے۔"

عین اس لمحے دروازہ کھلا... ایک لمبے قد کا مضبوط جسم والا شخص اندر داخل ہوا

"اوہ... جمشید اوہ... یہ وہی ہے... جو میرے پاس آتا رہا ہے..." پروفیسر داود منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔

"ہاں! میں وہی ہوں... پروفیسر کلائیو... اور آج میں اپنے منصوبے کے مکمل ہونے کا اعلان کرتا ہوں... جب تک تم لوگ آزاد تھے... میں اس وقت تک اس اعلان کو روکے ہوئے تھا... آج دنیا میں یہ اعلان کر دیا جائے گا..."

"آخر یہ منصوبہ کیا تھا۔"

"میرا خیال تھا... اب تک تم بخوبی سمجھ گئے ہو گے۔"

"اس میں شک نہیں۔" پروفیسر مسکرائے۔

www.urdufans.com



"کس میں شک نہیں۔" پروفیسر نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"اس میں کہ ہم سمجھ چکے ہیں۔" پروفیسر بولے۔

"تب پھر بتائیں... یہ کیا منصوبہ ہے۔"

"پوری دنیا کو غلام بنانے کا منصوبہ... ذہنی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی... آپ نے اس سلسلے میں جو دوا تیار کی... اس کو اس پانی میں ملا جاتا ہے... جو گندم کو دیا جاتا ہے... اس طرح دوا کے اثرات پیدا ہونے والی گندم میں آجاتے ہیں... اب ظاہر ہے پورا ملک جب اس گندم کو کھائے گا تو کیا ہوگا... لوگ غلام بن جائیں گے یا نہیں جب کہ ہم دیکھ چکے ہیں... درندے تک اس دوا کے استعمال کے بعد انسانوں کے غلام بن جاتے ہیں... دراصل ہم نے اس دوا کے تجربات پہلے پالتو جانوروں پر کیے تھے... وہ فوراً غلام بن گئے... ہم نے سوچا... اس دوا کا تجربہ پالتو جانوروں کی بجائے جنگلی درندوں پر کیا جائے... تب اس کی اصل خاصیت کا پتا چلے گا، چنانچہ یہ دوا گوشت میں ملا کر درندوں کو کھلائی گئی... دوا چونکہ انہوں نے براہ راست کھائی تھی، اس لیے اس کا حیرت انگیز حد تک جلد اثر ہوا... درندے فوراً غلام بن گئے... اس کے لیے بھی ہمیں بہت تجربات کرنا پڑے... شکاری قسم کے لوگوں سے یہ کام لیا گیا... تب ہمیں پتا چلا کہ اب تو ہم ان درندوں پر سواری تک کر سکتے ہیں... یہ تجربہ بھی کامیاب رہا... اب اس کے ذریعے جنگل پر قبضہ کیا گیا... تاکہ ہمارے اس جنگل تک کوئی آدمی نہ سکے... لیکن تم لوگ بھی آخر تم لوگ ہو... میں نے لاکھ حفاظتی انتظامات



کیے... پھر بھی تم یہاں تک آنے میں کامیاب ہو گئے... خیر... آ تو گئے ہو... اب واپس نہیں جاؤ گے... یہ کرسیاں تمہاری آخری منزل ثابت ہوں گی... تم ان تسموں کو اپنے چاقو سے بھی نہیں کاٹ سکو گے..." یہ کہتے ہوئے پروفیسر کلائیو نے ایک سمت میں دیکھا... اور پھر کہنے لگا:

"مرنے سے پہلے تم کچھ پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھ سکتے ہو... کہیں تمہیں حسرت نہ رہ جائے۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا... اس وقت پروفیسر داؤد نے پوچھا:

"یہ دوا آپ نے کس چیز سے تیار کی ہے۔"

"ایک قسم کی کھاد سے... دراصل میں اس تجربے کے چکر میں برسوں سے رہا ہوں۔ شروع میں میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ جب تک ایشیا کے ممالک خاص پر برصغیر کو ذہنی طور پر غلام نہ بنا لیا جائے، ہم انہیں مستقل طور پر شکست نہیں دے سکتے... کیونکہ ان میں آزادی کی روح بیدار ہو جاتی ہے اور ہماری ساری کوششوں پر پانی پھیر دیتی ہے... اور کئی سو سال کی مسلسل کوششوں کے بعد بھی ہم افریقہ اور برصغیر کے انسانوں میں سے آزادی کی روح کو ختم نہیں کر سکے... ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساڑھے تین سو سالہ دور میں انتہائی ظلم اور طاقت کے استعمال کے باوجود یہاں کے لوگوں کو غلام نہ بنا سکے۔ ہماری سازشوں نے لوگوں کو مذہب کی بنیاد پر تقسیم تو کر دیا مگر آج پھر برصغیر ایک بار پھر سپر پاور بن کر اُبھر رہا ہے اور چین کے ساتھ مل کر انشارجہ اور برٹائن کیلئے خطرہ بن رہا ہے... بس میں اس کوشش

www.urdufans.com



میں لگا رہا کہ کوئی ایسی دوا تیار کی جائے... جوان میں غلامی پیدا کرے... اور آخر تجربات پر تجربات کر کے... میں ایک دوا بنانے میں کامیاب ہو گیا... پھر اس کے تجربات کیے گئے... مطلب یہ کہ اس دوا کو استعمال کرنے والے سب کے سب لوگ غلام بن گئے... تب میں نے اس دوا کو پوری دنیا میں پھیلانے کے منصوبے پر عمل شروع کیا... اس کی جھلک تم لوگ دیکھ ہی چکے... بہرام خان اور خونو جیسے لوگوں سے یہ کام لیا گیا... چنانچہ ہمارے کام کا دائرہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے... اور بہت جلد ہم پوری دنیا کو اپنا غلام بنا لیں گے، پھر ہمیں ان کے خلاف کوئی جنگ کرنے کی ضرورت نہیں رہے... کوئی جذبہ آزادی اور حب الوطنی ہمارے آڑے نہیں آئے گا... کیا یہ کوئی چھوٹی کامیابی ہے۔"

"وہ تو سب ٹھیک ہے... لیکن کوئی آپ کی دوا کا فارمولا چرا کر آپ پر بھی استعمال کر سکتا ہے... کیا اس طرح آپ کا ذہن غلامانہ نہیں بن جائے گا۔" پروفیسر داؤد نے منہ بنایا۔

"بالکل بن سکتا ہے... لیکن بنے گا نہیں۔" وہ ہنسا۔

"لیکن کیوں؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"وہ اس طرح کہ میں نے یہ فارمولا کسی کو نہیں بتایا... دوا کس طرح بنی ہے... یہ صرف میں جانتا ہوں اور میں یہاں بالکل محفوظ ہوں... خود تم نے دیکھ لیا... کہ کن مرحلوں کے بعد یہاں تک پہنچے ہو... لیکن کس حالت میں... گرفتار حالت میں اور یہاں آ کر ان کرسیوں



قیدی بن گئے ہو۔"

"کک... کیا کہا آپ نے... کرسیوں کے قیدی۔" فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ہاں کیوں... کیا ہوا؟"

"میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"اس لڑکے کا دماغ خراب تو نہیں۔"

"جی نہیں... البتہ یہ دوسروں کا دماغ ضرور خراب کر دیتا ہے... آپ کہیں تو یہ آپ کا دماغ بھی خراب کر سکتا ہے۔"

"دماغ تو نہیں چل گیا۔" پروفیسر کلائیو نے بھنا کر کہا۔

"مستقبل قریب میں چل جائے تو کچھ کہا نہیں جا سکتا۔"

"ویسے جناب! آپ یہ دوا تیار کہاں کرتے ہیں۔"

"یہیں... اس دوا کا پلانٹ بھی اسی عمارت میں موجود ہے... وہاں بے شمار لوگ اس دوا کی تیاری میں دن رات مصروف رہتے ہیں... ہمارے ملک... بیگال کا ایک طیارہ خفیہ انداز میں یہاں تک آتا ہے اور تیار شدہ دوا لے جاتا ہے... باقی کام تو وہی کرتے ہیں۔"

"بہت خوب... بات سمجھ میں آ گئی... اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہاں یہ دوا تیار نہ ہو تو بیگال یہ کام نہیں کر سکتا۔"

"بالکل نہیں۔" پروفیسر نے پرزور انداز میں کہا۔

"اور اگر آپ کے اس پلانٹ میں کام کرنے والے آپ کے

www.urdufans.com



خلاف بغاوت کردیں... تو بھی دوا تیار نہیں ہو سکے گی۔"

"لیکن وہ بغاوت کیوں کرنے لگے... اگر کریں گے تو ان کی جگہ دوسرے آجائیں گے اور یہ جیل چلے جائیں گے... دوا کی تیاری کو کوئی فرق نہیں پڑے گا... دوا کے اجزا کے بارے میں انہیں کچھ بھی معلوم نہیں... میں انہیں مختلف چیزیں تیار کر کے دیتا ہوں... یہ تو بس ان چیزوں کو آپس میں ملاتے ہیں... اور ٹیوبوں میں بھرتے ہیں... اس کام کے لیے دوسرے آدمی مہیا کرنا کیا مشکل ہے بھلا۔"

"بات سمجھ میں آگئی... مطلب یہ کہ اصل جڑ آپ ہیں... اگر ہم آپ کو ختم کر دیں تو معاملہ ختم بلکہ بالکل صاف..."

"ہاں! لیکن تم مجھے شکست دینے کی پوزیشن میں ہو کب... اگر ہوتے تو میں یہ سب باتیں کیوں بتاتا... تم خود کو ان کرسیوں سے ہرگز آزاد نہیں کرا سکو گے... انہی کرسیوں پر تڑپ تڑپ کر جان دو گے۔"

"میں انسپکٹر جمشید تمہیں حکم دیتا ہوں..." پروفیسر کے ان ماتحتوں کو جو اس ہال میں موجود ہیں ختم کر دو۔" ایسے میں پروفیسر داؤد بول اٹھے۔

"کیا کہا پروفیسر داؤد... آپ انسپکٹر جمشید کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ میرے آدمیوں کو ختم کر دیں۔ معلوم ہوتا ہے... آپ کا دماغ چل گیا ہے۔"

"اگر یہ بات ہے تو میں انسپکٹر کامران مرزا کو بھی یہی حکم دیتا ہوں۔"



"لگتا ہے... آپ بالکل پاگل ہو گئے ہیں۔"

"اگر یہ بات ہے تو میں کرنل فریدی سے بھی بالکل یہی کہتا ہوں۔"

"معلوم ہوا... پروفیسر داؤد... آپ کا دماغ بالکل چل گیا... اور اب آپ کسی کام کے نہیں رہ گئے... اب اس دنیا میں رہنے کا آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔" پروفیسر کلائیو نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"اچھا تو پھر اب دیکھ لو... اپنے ساتھیوں کا انجام۔" پروفیسر سرد آواز میں بولے۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی آفیسر اور اس کے دو اور ساتھیوں کے پستولوں سے یکا یک شعاعیں نکلنے لگیں... اور تڑاتڑ گرتے چلے گئے... ان کی ہولناک چیخوں سے ہال گونج اٹھا۔

پروفیسر کلائیو کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا... مارے حیرت کے اس نے کہا:

"یہ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں... اور یہ کیسے ممکن ہے... ان لوگوں کے جسموں پر تو ایسا لباس موجود ہے... جس پر ان پستولوں کی شعاعیں بھی کام نہیں کر سکتیں... یہ پھر کس طرح گر گئے۔"

"یہ اس طرح گر گئے کہ ان کے لباس اب وہ لباس نہیں رہ گئے... جن پر آپ کو فخر تھا... ہم نے ان سب کے لباس میں باریک باریک سوراخ کر دیے تھے..."

www.urdufans.com



"کیا!!!" پروفیسر چلا اٹھا۔

"ہاں! ہم نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اصل طاقت اس لباس کی وجہ سے ہے اور ان کے اندر کوئی ایسی گیس بھری ہوئی ہے... جن کی وجہ سے جسم پر چوٹ نہیں لگتی... اور بس۔"

"نن... نہیں... تت... تو تم نے یہ بات بھی جان لی... لل... لیکن..."

"لل... لیکن کیا؟" فاروق مسکرایا۔

"لیکن میرے اپنے آدمی اپنے ساتھیوں کو کیسے ہلاک کر سکتے ہیں، وہ بھی تمہارے حکم سے۔"

"بس اسے تم اللہ کی شان کہہ سکتے ہو۔"

"نہیں آخر کیسے... کچھ بتاؤ بھی تو۔"

"انسپکٹر جمشید اس بے چارے کو بتا دو۔" پروفیسر بولے۔

"بہت بہتر پروفیسر صاحب۔" آفیسر کے منہ سے اس مرتبہ انسپکٹر جمشید کی آواز نکلی۔

"ارے... یہ کیا... اس کی آواز کو کیا ہوا۔" پروفیسر کلائیو چلا اٹھا۔

"بس ہونا کیا تھا... ابھی تو یہ اپنی اصل آواز میں بولے ہیں... اس سے پہلے تو یہ تینوں بے چارے آواز بدل بدل کر بول رہے تھے..." پروفیسر داؤد کی آواز میں زمانے بھر کی شوخی تھی۔



"کیا!!!" وہ چلا اٹھا۔

"ہاں!" پروفیسر داؤد بھی اسی کے انداز میں چیخ کر بولے۔

"یہ... یہ کیسے ممکن ہے۔"

"یہ ایسے ممکن ہے کہ ہم لوگ ایسے ہی کاموں کے لیے تو مشہور ہیں... آپ کے اس جنگل سے آپ کے لوگوں کو ہم اسی لیے تو اپنے والے جنگل میں شفٹ کر لے گئے تھے آپ اس جنگل میں ہماری ہر حرکت کو وائیو کیمروں کے ذریعے دیکھ رہے تھے... اور روبوٹوں کو بھی انہی کے ذریعے دیکھ کر کنٹرول کر رہے تھے... جب تک روبوٹ ختم نہیں ہو گئے... اس وقت تک ہم پریشان رہے... ان کے ختم ہونے کے بعد ہم نے سکون کا سانس لیا تھا... پھر جب یہ لوگ آ گئے... تب ہم انہیں دوسرے جنگل تک کھینچ لے گئے... اب آپ ہمیں نہیں دیکھ سکتے تھے... جب کہ ہمارے لیے ان کی آواز میں بات کرنا مشکل کام نہیں تھا... اور نہ آپ کے تین ساتھیوں کے لباس اتار کر خود پہن لینا اور اپنے لباس ان تینوں کو پہنا دینا ہمارے لیے کوئی مشکل کام تھا... باقی رہا حلیوں کی تبدیلی کا کام... ہم یہ کام نہیں کر سکتے تھے... اس لیے کہ سامان موجود نہیں تھا... لہٰذا یہ کام ہم نے چہروں پر زخمیوں کا خون لگا کر لیا... مطلب یہ کہ ہم جو تین خون آلود چہروں والے انسان آپ کو نظر آ رہے ہیں... تو یہ ہم ہیں انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور کرنل فریدی۔"

"اوہ... اوہ... اوہ۔" اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

www.urdufans.com



"گویا ہر ایک کے لیے ایک اوہ۔" آفتاب چہکا۔

"افسوس... افسوس... افسوس۔"

پروفیسر کلائیو کے منہ سے عجیب انداز میں نکلا، پھر اس کے منہ سے بے تحاشہ قہقہہ پھوٹ نکلا:

اس مرتبہ حیران ہونے کی باری ان کی تھی:

☆☆☆



# افسوس! افسوس! افسوس!

پھر جونہی اس کے قہقہے رکے، انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا:

"بے چارہ پروفیسر... صدمے سے پاگل ہو گیا۔"

"ہاہاہا۔" وہ یہ سن کر پھر ہنسنے لگا۔

"اس مرتبہ اس نے ثابت کیا ہے کہ ہمارا خیال درست ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"ہاہاہا۔" وہ پھر ہنسا۔

"ہنس لو... ہنس لو... کوئی اعتراض نہیں... موت کو سامنے دیکھ کر انسان پاگل ہو سکتا ہے۔" کیپٹن حمید بولا۔

"میری نہیں... تم لوگوں کی۔" پروفیسر نے مشکل سے ہنسی روک کر کہا۔

"اوہو اچھا، ہماری... وہ کیسے... بھئی پروفیسر... عقل کو ہاتھ مارو... آپ کے تمام ساتھی موت کی نیند سوئے پڑے ہیں... آپ کے مقابلے میں ہم تین ہیں... اور آپ ایک سائنس دان ہیں... کوئی لڑاکے

www.urdufans.com



نہیں کہ ہمارے مقابلے میں ڈٹ جائیں گے... ان حالات میں بھی آپ ہنس رہے ہیں... تو اس سے ہم کیا خیال کریں... یہی خیال کر سکتے ہیں نا کہ بے چارے پروفیسر کلائیو پاگل ہو گئے ہیں... لیکن اس میں آپ کا بھی کیا قصور... ان حالات میں لوگ پاگل ہو ہی جاتے ہیں... اب دیکھیے نا ... آپ نے اتنا بڑا منصوبہ بنایا۔ پوری دنیا کو غلام بنانے کے لیے ایک دوا ایجاد کی... اس دوا کو بنانے اور پھیلانے کے لیے آپ کی حکومت نے آپ کے لیے یہ خاص جگہ بنائی... اس کی حفاظت کے لیے آس پاس کی ریاستوں کو مقرر کیا... ان میں باقاعدہ فوج رکھی... جنگل کے درندے تک غلام بنائے... ان پر اپنے ماتحتوں سے سواری کرا کے بیرونی لوگوں پر خوف طاری کر دیا... تاکہ کوئی آپ کی طرف رخ بھی نہ کر سکے... اور اگر کوئی سر مارخ کر ہی ڈالے... تو اسے روکنے کے لیے ہر طرح کے انتظامات کیے گئے... اب اگر چند آدمی آ کر آپ کے ان تمام تر حفاظتی منصوبوں کو تباہ و برباد کر دیں... تمام نظام درہم برہم کر دیں... آپ کے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے یہاں تک آ جائیں... پھر آپ کی آنکھوں کے سامنے بھی آپ کے آدمیوں کو خود آپ کے ہتھیاروں سے ہلاک کر دیں تو ان حالات میں انسان کا پاگل ہو جانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں... ان حالات میں تو اچھے اچھے پاگل ہو جاتے ہیں۔" یہاں تک کہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔

"آپ نے بالکل ٹھیک کہا... میں آپ کی سو فیصد تائید کرتا



ہوں۔" کرنل فریدی خوش دلی سے بولے۔

"اور میں بھی..." انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"افسوس... افسوس... افسوس۔" یہ کلائیو نے پھر اسی انداز میں کہا۔

"آخر آپ کو کس بات پر افسوس ہے... وہ بھی تین بار۔" فاروق نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"تم لوگوں کی عقل پر... بے وقوفی پر... سیدھے پن پر... نا سمجھی پر... بھولے پن پر... سادگی پر... اور نہ جانے کس کس پر افسوس ہو رہا ہے..."

"چلیے آپ افسوس کر لیں... ہمارا اس میں کیا نقصان ہے... جب آپ خوب جی بھر کر افسوس کر چکیں... تب بتا ضرور دیجیے گا... تاکہ ہم اپنے کام سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو جا سکیں... بہت دن ہو گئے... ہمیں گھروں سے نکلے ہوئے... چلے تھے بنگلہ ڈھاک کی سیر کرنے... واسطہ پڑ گیا... ڈھاک کے تین پات سے..." آفتاب روانی کے عالم میں کہتا چلا گیا۔

"افسوس... افسوس... افسوس۔" اس نے پھر اسی انداز میں کہا۔

"حد ہو گئی... حد ہو گئی... حد ہو گئی۔" مکھن جھلا اٹھا۔

"اتنی حد تم کہاں سے لے آئے۔" شوکی کے لہجے میں حیرت

www.urdufans.com



تھی۔

"جہاں سے یہ صاحب افسوس افسوس اور افسوس لے آئے۔" وہ مسکرایا۔

شوکی بڑا سا منہ بنا کر رہ گیا... پھر اس نے کہا:

"ادھر ادھر کی باتیں نہ کرو... اور بڑوں کی باتیں سنو۔"

"یہ بھی تو ادھر ادھر کی باتیں کر رہے ہیں۔" آصف نے منہ بنایا۔

"ان کی ادھر ادھر کی باتوں میں بھی کوئی کام کی بات نکل آتی ہے۔" شوکی نے منہ بنایا۔

"بھئی آپس میں تو نہ لڑو... یہ وقت تو ہے ان صاحب سے لڑنے کا۔"

"یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔" وہ ہنسا۔

"کیا کہہ رہے ہیں... آپ تو بس افسوس افسوس کی گردان رٹ رہے ہیں۔" محمود نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"اور میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔" اس بار اس کا لہجہ سرد تھا۔

"کک... کیا مطلب؟" آصف چونکا۔

"میں نے اگر افسوس افسوس کی رٹ لگا رکھی ہے تو ٹھیک ہی لگا رکھی ہے۔"

"کیا مطلب... آپ اپنی بات کی وضاحت کریں... اگر آپ



اپنے اوپر افسوس کر رہے ہیں... تب تو بات سمجھ میں آسکتی ہے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"ارے نہیں... میں خود پر کیوں افسوس کروں گا بھلا... افسوس کریں میرے دشمن... اور وہ اس وقت یہاں موجود ہیں... میرا مطلب ہے... یہ افسوس مجھے تم پر ہے... تم یہ سب کچھ کر کے... اس قدر کامیابیاں حاصل کر کے بھی کسی قابل نہیں ہو... یقین نہیں تو ابھی دلا دیتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے وہ پھر ہنسا۔

"کیا دلا دیتا ہوں۔" فرحت نے برا سا منہ بنایا۔

"یقین اور کیا... کھلونے تو دلوانے سے رہا تمہیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"اوہ اچھا... آپ کا بہت بہت شکریہ۔" رفعت نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ تم نے شکریہ کس بات کا ادا کیا... وہ بھی اس دشمن کا۔" اشفاق نے جھلا کر کہا۔

"اس بات کا کہ یہ ہمیں یقین دلا رہے ہیں۔" رفعت نے فوراً کہا۔

"اوہ... تب تو ٹھیک ہے۔" اخلاق نے سر ہلایا۔

"بہتر ہوگا... تم سب خاموش ہو جاؤ... اور اسے اپنی بات کی وضاحت کرنے دو۔" انسپکٹر جمشید نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"بالکل ٹھیک... میں بھی یہی کہنے والا تھا۔" کیپٹن حمید کی آواز سنائی دی۔

www.urdufans.com



"تب پھر کہہ کیوں نہ دیا... خاموش کیوں رہے آپ۔" محمود نے حمید کو گھورا۔

"ارے ارے... بھائی... آنکھوں ہی آنکھوں میں کھا نہ جانا۔"

"ارے... آپ کوئی مٹھائی ہیں۔" شوکی نے ہاتھ نچانے کی کوشش کی... لیکن فوراً ہی اسے معلوم ہو گیا... کہ ان سب کے ہاتھوں اور پیروں کو تو کرسیوں نے تسموں سے جکڑ رکھا تھا۔

"اگر پریشانی محسوس ہو رہی ہے تو کرسیوں کی قید سے آزاد کر دوں۔"

"آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔"

وہ فوراً گھوما اور ہر میز کے پائے میں لگا ایک بٹن دبا دیا... فوراً ہی ان کے تسمے کھل گئے... اور وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"بھئی واہ... دشمن ہو تو ایسا۔" شوکی نے خوش ہو کر کہا۔

"خبردار... دشمن کی تعریف نہ کرو۔" محمود غرایا۔

"بھئی میں نے ان کی تعریف ہمیں آزاد کرنے کی بنیاد پر کی ہے... یہ نہیں کہ یہ ہمارے دشمن نہیں رہے..." شوکی نے بھی جواب میں محمود کو گھورا۔

"لگتا ہے... آج ہم آپس میں لڑ کر رہیں گے... جب کہ یہ وقت پروفیسر سے لڑنے کا ہے۔"

"میں موجود ہوں... اور یقین کرو... بھاگوں گا نہیں۔"



"کیا مطلب..." انسپکٹر جمشید پہلی مرتبہ چونک کر بولے۔

"میں نے کہا ہے... میں بھاگوں گا نہیں... اور تم لوگ..." وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"اور تم لوگ کیا؟" آصف اور شوکی ایک ساتھ بول اٹھے۔

"اور تم لوگ بھاگتے نظر آؤ گے۔"

"مطلب یہ کہ آپ ہم سے مقابلہ کریں گے اور ہمیں بھگا دیں گے۔"

"ضرورت پیش آئی تو... ورنہ اگر تم اس کے بغیر ہی شکست تسلیم کر لو گے تو میں کیوں تمہیں بھگاؤں گا بھلا۔"

"خوب خوب... آپ کی بات پسند آئی۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"تب پھر... کیا پروگرام ہے... لڑائی کرو گے یا یونہی ہتھیار ڈال دو گے۔" پروفیسر کلائیو ہنسا۔

"میرا خیال ہے... آپ بھول رہے ہیں... شعاعی پستول اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہیں... پورے تین عدد۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"ہاں! اس میں کیا شک ہے... لیکن ایک بات آپ بھی بھول رہے ہیں۔"

"اور وہ کیا؟" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

www.urdufans.com



"یہ کہ یہ پستول ہمارے ہیں... اور میں نے اپنے آدمیوں کو دیے تھے... ان کی کارکردگی کے بارے میں جو میں جانتا ہوں... وہ آپ نہیں جانتے۔"

"کیا مطلب؟"

"ان کی شعاعوں کا اثر مجھ پر نہیں ہوگا... آزما کر دیکھ لو۔"

"اوہو اچھا... یہ بات ہے... تو پھر اس سے بھلا کیا فرق پڑ جائے گا... کیا ہمارے ہاتھ پیر نہیں ہیں... ہم سب تو مل کر آپ کو ایک زبردست ہاتھ رسید کر دیں گے تو آپ لمبے لیٹے نظر آئیں گے... ویسے آپ لمبے لیٹے نظر آنے کا مطلب جانتے ہیں یا نہیں۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"بہت اچھی طرح... بلکہ میں تو تم لوگوں کی طرح بامحاورہ اُردو بھی بول سکتا ہوں۔"

"ارے!" ان کے منہ سے نکلا۔

"اور اب ذرا میرا کمال دیکھو... ہاہاہا... اُٹھ جاؤ میرے پیارے کارتوں... انہیں بتا دو کہ یہ پستول میری اپنی ایجاد ہیں... پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ ہم پر ہی کارگر ہو جائیں۔"

"کک... کیا... کیا مطلب؟"

اور پھر انہوں نے ان لوگوں کو اٹھتے دیکھا... جو شعاعی پستولوں کی فائرنگ سے گرتے نظر آئے تھے۔

☆☆☆



# لیکن کے بعد

"لیجیے! یہاں تو مردے بھی زندہ ہونے لگے، اب کیا بنے گا۔" فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔

"اسی کو تو اللہ کی شان کہتے ہیں۔" آصف کی آواز گونجی۔

"ایسا لگتا ہے کہ پستولوں سے نکلنے والی شعاعوں نے ان پر اثر ہی نہیں کیا تھا... یہ تو بس ہمارا دل خوش کرنے کے لیے گرے تھے..."

"چلو خیر... کوئی بات نہیں... اگر یہ اُٹھ گئے ہیں تو کیا فرق پڑ جائے گا۔" آصف مسکرایا۔

"دیکھ نہیں رہے... پہلے ہمیں صرف پروفیسر کلائیو سے لڑنا تھا... اب ان سب سے جنگ ہوگی... جب کہ یہ پہلے ہی لوہے کی طرح سخت تھا..."

"لیکن!" انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا... اور وہ اچانک کہتے کہتے رک گئے۔

"آپ لیکن کے بعد کچھ کہنا چاہتے تھے... لیکن کہا نہیں... کیا

www.urdufans.com



پھر ٹھٹک کر رک گئے... ان کے سامنے انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا اور کرنل فریدی کھڑے تھے... اب انہیں یاد آیا... ان کے جسموں پر تو انہی کے ساتھیوں کے لباس تھے... گویا اس وقت وہ تینوں بھی لوہے کی طرح مضبوط ہو چکے تھے۔

"اوہ... پروفیسر... اوہ... اب کیا ہوگا۔" مارے پریشانی کے ان میں سے ایک نے کہا۔

"یہ تھا جمشید... تمہارا لیکن۔" پروفیسر داؤد ہنسے۔

"ہاں پروفیسر صاحب... اب ہم ان کے مقابلے پر برابر کی چوٹ ہیں... لیکن۔" اس مرتبہ انسپکٹر جمشید کی بجائے کرنل فریدی بولے۔

"اب آپ بھی ایک عدد لیکن لے آئے۔" آصف بولا۔

"کیا کیا جائے... حالات کا تقاضا یہی ہے۔"

"مطلب یہ کہ لیکن پر لیکن اٹھا لائیں۔" شوکی ہنسا۔

"چلیے پھر... لے آئیں... ہمارا کیا جاتا ہے۔"

"پیں ڈالو انہیں... اس بات کی پروا نہ کرو کہ یہ ہمارے لباسوں میں ہیں۔"

"اب یہ نہیں ہوگا۔" محمود ہنسا۔

"کیا نہیں ہوگا۔"

"میں نے کام دکھا دیا ہے۔"

"کیا مطلب... کیا کام دکھا دیا ہے تم نے۔" کئی آوازیں

یہی ہے بات ہے۔" فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

"ہاں! مناسب یہی ہے کہ جو میں کہنا چاہتا تھا... وہ نہ کہوں۔"

"ٹھیک ہے... جو آپ کہنا چاہتے تھے... وہ ہم بغیر سنے ہی سمجھنے کی کوشش کریں گے۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"لک... کون سی بات جمشید۔" پروفیسر داؤد بے خیالی کے عالم میں بولے۔

"وہ بات جو میں کہنا چاہتا تھا اور میں کہہ نہیں سکتا... اس بات کو آپ لوگ بغیر کہے ہی سمجھنے کی کوشش کر لیں۔"

"یار تم نے ہمیں نجومی کب سے سمجھ لیا۔"

"کبھی نہیں سمجھا... ہم تو نجومیوں پر اعتماد ہی نہیں رکھتے۔"

انہوں نے انکار میں سر ہلایا۔

"اچھا خیر... ہم کوشش کریں گے... کہ تمہارا لیکن کیا بلا ہے۔"

پروفیسر داؤد جھلا کر بولے۔

اس پر سب مسکرا دیے... ایسے میں باس کی آواز گونجی:

"اب تم انہیں ننگی کا ناچ نچاؤ... جتنا میں ان سے کھیلنا چاہتا تھا، کھیل چکا... اب ان کی لاشیں دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈا کرنا پسند کروں گا۔"

"او کے باس... آپ فکر نہ کریں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ سب کے سب ان کی طرف بڑھے اور

www.urdufans.com



ابھریں۔

"ان کے لباس اپنے چاقو کی مدد سے چاک کر دیے ہیں... اور ایسا میں نے اس وقت کیا، جب یہ بے سدھ ہوئے تھے اور آپ سب لوگ باتوں میں لگے ہوئے تھے... جنگل میں لڑائی کے دوران میں نے دو باتیں نوٹ کی تھیں... ایک یہ کہ جب یہ آپس میں ٹکراتے ہیں تو انہیں شدید چوٹ آتی ہے... اور ایسا لباس کی وجہ سے ہے... دوسری بات یہ کہ لباس کا اثر ختم کر دیا جائے تو پھر یہ عام لوگوں سے زیادہ طاقت ور نہیں رہ جاتے... سو میں یہ کام کر چکا ہوں۔"

"بہت خوب۔" کرنل فریدی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ مارا۔" وہ سب چلائے۔

ادھر ان کے دشمنوں کے رنگ اڑ گئے... اب جو وہ ان پر ٹوٹے تو وہ صابن کا جھاگ ثابت ہوئے... گرتے چلے گئے... انہوں نے ان سب کو اپنی ٹھوکروں پر رکھ لیا... جلد ہی میدان میں صرف پروفیسر کلائیورہ گیا... وہ اب تک اس لڑائی سے بالکل الگ رہا تھا... اپنے تمام کارکنوں کو ساکت پڑے دیکھ کر اس نے پرزور انداز میں تالی بجادی اور خوش ہو کر بولا:

"واہ... واہ... مزہ آ گیا... خوب بہت خوب۔"

"ابھی آپ کو اور مزہ آئے گا..." آصف ہنسا۔

"اوہو اچھا... کیا واقعی... لیکن۔"

"ہائیں... آپ کی طرف بھی ایک عدد لیکن موجود ہے



۔" فاروق چلا اٹھا۔

"لیکن کے بعد بھی۔" وہ مسکرایا۔

"خوب خوب! تب تو واقعی مزہ آئے گا۔"

"پروفیسر کلائیو صاحب... آپ کچھ زیادہ ہی خوش فہمی میں مبتلا لگتے ہیں... اب آپ اکیلے رہ گئے ہیں... زیادہ سے زیادہ آپ کے دو چھ آدمی باقی ہیں... جو اس دوا کی تیاری میں مدد دیتے ہوں گے... لیکن... وہ بے چارے کیا لڑیں گے۔"

"میں ان کی وجہ سے نہیں... اپنی وجہ سے خوش فہمی میں مبتلا ہوں۔" پروفیسر کی بلند آواز گونجی... اور پھر انہوں نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا... پروفیسر کا ہاتھ اوپر اٹھا تھا... پھر اس کے ہاتھ کی ہڈی... میز سے ٹکرائی... وہ تراخ سے ٹوٹ گئی... انہوں نے دیکھا، وہ بہت مضبوط لکڑی کی میز تھی۔

"تم نے دیکھا۔" وہ غرایا... پہلی بار اس نے ہنسے بغیر بات کی تھی۔

"ہاں! ہم نے دیکھا... ایسی چیزیں تو ہم بھی توڑ سکتے ہیں..." فاروق نے منہ بنایا۔

"خوش فہمی ہے تمہاری... اس طرف بالکل اسی جیسی میز پڑی ہے... ذرا اسے توڑ کر دکھانا۔"

"ابا جان... ذرا آپ بھی اسے اپنی طاقت دکھا دیں۔"

www.urdufans.com



"تو میں میز پر ہاتھ کیوں ماروں... پروفیسر کو کیوں نہ رسید کروں۔"

"ضرور انسپکٹر جمشید... ضرور... آؤ... میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں... اور دیکھ لو... میرے چہرے پر وہ لباس بھی نہیں ہے۔"

"ہاں! میں دیکھ چکا ہوں۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید آگے بڑھے... اس کے نزدیک پہنچ کر انہوں نے ہاتھ اوپر اٹھایا اور اس کے کندھے پر دے مارا... دوسرے ہی لمحے ان کے منہ سے ایک دل دوز چیخ نکل گئی... وہ ہاتھ پکڑ کر بیٹھتے چلے گئے۔

"کک... کیا ہوا... ابا جان... انکل... جمشید۔" ملی جلی آواز یں ابھریں۔

"ہونا کیا تھا... تمہارے سورما کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی..." پروفیسر ہنسا۔

"نن... نہیں۔" ان کے منہ سے مارے پریشانی کے نکلا۔

"سنبھلو... میں آ رہا ہوں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے چلا کر کہا اور اس کی طرف دوڑ پڑے۔

"نہیں... کامران مرزا... نہیں۔" انسپکٹر جمشید چلائے... لیکن وہ اس وقت تک... اس پر وار کر چکے تھے... ان کا بھی وہی حال ہوا... ان کی دل دوز چیخ گونجی تھی۔

اب تو وہاں موت کا سناٹا چھا گیا... ان سب کی نظریں کرنل



فریدی پر جم گئیں۔ وہ بالکل ساکت کھڑے نظر آئے... بس وہ پروفیسر کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"انکل... کیا آپ..." شوکی کہتے کہتے رک گیا۔

"کیا آپ اس پر..." محمود بولا۔

"اس پر... حملہ نہیں کریں گے۔" آصف نے گویا جملہ مکمل کیا۔

کرنل فریدی ان کی طرف مڑے... مسکرائے اور پھر یک دم گھومے اور اچھلے، ان کے دونوں پیر پروفیسر کلائیو کے سینے پر پڑے۔

دراصل انہوں نے سوچا تھا... انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا تو اپنے ہاتھ تڑوا بیٹھے... وہ ایسا کیوں کریں... لیکن نتیجہ ان کی امید کے بالکل الٹ نکلا... وہ خوفناک انداز میں دیوار کی طرف گئے اور بری طرح ٹکرا کر پھر پروفیسر کلائیو کے قدموں میں آ گرے... جب کہ پروفیسر ان کی مکر سے ہلا تک نہیں تھا... اور اپنی جگہ پر کھڑا تھا... جونہی وہ اس کے قدموں میں گرے، اس نے ایک ٹھوکر ان کی پسلیوں میں دے ماری۔ ان کے منہ سے ایک اور چیخ نکلی اور وہ بالکل ساکت ہو گئے۔

اب تو وہاں سکتہ طاری ہو گیا... ایسا تو کسی نے سوچا بھی نہیں تھا... وہ تو خیال کر رہے تھے... پروفیسر کلائیو کے کارکنوں کے مارے جانے کے بعد ان کا کام آسان ہو گیا ہے اور پروفیسر کو تو وہ چٹکیوں میں گرا لیں گے... لیکن ہوا اس کے الٹ تھا... پروفیسر تنہا کھڑا تھا اور ان کے تمام کے تمام اہم ساتھی مردوں کی مانند پڑے تھے... ایسے میں فرزانہ کی

www.urdufans.com



آواز ابھری: "یہ ہمیں سانپ کیوں سوجھ گیا... ہمیں دنیا کو اس خوفناک بلا سے بچانا ہے، اپنی جانوں کی پروا نہیں کرنی ہے..."

"ل... لیکن۔" فرحت نے کہنا چاہا۔

"لیکن ویکن نہیں چلے گا... ہمیں اس سے لڑنا ہے اور بس۔"

"حمید بھائی... آپ کیوں چپ ہیں... آگے بڑھیے اور بڑھ کر جان جانے دیں اس سے... مرنا تو ایسے بھی پڑے گا... تو پھر اس سے ٹکرا کر جان کیوں نہ دیں۔"

"ہاں... کیوں نہیں... تم مجھے پیچھے نہیں پاؤ گے... آؤ..."

یہ کہتے ہی کیپٹن نے قدم آگے بڑھا دیے... ایسے میں پروفیسر داؤد کی آواز سنائی دی۔

"پاگل نہ بنو۔"

وہ سب یک دم ان کی طرف مڑے...

"جی... کیا مطلب آپ کا؟" خان رحمان نے حیرت کے عالم میں کہا۔

"میں نے کہا ہے... پاگل نہ بنو۔"

"لیکن ہم پاگل بن کب رہے ہیں؟"

"اس طرح سوچے سمجھے بغیر اس پر حملہ کرنے کا انجام اس سے مختلف نہیں ہوگا... جو ہم دیکھ چکے ہیں۔" انہوں نے جواب دیا۔



"تب پھر ہم کیا کریں۔"

"پہلے سوچو... غور کرو... پھر جب کسی فیصلے پر پہنچ جاؤ... تب اس کے مطابق قدم اٹھاؤ۔" پروفیسر داؤد نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ حضرت ہمیں اتنی مہلت کیوں دینے لگے۔"

"ارے نہیں... مجھے کوئی جلدی نہیں... تم خوب سوچ سمجھ کر مجھ پر حملہ کرو..." وہ ہنسا۔

"اب کیا سوچیں انکل۔" فرزانہ ان کی طرف مڑی۔

"یہی سوچ لو کہ ہم کیا سوچیں۔" پروفیسر بولے۔

"یہ مذاق کا وقت نہیں ہے انکل..."

"اوہو... اچھا کیا بتا دیا۔" وہ چونک کر بولے۔

"ترکیب نمبر 13 تو یہاں چلے گی نہیں..."

"اور اس کے علاوہ ہماری کوئی ترکیب ہے بھی کون سی۔" فرحت نے منہ بنایا۔

"لیکن ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہوگا..." خان رحمان بولے۔

"وہی تو بتائیں نا... کیا کرنا ہوگا۔"

عین اس لمحے چیخ کی آواز سنائی دی... آواز بہت ہلکی سی تھی... لیکن پروفیسر کلائیو کی چیخ حد درجے دل دوز تھی... سب نے حیرت زدہ انداز میں دیکھا... اس کی دائیں آنکھ میں محمود کا چاقو پیوست تھا...

اس نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیے اور چیختا چلا

www.urdufans.com



گیا... اچانک انہوں نے اس کی آنکھوں سے خون فوارے کی صورت میں نکلتے دیکھا... چاقو اندر تک دھنس گیا تھا۔

"اوہ... اوہ... محمود... زندہ باد... محمود... یہ کام کیا ہے تم نے... کمال کر دیا۔ واہ... واہ۔"

وہ سب بیک وقت چلانے لگے... یہاں تک کہ انسپکٹر جمشید، انسپکٹر کامران مرزا اور کرنل فریدی تک اُٹھ بیٹھے... اب وہ لگے بار بار محمود کو اپنے آپ سے چمٹانے...

"وحشت تیرے کی... یہ بھائی صاحب تو بازی ہی لے گئے... اور ہم کھڑے ترکیب ہی سوچتے رہ گئے۔" آصف نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"اسے کہتے ہیں... اپنی ڈفلی... دوسرے کا راگ۔" آفتاب کی آواز سنائی دی۔

"لو اور سنو... محاورہ تک الٹ دیا... بھائی محاورہ ہے اپنی اپنی ڈفلی... اپنا اپنا راگ۔"

"لیکن یہاں معاملہ الٹ ہے... نہ تو یہ محمود کا تکیہ کلام ہے... نہ اس کی ران۔"

"اس میں شک نہیں... اس کیس کا سرا محمود کے سر ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"حد ہو گئی... بیٹھے بٹھائے سہرا بندھوا لیا۔" نعمان جھلا اٹھا۔



"بھائی کیوں بگڑ رہے ہو... سہرا تم لے لینا..." محمود مسکرایا۔

تھوڑی دیر بعد انہوں نے جگلیوں کے ذریعے اس پوری عمارت کو تباہ و برباد کر دیا... اور پھر وہ وہاں سے واپس جنگل کے راستے روانہ ہوئے... ان کے دل خوشیوں سے معمور تھے... ایک بہت عظیم کامیابی ان کے حصے میں آئی تھی... کرنل فریدی اور کیپٹن حمید بھی انہیں ستائشی نظروں سے دیکھ رہے تھے... اور وہ شرماتے جا رہے تھے۔

----------☆☆☆----------

اٹلانٹس پبلیکیشنز
D-83 سائٹ۔ کراچی
فون: 2581720 - 2578273
e-mail: atlantis@cyber.net.pk